خطبات قاری بنیامین عابد

جلد دوم

خطیبِ دلنشیں

قاری محمد بنیامین عابد

جمع و ترتیب

حافظ محمد ربانی



مکتبہ ربانیہ

خطبات
قاری محمد بنیامین عابد

جلد دوم

جمع وترتیب

میاں حافظ محمد ربانی

ناشر

مکتبہ ربانیہ

منڈی عثمان والا ضلع قصور 0300-6595304

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اطاعت رسول ﷺ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾ (الاحزاب:۳۶)

ہر قسم کی حمد وثناء اللہ جل شانہ کی ذات اقدس کے لیے ہے۔ درود وسلام آقائے کائنات، سید الاولین والآخرین، امام اعظم، امام کائنات، امام المرسلین، امام المجاہدین، جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس، اطہر، اعلیٰ اور بالا کے لیے ہوں۔

حضرات ذي وقار! آج کے خطبہ جمعۃ المبارک میں ان شاءاللہ، اللہ تعالیٰ کی توفیق خاص سے اطاعت مصطفیٰ ﷺ کے حوالے سے چند معروضات پیش کی جائیں گی۔ اطاعت مصطفیٰ ﷺ کا ہمارے عام الفاظ میں معنیٰ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بات ماننا، جو کام نبی اکرم، سرور کائنات ﷺ نے کیا وہی کام کرنا اور جس سے آمنہ کے دریتیم علیہ السلام نے منع کر دیا، اس سے رک جانا اس کا معنیٰ اطاعت مصطفیٰ ﷺ ہے۔

قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے واضح الفاظ میں یہ فیصلہ فرما دیا ہے، فرمایا: وہ مومن ہو ہی نہیں سکتا جو میرے محبوب کی بات نہیں مانتا، اس کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا جو میرے محبوب کی اطاعت و فرمانبرداری نہیں کرتا، میرا تیرا ایمان اس وقت مکمل ہوگا جب ہم آمنہ کے دریتیم، جناب محمد مجتبیٰ ﷺ کی بات کو ماننے والے بن جائیں گے۔ بعض لوگ کہتے ہیں، جناب قرآن ہی کافی ہے۔ قرآن کے تیس پاروں پر عمل کرو، حدیث کی ضرورت ہی نہیں۔ معاذ اللہ

وہ لوگ غلط کہتے ہیں، قرآن کی اتنی دیر سمجھ نہیں آ سکتی جتنی دیر تک ہم حدیث کو نہیں مانیں گے۔ قرآن کریم کی اصل تفسیر حدیث ہے۔ مسئلہ اس وقت سمجھ میں آتا ہے، جب

کوئی انسان قرآن اور حدیث کو ملا کر عمل کرتا ہے، اگر ہم محض قرآن کی آیات کو لیں گے اور اس کی تفسیر اور حدیث کی طرف نہیں جائیں گے تو ہم میں جھگڑے ہوں گے۔ ہم میں لڑائیاں پڑیں گی، ہمارے اندر اختلافات ہو جائیں گے۔ لہٰذا قرآن یہ کہتا ہے:

﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ (النسآء:٥٩)

فرمایا: تم قرآن پڑھو، قرآن کی اگر کوئی بات تمہیں سمجھ نہ آئے، چار مسلمان مل کر بیٹھ گئے، ان میں کسی مسئلہ پر اختلاف ہو گیا۔ کہیں مسئلہ اس طرح نہیں اس طرح ہے۔ قرآن اس طرح کہتا ہے، تو اس وقت کیا کرنا چاہیے؟ فرمایا:

﴿فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَ الرَّسُولِ﴾

پھر قرآن کی طرف جاؤ اور میرے محبوب علیہ السلام کے فرمان کی طرف جاؤ، جب تم اپنا مسئلہ اپنا اختلاف، اپنا جھگڑا قرآن اور محمد ﷺ کے فرمان کی طرف پیش کرو گے، اس وقت لڑائیاں نہیں رہیں گی، اس وقت لڑائیاں ختم ہو جائیں گی، جب قرآن اور احادیث دونوں پر عمل کیا جائے گا، لیکن اگر صرف قرآن کو لیا جائے تو اس وقت پھر ہمیں مسائل سمجھ میں نہیں آئیں گے۔ کیونکہ قرآن کو سمجھانا یہ میرے محبوب علیہ السلام کے ذمہ ہے اور میرے نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اور ہمیں قرآن وحدیث کے ذریعے سمجھایا۔

یہ کئی ایک ایسے مسائل ہیں۔ توجہ کرنا ذرا! جو قرآن کریم میں موجود ہیں۔ تم پڑھتے رہتے ہو، سنتے رہتے ہو لیکن اگر قرآن کو لیا جائے تو وہ مسئلہ سمجھ میں نہیں آئے گا۔ ساتھ حدیث پر عمل کرنا پڑے گا، اس لیے میرے آقا علیہ السلام کی اطاعت وفرمانبرداری لازم وملزوم ہے۔ جو بندہ میرے محبوب علیہ السلام کی بات پر عمل نہیں کرتا، جو آدمی میرے محبوب نبی علیہ السلام کی حدیث پر عمل نہیں کرتا، میں قسم اٹھا کر کہہ سکتا ہوں وہ آدمی مومن نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ میری بات نہیں، قرآن کی بات ہے۔ فرمایا:

﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَ رَسُولُهُ أَمْرًا﴾

(الاحزاب: ٣٦)

فرمایا: وہ مومن ہی نہیں ہوتا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلے کو نہ مانے، مومن وہ ہوتا ہے جو قرآن اور احادیث پر عمل کرنے والا ہو۔ توجہ کرنا ذرا! قرآن کو سمجھنے کے لیے حدیث کو لانا پڑے گا۔ نبی کریم ﷺ کی بات ماننا پڑے گی، توجہ کرنا! بخاری کی حدیث ہے، کتاب الصوم کی روایت ہے۔ اللہ رب العزت کا قرآن نازل ہوا۔ فرمایا:

﴿كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ﴾ (البقرة: ۱۸۷)

اللہ کے قرآن کی آیت کا نزول ہوا، اس آیت کا ترجمہ یہ ہے: فرمایا: لوگو! جب رمضان کا مہینہ آ جائے، رمضان کو جب رات کو سحری کا وقت ہو جائے، کھانا کھایا کرو، اس وقت تک کھانا کھایا کرو، جب تک سفید دھاگے سے کالا دھاگہ صاف نظر نہ آنے لگے، یہ قرآن کی آیت میرے پیرو مرشد علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سنا دی۔ میرے آقا علیہ السلام کا ایک صحابی جس کا نام سیدنا عدی رضی اللہ عنہ ہے۔ رمضان کا مہینہ ہے، یہ اپنے گھر میں چلے گئے۔ اپنے گھر میں جا کر دو دھاگے لے لیے، ایک کالا دھاگہ لیا، ایک سفید دھاگہ لیا اپنے تکیے کے نیچے رکھ کر سو گئے۔ صبح سحری کا وقت ہوا، اٹھ کر کھانا شروع کر دیا۔ کھائے جا رہے ہیں، پانی پیے جا رہے ہیں اور تھوڑی دیر بعد اس دھاگے کو آ کر دیکھ لیتے ہیں کہ کالا دھاگہ کالے رنگ میں نظر آتا ہے کہ نہیں آتا، سفیدی طلوع ہوتی ہے کہ نہیں ہوتی۔

کافی دیر تک سیدنا عدی رضی اللہ عنہ کھانا کھاتے رہے، آخر جب دونوں دھاگوں کا رنگ صاف صاف نظر آنے لگ پڑا یعنی جب اندھیرا ختم ہو گیا، سورج کی روشنی نکل آئی، میرے آقا علیہ السلام کے پاس آئے، عرضیں کرتے ہیں۔ سوہنیا! جو رات کو آپ ﷺ نے آیت پڑھ کر سنائی تھی، میں اس آیت پر عمل کر کے آ گیا ہوں۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: کس طرح عمل کیا ہے؟ سوہنیا! میں نے دو دھاگے لے لیے، ایک کالے رنگ کا لے لیا، ایک سفید رنگ کا لے لیا اور میں ان کو دیکھتا رہا، جب تک دونوں دھاگوں کا رنگ صاف نظر نہیں آیا، میں کھانا کھاتا رہا ہوں۔ میرے آقا علیہ السلام مسکرا پڑے، آقا علیہ السلام فرماتے

ہیں: عدی رضی اللہ عنہ بات سنو! تم نے قرآن کی آیت کو ضرور سنا ہے۔ مگر قرآن کی آیت کو سمجھا نہیں۔ اللہ اکبر اللہ

سیدنا عدی رضی اللہ عنہ کون ہے؟ جانتے ہو، یہودیوں کا بہت بڑا عالم عدی رضی اللہ عنہ تھا۔ تورات وانجیل کو جاننے والا سیدنا عدی رضی اللہ عنہ ہے، پڑھا لکھا آدمی ہے۔ لیکن قرآن کی آیت کو نہ سمجھ سکا، پھر کیسے سمجھ آئی؟ اس وقت سمجھ آئی۔

جب میرے آقا علیہ السلام نے حدیث کے ساتھ سمجھایا۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: عدی! میرے قریب آؤ، میں تمہیں بتاؤں اس کا معنیٰ کیا بنتا ہے؟ میں تمہیں بتاؤں قرآن کی اس آیت کا ترجمہ کیا بنتا ہے؟ فرمایا: جو دو دھاگوں کا قرآن میں ذکر ہوا ہے۔ اس سے مراد دھاگے نہیں بلکہ ان سے مراد صبح صادق ہے اور صبح کاذب ہے۔ مگر تم اس سے مراد دھاگے لے کر بیٹھ گئے ہو، پتہ چلا قرآن اس وقت تک سمجھ میں نہیں آتا جتنی دیر تک میرے آقا علیہ السلام کی بات نہ لائی جائے۔ قرآن کا پتہ اس وقت چلے گا، جب میرے نبی کریم ﷺ کی حدیث پر عمل کیا جائے گا۔ قرآن کا متن اس وقت سمجھ میں آئے گا، جب میرے نبی علیہ السلام کی بات اور میرے آقا علیہ السلام سے تفسیر کروائی جائے گی۔ اللہ اکبر اللہ

ایک اور حدیث پر غور کرنا، یہ روایت بھی صحیح بخاری میں آتی ہے۔ کتاب الایمان کی روایت ہے۔

میرے اور تمہارے پیرومرشد جناب محمد ﷺ پر آسمانوں سے اللہ تعالیٰ کا قرآن نازل ہوا، فرمایا:

﴿اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ لَمۡ یَلۡبِسُوۡۤا اِیۡمَانَہُمۡ بِظُلۡمٍ﴾ (الانعام: ۸۲)

فرمایا: جو مومن لوگ ہیں، وہ اپنے ایمان میں ظلم کو نہیں ملاتے، ظلم ان کے ایمان میں شامل نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آیت سنی تو پریشان ہو گئے۔ سوہنیا! ظلم تو ہر انسان سے ہو جاتا ہے۔ چھوٹی موٹی زیادتیاں تو ہر آدمی کر بیٹھتا ہے، کبھی اپنی جان پر ظلم کر لیا، کبھی کسی کی جان پر آدمی سے ظلم ہو جاتا ہے۔ سوہنیا پھر ہمارا کیا بنے گا؟ میرے آقا علیہ السلام مسکرا

پڑے۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: تم نے قرآن کی آیت کو سنا ضرور ہے، مگر سمجھا نہیں۔ سمجھنے کے لیے تمہیں میرے پاس آنا پڑے گا۔ قرآن کی آیت کی سمجھ اس وقت آئے گی، جب قرآن کے ساتھ حدیث کو ملایا جائے گا۔ میرے آقا علیہ السلام نے کیا فرمایا؟ اس پوری کائنات میں اللہ رب العزت کے بعد سب سے زیادہ مقام میرے نبی کریم ﷺ کا ہے اور میرے نبی علیہ السلام کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا درجہ ہے۔ لیکن اتنے زیادہ درجہ والوں کو بھی قرآن کی آیت کی سمجھ نہیں آئی، جب تک میرے آقا علیہ السلام نے نہیں سمجھایا۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، پریشان نہ ہو، ظلم سے مراد زیادتی نہیں، ظلم سے مراد اپنی جان پر ظلم کرنا نہیں۔

سوہنیا! پھر ظلم سے کیا مراد ہے؟ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ (لقمان: ۱۳)

فرمایا: اس ظلم سے مراد شرک ہے، جو آدمی شرک کرتا ہے وہ آدمی ظلم کرتا ہے۔ اللہ کریم کے قرآن نے شرک کو ظلم کہا ہے۔ قرآن کی آیت کا پتہ اس وقت چلا جب میرے آقا علیہ السلام نے حدیث کے ساتھ بات سمجھائی، پتہ چلا میرے نبی ﷺ کی بات کو ماننا لازمی ہے۔ جو آدمی کہتا ہے، قرآن پر عمل کرو، حدیث پر عمل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، وہ آدمی غلط کہتا ہے کیونکہ قرآن کی آیت کا پتہ اس وقت چلے گا، جب میرے نبی ﷺ کی حدیثوں پر عمل کیا جائے گا۔ جب میرے آقا علیہ السلام کی باتوں پر عمل کیا جائے گا۔ میں صدقے اور قربان جاؤں۔

آؤ! میرے نبی کریم ﷺ کی فرمانبرداری کرو، میرے آقا علیہ السلام کی بات کو مان کر دکھاؤ، اگر نبی کریم ﷺ کی بات کو نہیں مانا جائے گا۔ اسلام سمجھ میں نہیں آئے گا، اگر حدیث کو نہیں مانا جائے گا، قرآن سمجھ میں نہیں آئے گا۔ اللہ کریم کے قرآن پر غور کرنا ذرا!

میرے اور تمہارے پیر و مرشد جناب محمد ﷺ پر قرآن نازل ہوا۔

اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَ مَآ أُهِلَّ بِهٖ

لِغَیۡرِ اللّٰہِ﴾ (البقرۃ: ۱۷۳)

اللہ اکبر اللہ! میرے آقا علیہ السلام نے کیا فرمایا؟ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: سنو کائنات والو، دنیا والو! قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر مردار کو حرام کر دیا ہے۔ مردار تم پر حرام کیا گیا ہے۔ یہ قرآن کی آیت ہے اور جب حدیث کھولتے ہیں تو مسئلہ سمجھ میں آتا ہے، حدیث کیا کہتی ہے؟

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ، فرمایا: اللہ رب العزت نے ہم پر دو مردار حلال کر دیئے ہیں، قرآن کہتا ہے مردار سارے ہی حرام ہیں۔ حدیث کہتی ہے دو مردار کھانے جائز ہیں۔ اگر قرآن کی آیت کو لیا جائے گا تو مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ کیونکہ قرآن نے ہر مردار کو حرام کہا ہے۔ حدیث کو لیں گے تو مسئلہ سمجھ میں آجائے گا۔ فرمایا: تم پر مردار حرام ہے، اللہ سوہنیا کون کون سے مردار حرام ہیں؟ اللہ سوہنیا! کون کون سے مردار حلال ہیں؟

فرمایا: میرے نبی (ﷺ) سے پوچھ لو، حدیث سے پوچھ لو۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: دو مردار تم پر حلال ہیں، کون کون سے؟ فرمایا: ایک مچھلی حلال ہے، ایک ٹڈی حلال ہے۔ یہ پرانے دور کی بات ہے۔ فصلوں میں ایک ٹڈی نما آجایا کرتا تھا۔ کچھ لوگ جانتے ہیں، فرمایا وہ تم پر حلال ہے، تم کھا سکتے ہو اور دوسرا مردار مچھلی تم پر حلال ہے، وہ بھی تم کھا سکتے ہو۔ اگر قرآن کی آیت کو لیا جائے گا، پھر مچھلی حلال نہیں ہوگی۔ حدیث کو لیا جائے گا پھر مچھلی حلال ہوگی۔ پتہ چلا قرآن کو بھی ماننا ضروری ہے۔ میرے آقا علیہ السلام کی بات کو بھی ماننا ضروری ہے۔ اگر قرآن کا مسئلہ لے کر حدیث کو چھوڑ دیا جائے گا تو اختلاف ہو جائے گا۔ اگر حدیث کو چھوڑ کر قرآن کو مانا جائے گا۔

میرے بھائیو! پھر لڑائیاں پڑ جائیں گی، لڑائیاں تب ختم ہوں گی، جب قرآن اور حدیث کو ملا کر عمل کیا جائے گا۔ دوسرے مقام پر غور کرنا ذرا! اللہ رب العزت کے قرآن کے ایک اور مقام پر توجہ کرتے جانا، اللہ کا قرآن کیا کہہ رہا ہے؟

فرمایا: کائنات والو!

﴿يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ﴾ (المآئدة:٦)

فرمایا: لوگو! جب نماز پڑھنے آیا کرو، اس وقت وضو کرلیا کرو، قرآن کی آیت بتاتی ہے۔ جب نماز پڑھنی ہے اس وقت ہی وضو کرنا ہے۔ جب مسجد میں آ کر نماز پڑھو گے، اس وقت وضو کرنا پڑے گا۔ حدیث کیا کہتی ہے؟ فتح مکہ کا موقع ہے، یہ روایت صحیح مسلم میں آتی ہے۔ میرے اور تمہارے پیرومرشد جناب محمد ﷺ نے ایک وضو سے فتح مکہ والے دن کئی نمازیں پڑھ لیں۔ اللہ اکبر اللہ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں، سوہنیا! آج تو آپ نے نیا ہی کام کیا ہے۔ آج سے پہلے میں نے کبھی یہ کام نہیں دیکھا۔ فرمایا: عمر! کونسا کام دیکھا ہے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سوہنیا! قرآن کہتا ہے، جب نماز پڑھو اس وقت وضو کرلیا کرو، آپ نے ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھ لی ہیں۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: ایک وضو سے بھی کئی نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں۔ ایک آدمی نے وضو کیا ہے۔ ظہر کی نماز پڑھی ہے، اسی وضو کے ہوتے ہوئے عصر کی نماز کا ٹائم ہوگیا۔ اگر اس کو یقین ہے کہ میرا وضو قائم ہے، پھر نیا وضو کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، اگر کرلیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر نہ بھی کرے تو اس کا وضو برقرار ہے، وہ نماز پڑھ سکتا ہے۔ یہ مسئلہ کہاں سے ملا؟ حدیث میں سے ملا، اگر قرآن کی طرف جائیں گے اگر حدیث کو چھوڑ دیا جائے گا۔ اگر نبی کریم ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کو چھوڑ دیا جائے گا۔ پھر مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ مسئلہ تب حل ہوگا، جب ایک طرف قرآن کی آیت کو رکھا جائے گا، دائیں ہاتھ میں قرآن لیا جائے گا، بائیں ہاتھ میں میرے نبی اکرم ﷺ کے فرمان کو لیا جائے گا۔ پھر مسئلہ سمجھ میں آئے گا۔ اگر نہیں سمجھ آئی تو ذرا اور توجہ کرنا۔

میرے اور تمہارے پیرومرشد جناب محمد ﷺ نے کیا فرمایا؟ قرآن پاک میں

آیت آتی ہے۔ فرمایا: کائنات والو، دنیا والو!

﴿اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ﴾

(الجمعة: ۹)

فرمایا: جب جمعہ کی اذان ہو جائے۔

﴿فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ﴾ (الجمعہ: ۹)

اگر کوئی دوکان پر بیٹھا ہے تو دکان بند کر دے، اگر کوئی ریڑھی لگا کر بیٹھا ہے تو ریڑھی بند کر دے۔ عام لفظ مسلمانوں کو فرمایا۔ فرمایا: جب نماز جمعہ کی اذان ہو جائے، اس وقت ہر آدمی مسجد میں آ جائے، قرآن کی آیت میں وضاحت کوئی نہیں۔ کون آ سکتا ہے اور کون نہیں آ سکتا؟ لیکن جب ہم حدیث کھولیں گے تو مسئلہ سمجھ میں آ جائے گا۔ حدیث کیا بتاتی ہے؟

سنن ابوداؤد میں یہ روایت موجود ہے۔ کتاب الصلوٰۃ کی روایت ہے، میرے اور تمہارے پیرومرشد جناب محمد ﷺ نے فرمایا: کائنات والو، دنیا والو! نماز جمعہ پڑھنا ہر آدمی پر واجب ہے سوائے چار انسانوں کے، چار آدمیوں پر نماز جمعہ فرض نہیں، واجب نہیں۔ سب سے پہلے غلام آدمی ہے، آج کل تو غلام کا دور ہی ختم ہو گیا ہے۔ اس دور کی بات ہے۔ فرمایا: غلام آدمی پر جمعہ واجب نہیں۔ دوسرا بچہ ہے، بچے پر جمعہ واجب نہیں۔ تیسرے نمبر پر مریض ہے، مریض پر جمعہ واجب نہیں۔ چوتھے نمبر پر عورت ہے، عورت پر جمعہ واجب کوئی نہیں۔ اللہ اکبر اللہ

قرآن کہتا ہے ہر آدمی جمعہ پڑھا کرے، حدیث کہتی ہے چار نہ پڑھیں تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔

پتہ چلا قرآن میں سے سمجھ آئی کہ جمعہ پڑھنا چاہیے۔ حدیث میں سے سمجھ آئی کہ جمعہ کن کو پڑھنا چاہیے؟ قرآن کی تفسیر حدیث ہے، قرآن کی تشریح حدیث ہے۔ قرآن کی سمجھ حدیث ہے۔ قرآن اتنی دیر تک سمجھ میں نہیں آ سکتا جتنی دیر تک میرے آقا علیہ السلام کی بات نہ مانی جائے، جتنی دیر تک نبی کریم ﷺ کا حکم نہ مانا جائے۔ آؤ اطاعت

مصطفیٰ ﷺ کرو، آؤ میرے آقا علیہ السلام کی بات کو مان کر دکھاؤ۔

میرے اور تمہارے پیرومرشد جناب محمد ﷺ کی بات کو ماننا اس کا نام اطاعت مصطفیٰ ﷺ ہے۔ آؤ میرے نبی ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کرو۔

او میرے مدنی دی سیرت نوں اپنا لوؤ
سارے جگ ولوں مکھ پانوں پرتا لوؤ
میرے مدنی دی سیرت نوں اپنا لوؤ
میرے مدنی محمدؐ دی کیا شان ہے
جہدی عظمت دے وچ آیا قرآن ہے
اوہدے حب داراں چہ ناں اپنا لکھوا لوؤ
میرے مدنی دی سیرت نوں اپنا لوؤ

اللہ کریم کا قرآن کیا کہہ رہا ہے؟ فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾

(ال عمران: ۳۱)

میں صدقے اور قربان جاؤں۔ مصطفیٰ علیہ السلام کی اطاعت کرو، میرے نبی اکرم ﷺ کی بات ماننے میں ہی کامیابی ہے۔ میرے محبوب علیہ السلام کی حدیث ماننے میں ہی کامیابی ہے۔ وہ کام کرو جو حدیث میں سے ملتا ہے۔ وہ کام کبھی نہ کرو جو میرے پیرومرشد جناب محمد ﷺ کی حدیث میں سے نہیں ملتا۔ توجہ کرتے جانا ذرا!

میرے اور تمہارے پیرومرشد جناب محمد ﷺ کے صحابی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک دن اس طرح کھڑے ہوئے ہیں، لوگوں کو کہتے ہیں۔ سنو کائنات والو! آسمانوں کے رب نے اس عورت پر لعنت کی ہے۔

جو عورت اپنی آنکھوں کے اوپر والے بالوں کو اکھاڑتی ہے۔ ان کو بناتی ہے، آسمانوں کے رب نے اس عورت پر لعنت کی ہے۔ ایک عورت نے یہ بات سنی تو سیدنا عبداللہ بن

مسعود رضی اللہ عنہما کے پاس آ گئی۔ آ کر کہنے لگی دلیل پیش کرو۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، دلیل موجود ہے۔ وہ کہتی ہے: قرآن میں سے پیش کرو، قرآن کی آیت میں موجود ہو کہ آسمانوں کا رب اس عورت پر لعنت کرتا ہے۔ جو عورت آنکھوں کے اوپر والے بال صاف کرتی ہے، بناتی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جی ہاں! قرآن کریم میں موجود ہے۔ وہ کہتی ہے میں نے تو پورا قرآن پڑھ کر دیکھا ہے، مجھے قرآن زبانی یاد ہے لیکن پورے قرآن میں میں نے تو یہ آیت پڑھی کوئی نہیں جو کہ آپ بتا رہے ہیں۔ میں نے تو پورے قرآن میں یہ مسئلہ پڑھا ہی کوئی نہیں جو مسئلہ آپ بتلا رہے ہیں۔ اللہ اکبر اللہ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آؤ! میں تمہیں پڑھاؤں، آؤ! میں تمہیں بتاؤں کہ مسئلہ کہاں آتا ہے؟ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے قرآن پڑھا اور کیا فرمایا؟ فرمایا:

﴿وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ﴾ (الحشر:۷)

فرمایا: بی بی بات سنو! یہ قرآن کی آیت ہے کہ نہیں؟ کہا جی ہاں! یہ قرآن کی آیت ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جس بات کا حکم میرا محبوب علیہ السلام دے دے، وہ کام کیا کرو اور جس سے میرا محبوب علیہ السلام روک دے، اس سے رک جایا کرو۔ جہاں میرا محبوب علیہ السلام لگا دے وہاں لگ جایا کرو، جہاں سے میرا محبوب علیہ السلام ہٹا دے وہاں سے ہٹ جایا کرو، جہاں نبی کریم ﷺ پیار کرے وہاں پیار کیا کرو، جہاں نبی اکرم ﷺ نفرت کیا کریں وہاں نفرت کیا کرو، جس بات کا حکم میرے محبوب علیہ السلام دیا کریں وہ کام کیا کرو۔ جس بات سے میرا نبی ﷺ روک دے وہ بات نہ کیا کرو۔ فرمایا: بی بی بتاؤ! قرآن میں یہ بات موجود ہے کہ نہیں؟ کہا ہاں ہاں! قرآن میں موجود ہے۔ فرمایا: قرآن کہتا ہے، میرے نبی ﷺ کی بات ماننی ہے اور اسی نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو عورت اپنی آنکھوں سے اوپر والے بال صاف کرتی ہے۔ آسمانوں کا رب اس عورت پر لعنت فرماتا

ہے۔ اللہ اکبر اللہ

پتہ چلا مسئلہ کب حل ہوا؟ جب حدیث آئی، میں صدقے اور قربان جاؤں۔ آیئے حضرات محترم! میرے نبی اکرم ﷺ کی بات کو مانا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن بھی یہ بتاتا ہے۔ فرمایا:

﴿اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ (النسآء: ۵۹)

فرمایا: اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول (ﷺ) کی، بات مانو اللہ کی اور اللہ کے رسول (ﷺ) کی۔

توجہ کرنا ذرا......!

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر بیٹھا ہوا تھا، بڑی بہترین شراب ہے۔ میں اس طرح لوگوں کو پلا رہا ہوں، لوگ شراب پی رہے ہیں۔ میں پلا رہا ہوں اور لوگ پی رہے ہیں۔ اچانک ایک آدمی مدینے کے چوک میں کھڑا ہوگیا۔ وہ کہنے لگا مدینے والو! آج کے بعد آمنہ کے در یتیم علیہ السلام نے تم پر شراب کو حرام کر دیا ہے، فرمایا: میں نے اس طرح ہاتھ میں مٹکا پکڑا تھا۔ جب پیارے نبی ﷺ کا نام آیا تو میں نے فوراً وہ مٹکا زمین پر پھینک دیا۔ مٹکا ٹوٹ گیا اور شراب گر گئی۔ فرمایا: میں نے دل میں سوچا کہ میں پہلا شاید ہوں، جس نے آقا علیہ السلام کے حکم پر عمل کیا ہے۔ فرمایا: جب میں نے دروازے سے باہر نکل کر دیکھا، مدینے کے بازاروں میں شراب اس طرح بہتی جارہی تھی، جس طرح نالیوں میں پانی بہتا ہوتا ہے۔ اللہ اکبر اللہ

یہ کون ہیں؟ یہ وہ ہیں جنہوں نے میرے نبی اکرم ﷺ کی بات کو مان کر دکھایا، جنہوں نے اطاعت مصطفےٰ ﷺ کر کے دکھائی ہے۔ میرے نبی کریم ﷺ کی باتوں پر اپنا تن من وار کر دکھایا ہے۔ آؤ میرے نبی کریم ﷺ سے پیار کرو ؎

او جہدا پاک نبیؐ دے سنگ پیار ہوگیا
پانویں لکھ گنہگار بیڑا پار ہوگیا

ہتھ نبی دے پھڑائی جس وگ اپنی
چھڈی گل اپنی گل کتھ اپنی
بس پچھے پچھے چلنا مہار ہوگیا
پانویں لکھ گنہگار بیڑا پار ہوگیا
او جہدا پاک نبیؐ دے سنگ پیار ہوگیا

ع......

مصور کھینچ وہ نقشہ کہ جس میں یہ صفائی ہو
ادھر فرمان محمدؐ ہو ادھر گردن جھکائی ہو

ع......

کی وفا تو نے محمدؐ سے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾

(ال عمران: ۳۱)

فرمایا: اگر جنت میں جانا چاہتے ہو، اگر آسمانوں کے رب کو اپنا محبوب بنانا چاہتے ہو، تو پھر میرے محبوب علیہ السلام سے پیار کرو، میرے نبی کریم ﷺ سے پیار کون کرتا ہے؟ سنو۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں:

((مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِيْ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ))

فرمایا: جس نے میری حدیث کے ساتھ پیار کیا گویا اس نے میرے ساتھ پیار کیا۔ جس نے میری سنت کے ساتھ پیار کیا گویا اس نے میرے ساتھ پیار کیا۔ وَمَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ ، اور جس کا پیار مجھ سے پڑ گیا کل قیامت والے دن وہ میرے

ساتھ ہی جنت میں جائے گا، اگر جنت چاہتے ہو تو آج کے بعد نبی کریم ﷺ کی بات مانا کرو، ہندوؤں کی بات نہ مانا کرو، میرے محبوب علیہ السلام کی بات مانو، شیطان کی بات نہ مانو۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ گانے سے توبہ کرو، ہندو کہتا ہے گانے سنا کرو۔ نبی اکرم ﷺ کہتے ہیں سجدہ رب کے آگے کیا کرو، شیطان کہتا ہے، سجدہ اوروں کے آگے بھی کیا کرو۔ میرا محبوب کہتا ہے سود نہ کھایا کرو، شیطان کہتا ہے سود پر چلا کرو۔ میرا رہبر کہتا ہے رشوت سے توبہ کرو، شیطان کہتا ہے رشوت کا کاروبار کیا کرو۔ میرا محبوب علیہ السلام کہتا ہے جھوٹ نہ بولا کرو، شیطان کہتا ہے جھوٹ بولا کرو۔ میرا محبوب علیہ السلام کہتا ہے، موسیقی سے نفرت کرو، شیطان کہتا ہے، تمہارے گھر میں موسیقی چلنی چاہیے۔

بنگلہ کے باسیو! اردگرد سے آنے والو! فیصلہ تم کر کے دکھاؤ، آج پیار نبی کریم ﷺ کے ساتھ زیادہ کرتے ہو یا شیطان سے زیادہ کرتے ہو؟ تمہارے گھر میں مجرا ہوتا ہو، پھر نبی ﷺ کے ساتھ محبت کا دعویٰ کیسے کر سکتے ہو؟ تمہاری دکان پر سود چلتا ہو، پھر نبی کریم ﷺ کے ساتھ محبت کا دعویٰ کیوں کرتے ہو؟ اللہ اکبر اللہ

جنہوں نے میرے نبی ﷺ سے پیار ڈال لیا، انہوں نے قدم بھی اٹھایا ہے تو نبی کریم ﷺ سے پوچھ کر اٹھایا ہے۔

حدیث مبارکہ میں آتا ہے:

میرے نبی اکرم ﷺ نے یمامہ کے بادشاہ کو آرڈر کر دیا، فرمایا: یمامہ کا بادشاہ ثمامہ بن اثال یہ جہاں مل جائے، اسے قتل کر دو، یہ یمامہ سے چلا اور جب مدینے کے قریب آیا، رات کا وقت ہے۔ میرے نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے پہرا لگایا ہے۔ اس کو پکڑ لیا، لا کر مسجد نبوی ﷺ کے ستون سے باندھ دیا۔ صبح کا وقت ہے۔ میرے اور تمہارے پیرو مرشد جناب محمد ﷺ آئے۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: یہ آدمی کہاں سے لے کر آئے ہو؟ کہا سوہنیا رات کو اس کو پکڑ کر لائے ہیں۔ فرمایا: تمہیں پتہ نہیں یہ کون ہے؟ کہا سوہنیا ہمیں نہیں پتہ یہ کون ہے؟ فرمایا: یہ تو وہی ہے جس کے قتل کے میں نے

آرڈر جاری کیے ہیں کہ یہ جہاں مل جائے اسے قتل کر دو، لیکن چلو کوئی بات نہیں، اب یہ میری مسجد میں آ گیا ہے، اب اسے قتل نہیں کرنا، میرے آقا علیہ السلام ثمامہ کے پاس چلے گئے۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: ثمامہ میرا کلمہ پڑھنا ہے کہ نہیں پڑھنا؟

یہ کہتا ہے اے محمد! کیسی باتیں کر رہے ہو؟ میں نے تمہارا کلمہ نہیں پڑھنا ہے، اگر مجھے قتل کرو گے تو میرے بدلہ لینے والے بہت ہیں۔ اگر کوئی پیسہ لے کر مجھے چھوڑنا ہے تو مجھے بتاؤ، جتنی دولتیں کہو گے میں تمہیں دے دوں گا۔ میرے آقا علیہ السلام مسکرا دیئے، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کوئی بات نہیں ابھی اس کی طبیعت گرم ہے۔ فرمایا: آج کے بعد اس کا کھانا کوئی نہ لے کر آئے، آج کے بعد اس کے لیے دودھ کوئی نہ لے کر آئے، سوہنیا کیا اس کو بھوکا ہی مارنا ہے؟ فرمایا: نہیں نہیں بلکہ آج کے بعد اس کا کھانا آئے گا تو محمد (ﷺ) کے گھر سے ہی آئے گا۔ آج کے بعد اس کی روٹیاں آئیں گی تو میرے ہی گھر سے آئیں گی۔ صبح بھی روٹیاں آ رہی ہیں، شام بھی روٹیاں آ رہی ہیں، کچھ دن گزرے، آقا علیہ السلام پھر پاس آئے۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: ثمامہ! سناؤ کیا حال ہے؟ کلمہ پڑھنے کا ارادہ بنایا ہے کہ نہیں بنایا؟ یہ کہتا ہے وہی پہلے والی باتیں ہیں۔ آپ معاف کر دو گے تو ٹھیک ہے اگر قتل کر دو گے تو میرا بدلہ لینے والے بہت سے ہیں۔ اگر پیسہ لے کر چھوڑنا ہے تو بتاؤ، جتنے کہو گے میں دینے کے لیے تیار ہوں۔

آقا علیہ السلام فرماتے ہیں کوئی بات نہیں، ابھی اسے یہاں ہی رہنے دو، پھر بھی اس کے لیے کھانا آ رہا ہے، یہ کھائے جا رہا ہے، کھائے جا رہا ہے، کچھ دنوں کے بعد میرے آقا علیہ السلام پھر آئے ہیں۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: اے ثمامہ! بتاؤ میرے مدینے کا ماحول تمہیں کیسا لگا ہے؟ کہنے لگا تمہارے مدینے کا ماحول مجھے بڑا ہی گندا لگا ہے، مجھے تمہارے مدینے کا ماحول اچھا نہیں لگتا، تمہارا طور طریقہ بھی مجھے پسند نہیں اور بھی کئی باتیں کیں۔ آگے سے بڑھ کر میرے نبی کریم ﷺ کو باتیں کرنے لگ پڑا، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: میرے ساتھیو! اس طرح کرو، اس کی رسیاں کھول دو اور اسے

آزاد کر دو۔ یہ اپنے گھر واپس چلا جائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی رسیاں کھول دیں، اس طرح مسجد نبوی ﷺ سے نکلا، بقیع قبرستان سے دوسری طرف کھجوروں کا باغ ہے۔ اس باغ میں یہ جا کر بیٹھ گیا اور سوچ رہا ہے۔ ثمامہ! آج تک میں نے اس طرح کا انسان دیکھا ہی نہیں، میں سختیاں کرتا گیا ہوں مگر وہ نرمیاں کرتا گیا ہے، میں لڑتا رہا ہوں مگر وہ مسکراتا رہا ہے۔ اس نے اچھی طرح غسل کیا، غسل کر کے دوبارہ نبی کریم ﷺ کی طرف آیا۔ میرے آقا علیہ السلام ابھی مسجد نبوی ﷺ میں ہی بیٹھے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں: سوہنیا! سامنے تو دیکھیں، ثمامہ بن اثال آ رہا ہے، یہ اس طرح آ کر کے میرے آقا علیہ السلام کے پاس بیٹھ گیا، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: ثمامہ کیسے آئے ہو؟ پہلے تو چلے گئے تھے، اب دوبارہ آ گئے ہو۔ کہتا ہے: سوہنیا آپ نے مجھے جانے کے قابل چھوڑا ہی نہیں، اب میں جاؤں تو کس طرف جاؤں؟ میرے ہاتھوں کی آپ نے ہتھکڑیاں کھول دی ہیں، لیکن آپ کی محبت کا سنگل ہی مجھے ایسا پڑ گیا ہے۔ میرا اب واپس جانے کو دل ہی نہیں کرتا، مجھے کلمہ پڑھا کر اپنا مرید بنالیں، میرے نبی کریم ﷺ نے کلمہ پڑھا دیا۔ اللہ اکبر اللہ

یہ کلمہ پڑھ کر عرض کرتا ہے۔ سوہنیا! اگر اجازت دیں تو میں عمرہ کرنے کے لیے جا رہا تھا، اگر آپ ﷺ اجازت دیں تو میں بیت اللہ کا طواف کر آؤں۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: جاؤ بالکل جاؤ، بیت اللہ کا طواف کر کے آؤ۔ بیت اللہ کا طواف کرنے گیا، وہاں جا کر جب اس نے تلبیہ پکارا تو مکہ کے کافروں کو پتہ لگ گیا، ثمامہ اتنا بڑا سردار کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا ہے۔

کلمہ پڑھا اور یمامہ علاقے میں چلا گیا، ایک وقت آیا مکہ میں گندم کا قحط پڑ گیا، انہوں نے ثمامہ بن اثال کو خط لکھا، کہتے ہیں یار گندم کا قحط پڑ گیا ہے، کچھ گندم ہمیں بھی دے دو۔ یہ کہنے لگا گندم اتنی دیر تک نہیں مل سکتی، جتنی دیر تک آمنہ کے دریتیم کا حکم نہیں آئے گا۔ اتنی دیر تک میں تمہیں گندم نہیں دوں گا۔ جب تک میرے محبوب علیہ السلام کا آرڈر نہیں آئے گا، مکہ والوں نے میرے نبی کریم ﷺ کو خط لکھا، آقا علیہ السلام اس طرح مسئلہ

بن گیا ہے، میرے آقا علیہ السلام نے ثمامہ بن اثال کو خط لکھا، فرمایا: کوئی بات نہیں ان کو گندم دے دو، میں صدقے اور قربان جاؤں، یہ وہ ہیں جنہوں نے میرے نبی ﷺ کا حکم مان کر دکھایا۔ جنہوں نے میرے آقا علیہ السلام کی بات پر عمل کر کے دکھایا۔ جنہوں نے میرے نبی اکرم ﷺ کی بات پر قائم رہ کر دکھایا۔ آؤ! آج تم بھی میرے آقا علیہ السلام کے حکم کی پیروی کرو، میرے آقا علیہ السلام کا حکم مان کر دکھاؤ، میں اللہ پاک کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں، جو آدمی میرے نبی کریم ﷺ کی بات مانتا ہے، کائنات کا رب اس آدمی کی غربتیں دور کر دیتا ہے، کائنات کا رب اس آدمی کی پریشانیاں دور کر دیتا ہے، تم کہو گے کہاں لکھا ہے؟ توجہ کرنا ذرا!

مسند احمد میں یہ روایت آتی ہے، میرے اور تمہارے پیرومرشد جناب محمد ﷺ کے پاس ایک صحابی رضی اللہ عنہ آیا، سیدنا جلیبیب رضی اللہ عنہ جو بڑے خوش مزاج تھے، یہ میرے نبی کریم ﷺ کا صحابی ہے، عرض کرتا ہے، سوہنیا! میں نکاح کرنا چاہتا ہوں، شادی کرنا چاہتا ہوں، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں میں تمہارے لیے کوئی رشتہ تلاش کرتا ہوں، پھر تمہیں بتاؤں گا، کچھ دنوں کے بعد میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ فلاں جگہ ایک انصاری کا باغ ہے، اس باغ میں اس کا گھر ہے۔ جاؤ اس کے گھر میں چلے جاؤ، جا کر کہنا مجھے اپنی بیٹی کا رشتہ دے دو، مجھے آمنہ کے دریتیم علیہ السلام نے بھیجا ہے۔ یہ جا رہا ہے، ان کو میرے نبی کریم ﷺ کی بات پر یقین ہی بہت زیادہ تھا، ان کو پتہ تھا جو محبوب علیہ السلام منہ سے نکال دیں وہ ہو کر ہی رہے گا۔ کیا اس طرح بھی رشتے ہوا کرتے ہیں؟ ایک آدمی خود ہی چلا جائے، دلہا خود ہی چلا جائے اور جا کر لڑکی کا رشتہ مانگ لے، اس طرح نہیں ہوا کرتا، لیکن اس کو میرے نبی کریم ﷺ کی بات پر یقین ہی بہت زیادہ تھا کہ جو بات آقا علیہ السلام کے منہ سے نکل گئی ہے دنیا تو بدل سکتی ہے، مگر میرے نبی کریم ﷺ کی بات غلط نہیں ہو سکتی، زمانہ بدل سکتا ہے، مگر میرے محبوب علیہ السلام کی زبان سے نکلی ہوئی بات غلط نہیں ہو سکتی، یہ چلتا جا رہا ہے۔ اس انصاری کے باغ میں پہنچ گیا اور باغ میں جا کر اس کے گھر کا

دروازہ کھٹکھٹایا، وہ خود گھر میں نہیں بلکہ باغ میں کام کر رہا ہے، اس کی بیوی دروازے پر آئی، پوچھتی ہے، دروازہ کھٹکھٹانے والا کون ہے؟ کہا جی میرا نام جلبیب رضی اللہ عنہ ہے، میں محبوب علیہ السلام کا بھیجا ہوا آیا ہوں، جی سبحان اللہ! آؤ بتاؤ کیا بات ہے؟ کہا میں اس لیے آیا ہوں، آمنہ کے دریتیم علیہ السلام نے مجھے ایک پیغام دے کر بھیجا ہے، کہا بتاؤ، آقا علیہ السلام نے کیا پیغام دے کر بھیجا ہے؟ کہتا ہے: آقا علیہ السلام فرماتے تھے جا کر یہ بات کہہ دینا کہ آپ اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کر دو، تم اپنی بیٹی کا رشتہ میرے ساتھ طے کر دو، میں اس لیے آیا ہوں۔

بی بی حیران اور پریشان ہوگئی، یہ عجیب بات ہے یہ اکیلا ہی برات بن کر آ گیا ہے، نہ کوئی چھوٹا لے کر آیا ہے، نہ کوئی بڑا لے کر آیا ہے، ابھی یہ سوچ رہی ہے۔ تھوڑی دیر گزری اس کے سر کا تاج بھی آ گیا، کہنے لگا کیا بات ہے؟ وہ کہنے لگی یہ جو باہر آدمی آیا ہوا ہے، یہ محبوب کبریا علیہ السلام کی طرف سے آیا ہے، یہ ہماری اکلوتی بیٹی کا رشتہ لینے کے لیے آیا ہے، اب تم ہی بتاؤ کیا کرنا چاہیے؟ ہم نے تو اپنی بیٹی کو بڑی محبت اور پیار سے پالا ہے، آج سب سے زیادہ میرے نبی کریم ﷺ کی نافرمانی ہو تو تمہاری شادیوں پر ہوتی ہے۔ تمہاری رسم حنا پر ہوتی ہے، تمہاری نکاح کی رسم پر سب سے زیادہ میرے نبی کریم ﷺ کی نافرمانی ہوتی ہے، لیکن ادھر بھی تو ذرا دیکھو، جنہوں نے میرے آقا علیہ السلام کی بات پر عمل کر کے دکھایا، ان میں آپس میں باتیں ہو رہی ہیں۔ بزرگ بھی کہا کرتے تھے، جب کوئی باپ یا کوئی ماں اپنی بیٹی کا رشتہ کرتے ہیں تو رشتہ کرنے سے پہلے سو بار سوچتا ہے، پتہ نہیں کیا بنے گا؟ پتہ نہیں کیا ہوگا؟ بیٹیوں کے رشتے کرنے کوئی آسان نہیں ہوا کرتے، بیٹیاں جوان ہو جائیں تو والدین کی نیندیں ہی اڑ جایا کرتی ہیں، تب تک باپ کو چین نہیں آتا جب تک دروازے سے بیٹی کو الوداع نہ کر دے۔ اللہ اکبر اللہ

ان میں مشورہ ہو رہا ہے۔ اگر اس کو واپس بھیج دیا جائے تو نبی کریم ﷺ کی بات ماننے میں کمی آ جائے گی، اور اگر بات مان کر رشتہ کر دیا جائے تو اس کے پاس تو ہے بھی کچھ نہیں، یہ غریب ہے، کنگال آدمی ہے، مشورہ ہو رہا ہے۔ ادھر گھر میں بیٹی اللہ والی

ہے۔توجہ کرنا ذرا!

میرا پیغام ہے آج کی اس نوجوان عورت تک جو میرے نبی کریم ﷺ کی حدیث کو چھوڑ کر تہذیب و کلچر کے پیچھے لگی ہوئی ہے، جو میرے آقا علیہ السلام کی احادیث کو چھوڑ کر مغربی تہذیب کے پیچھے لگی ہوئی ہے۔آج تمہارا پڑھا کس کام ہے؟ آج کی نوجوان لڑکی کوئی ایم اے پاس ہے، کوئی بی اے پاس ہے، تمہاری سکول اور کالج کی ڈگریوں کو کیا کرنا ہے؟ اگر تم نے میرے نبی کریم ﷺ کی بات کو مان کر ہی نہیں دکھانا ہے، تمہاری پوری کائنات کی ڈگریاں میں اس عورت کے دوپٹے پر وار دوں، جس نے میرے نبی کریم ﷺ کی بات کو مان کر دکھایا ہے۔

یہ دونوں آپس میں باتیں کر رہے ہیں، ادھر وہ نوجوان لڑکی سن رہی ہے، کہتی ہے بابا خیر ہو، بات کیا ہے؟ مسئلہ کیا ہے؟ والدین کہتے ہیں، بیٹا آ گئی ہو تو تم بھی سن لو! بزرگ کہتے ہیں رشتہ کرنے سے پہلے اپنے بچوں سے پوچھ لینا چاہیے، اصل میں بات یہ ہے، یہ جو باہر دروازے پر آدمی آیا ہوا ہے، یہ آدمی کوئی عام آدمی نہیں ہے، یہ نبی کریم ﷺ کا بھیجا ہوا صحابی ہے۔اس کو محبوب کبریا علیہ السلام نے بھیجا ہے، یہ تمہارا رشتہ لینے کے لیے آیا ہے، یہ تمہارا ساک لینے کے لیے آیا ہے، بیٹی بتاؤ اب کیا کریں؟ تم ہماری اکلوتی بیٹی ہو، ہم نے تمہیں محبت سے پالا ہے، آج تم کسی غلط گھر میں چلی جاؤ گی تو ہمارا کیا بنے گا؟ یہ تو غریب سا لگتا ہے، پتہ نہیں رہنے کے لیے اس کے پاس گھر بھی ہے کہ نہیں۔

آگے سے بیٹی نے کیا جواب دیا؟ وہ سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے، کہنے لگی بابا آپ بتاؤ، آپ نے کیا مشورہ کیا ہے؟ کہا بیٹی ابھی تو ہم سوچ ہی رہے ہیں کیا کرنا چاہیے؟ یہ کوئی خوب صورت بھی نہیں ہے۔ یہ کوئی پیسے والا بھی نہیں لگتا، یہ کوئی مال و دولت والا بھی نہیں لگتا۔اللہ اکبر اللہ

بیٹی بول کر کہتی ہے بابا یہ تو بتایئے اس کو بھیجنے والا کون ہے؟ کہا بھیجنے والے تو آمنہ کے دریتیم علیہ السلام ہیں، کہا بابا اس کی طرف دیکھنا چھوڑ دیں، جس نے بھیجا ہے ان کی طرف

دیکھیں۔ مانا اس کے پاس دولتیں نہیں، مانا یہ خوبصورت نہیں مگر جس نے اس کو بھیج دیا ہے، اس کا چہرہ تو چودھویں رات کے چاند سے بھی زیادہ خوبصورت ہے۔

میں نے مانا کہ رنگ ہے کالا حسن بھی ماند ہے
پر بھیجنے والا اس کا وہ جو چودھویں کا چاند ہے

بابا یہ بھی کوئی سوچنے والی بات ہے، میری ماں یہ بھی کوئی غور کرنے والی بات ہے۔ جلدی کرو، دیر نہ کرو کہیں محبوب علیہ السلام کی بات ماننے میں دیر نہ ہو جائے، اعتراض ہوگا تو تمہیں ہوگا، مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میرے لیے تو یہ کروڑوں سے اچھا ہے، میں نے نکاح کرنا ہے تو اسی سے کرنا ہے، کل کائنات کے لوگوں کے اندر میرا سر فخر سے بلند ہو جائے گا، کسی کا رشتہ ڈھونڈے تو اس کا تایا ڈھونڈتا ہے، کسی کے لیے رشتہ تلاش کرے تو اس کا ماموں کرتا ہے، میں پوری کائنات میں فخر سے کہہ سکوں گی، میرا رشتہ تلاش کیا ہے تو آمنہ کے دریتیم علیہ السلام نے کیا ہے، میرا رشتہ اس نبی ﷺ نے طے کیا ہے، جو بے تاب ہو کر اپنا چہرہ آسمان کی طرف اٹھائے تو رب قبلہ ہی بدل دیتا ہے۔ جلدی کرو میرا اس سے نکاح کر دو، اس سے بڑھ کر کائنات میں سے اچھا مل ہی نہیں سکتا۔ نکاح ہو گیا، رشتہ ہو گیا۔

توجہ کرنا ذرا!

نبی کریم ﷺ اس طرح مسجد نبوی ﷺ میں تشریف فرما ہیں، مسند احمد یہ میں روایت آتی ہے، میرے آقا علیہ السلام بیٹھے ہوئے ہیں، سامنے سیدنا جلبیب رضی اللہ عنہ اپنی نئی نئی دلہن کو ساتھ لے کر آرہے ہیں، میرے پاس کائنات کی دولتیں ہوں تو میں اس جوڑے کے قدموں پر نچھاور کر دوں، جنہوں نے میرے نبی کریم ﷺ کے حکم کو مان کر دکھایا۔

اس طرح آئے، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں لگتا ہے تمہارا رشتہ ہو گیا ہے، بات بن گئی ہے، آ کر صحابی نے ساری بات بتائی، سوہنیا! بات اصل میں یہ ہے، اس کے ماں باپ تو نہیں مان رہے تھے لیکن اس عورت نے کہا میں آقا علیہ السلام کے حکم سے بڑھ کر کسی چیز کو اچھا

نہیں سمجھتی، میرے نبی کریم ﷺ نے یہ بات سنی تو کیا فرمایا؟

اے بنگلے کے باسیو! اردگرد سے آنے والو! آج ایک وقت کی روٹی کے لیے ترسنے والو! آج کلو آٹے کے پیچھے اپنا ایمان ضائع کرنے والو! آج گندم کی خاطر مرنے والو مسلمانو! کاش تم نے میرے نبی کریم ﷺ کی بات کو مانا ہوتا، میرے آقا علیہ السلام نے جب یہ بات سنی تو اس طرح میرے نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمانوں کی طرف اٹھایا۔ ہاں کتنی خوش بخت وہ عورت ہے؟ جس کے لیے ہاتھ میرے نبی کریم ﷺ کے اٹھ رہے ہیں۔

میرے آقا علیہ السلام نے اس طرح آسمانوں کی طرف ہاتھوں کو اٹھایا ہے، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: اے کائنات کے رب! یہ وہ عورت ہے جس نے میرا حکم مان کر دکھایا ہے، کائنات کے رب میں تیرا نبی تیرے سامنے ہاتھ اٹھا کر دعائیں کر رہا ہوں، ان کے گھر میں اتنا رزق کر دے، اتنا رزق کر دے کہ ان کو کبھی رزق کی تنگی نہ آئے، میرے نبی کریم ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعائیں کر دیں۔ لوگ بیان کرتے ہیں۔ مدینہ کے لوگوں میں قحط پڑ گیا، کھانے کو کچھ نہیں ملتا تھا، لیکن اس گھر میں اللہ تعالیٰ نے اتنی دولتیں رکھی تھیں، مدینہ کی عورتیں ان کے گھر سے آٹا مانگ کر اپنے گھر جا کر گوندھا کرتی تھیں، ان کے گھر سے مدینہ کی عورتیں آٹا لے کر جاتی تھیں، کونسی عورت کے گھر سے لے کر جاتی تھیں؟ جس نے میرے نبی کریم ﷺ کی بات کو مان کر دکھایا تھا؟

آج کی عورت مغربی تہذیب کی خاطر میرے نبی کریم ﷺ کی حدیث کو کچل کر کے رکھ دے، لیکن یاد رکھو کائنات کے کسی سائنس کے گُر میں سے تمہیں دولت نہیں مل سکتی، ترقی نہیں مل سکتی، اگر ترقی چاہتے ہو تو میرے نبی کریم ﷺ کی اطاعت کر کے دکھاؤ، پھر پوری کائنات میں رب تمہیں عزت عطا کر دے گا۔ اللہ اکبر اللہ

ایسے ہی تو نہیں اللہ تعالیٰ کا قرآن کہہ رہا ہے، فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾

(ال عمران: ۳۱)

بات مانو! میرے نبی کریم ﷺ کی، اطاعت وفرمانبرداری کرو آمنہ کے دریتیم علیہ السلام کی، پھر دنیا میں بھی شانیں ملیں گی، اگلے جہاں بھی اللہ کریم شانیں عطا کرے گا، پھر کیوں نہ جاتے ہوئے پیغام دے جاؤں کہ ؎

سنت دا ثمر تینوں روز جزا ملے گا
مدنی دی پیروی کر راضی خدا ملے گا
سنت دا ثمر تینوں روز جزا ملے گا
سوا لکھ نبی خدا دے وڈھ وڈھ کے شان والے
اقصیٰ دے وچ ملن گے ستراں بنانے والے
مدنی براق والا تینوں اگے کھڑا ملے گا
سنت دا ثمر تینوں روز جزا ملے گا

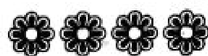
قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی:

﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًاؕ﴾ (الاحزاب: ٣٦)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اور کسی مسلمان مرد یا عورت کے لیے جائز نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ کسی بات کا حکم کر دیں تو پھر ان کو اس بات میں کوئی اختیار رہے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا فرمان نہ مانے اور دوسروں کی رائے پر چلے تو وہ کھلا گمراہ ہو چکا ہے۔

حضرات! مصطفیٰ ﷺ کی اطاعت کرو پھر تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ دعا ہے جو کچھ بیان کیا ہے، اللہ کریم عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



جناب ایوب علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ﴾ (البقرة: ١٥٥)

((وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُوْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ))

ہر قسم کی حمد وثناء اللہ جل شانہ کی ذات اقدس کے لیے ہے۔ درود وسلام آقائے کائنات سید الاولین والآخرین، امام اعظم، امام کائنات، امام المرسلین، امام المجاہدین، جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس اعلیٰ وبالا کے لیے ہوں۔

حضرات ذی وقار! اللہ رب العزت کا نہایت ہی فضل وکرم ہے کہ جس کی توفیق خاص سے آج ہم اس مقام پر جمع ہوئے ہیں۔ دعا کرو اللہ تعالیٰ میرا اور تمہارا یہاں مل بیٹھنا اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے۔ آمین

نصیب اور مقدر کی بات ہے۔ ورنہ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں، جو اپنے آپ کو مسلمان بھی کہلواتے ہیں لیکن اس وقت وہ اپنے کاروبار میں مشغول ہیں، اپنے کام کاج میں مشغول ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگو!

﴿اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ﴾ (الجمعه: ٩)

جب جمعۃ المبارک کی منادی ہو جائے، جب جمعۃ المبارک کی اذان ہو جائے، فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ پھر اللہ تعالیٰ کے گھر کی طرف آ جاؤ، اللہ تعالیٰ کی یاد کی طرف

لوٹ آؤ۔ وَذَرُوا الْبَيْعَ اور اپنے کاروبار، اپنا دھندہ، اپنا تمام تر سرکٹ چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے گھر میں آجاؤ، یہ مومنوں کا کام ہے۔

حضرات! ذی وقار یہ زندگی اللہ رب العزت نے ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں بنائی۔ بلکہ زندگی تو ایک امتحان گاہ ہے، اس دنیا پر رہنے والا انسان اس وقت خسارہ اٹھاتا ہے۔

جب دنیا کو اپنے لیے ہمیشہ کے لیے سمجھنے لگ جاتا ہے۔ انسان کہتا ہے کب مرنا ہے؟ اتنے لوگ پھر رہے ہیں، میں بھی پھر رہا ہوں۔ فلاں میرا یار اس کی اتنی عمر ہوگئی۔ اس نے اتنا کچھ جمع کر لیا ہے، میں نے کچھ بھی نہیں کیا، میرا فلاں دوست اس نے کروڑوں روپے اکٹھا کر لیا۔ میں نے کچھ بھی نہیں کیا، میں بھی کروڑوں روپے اکٹھا کر لوں۔ بس پیسے کی دوڑ، دولت کی دوڑ، مقابلہ جائیداد اکٹھا کرنے کا ہمارا جاری وساری ہے۔ لیکن حقیقت بات یہ ہے، ایک وقت آنا ہے ہماری دولتوں کی ڈھیریاں بن جانی ہیں، مگر وارثوں نے ڈھیریاں بانٹ کر گھر لے جانی ہیں۔ ہمارے حصے میں ایک مٹی کی ڈھیری آنی ہے۔ اور اللہ رب العزت نے قرآن کے کئی ایک مقامات پر انسان کو یہی بات سمجھائی ہے۔

فرمایا: کائنات والو! یہ جو زندگی ہے، یہ متاع ہے، آج نہیں تو کل ختم ہو جانے والی ہے، کل نہیں تو پرسوں ختم ہو جانے والی ہے، پرسوں نہیں تو چار دنوں تک زندگی کی شام ہو جائے گی۔ آخری زندگی کا مرحلہ وہ ہے جو قبر کے بعد شروع ہونے والا ہے۔ جو وہاں کامیاب ہوگیا۔ وہ ان شاء اللہ کامیاب ہے۔ اللہ اکبر اللہ

تفسیر ابن کثیر میں امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے بڑی پیاری بات نقل کی ہے۔ ایک دن جناب موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے پوچھنے لگے۔ اللہ سوہنیا مجھے یہ بات تو بتاؤ، تم نے اچھا دنیا پر انصاف کیا ہے، کسی کو غریب بنا دیا۔ کسی کو امیر بنا دیا۔ یہ انصاف تو نہیں، اللہ سوہنیا کسی کو تندرست بنا دیا۔ کسی کو بیمار کر دیا۔ یہ کیسا انصاف ہے؟ فرمایا: میرے موسیٰ بات سنو! اگر دنیا پر سارے تندرست ہوتے تو تندرستی کی قدر نہ ہوتی، اگر دنیا پر ہر کوئی سکھ میں

رہنے والا ہوتا تو سکھ کی قدر نہ ہوتی، میں نے دکھ کے ساتھ سکھ اس لیے رکھا۔ تا کہ دکھوں کی قدر بھی ہو جائے۔

میں نے صحت کے ساتھ بیماری اس لیے رکھی ہے تا کہ انسان کو صحت کی قدر ہو جائے اور میرے محبوب علیہ السلام فرماتے ہیں، فرمایا: لوگو! چند چیزیں ایسی ہیں، جن کو غنیمت جانا کرو، فرمایا اگر تمہارے پاس دولت ہے تو اس کو غنیمت جانو، اس وقت کے آنے سے پہلے پہلے کہ رب تمہیں کنگال کر دے۔ رب تمہیں غریب کر دے اور فرمایا تندرستی کو غنیمت جانو، اپنے بدن کی چاشنی کو غنیمت جانو، اس وقت کے آنے سے پہلے پہلے کہ تمہاری چھ فٹ کی لاش آ کر کے چارپائی پر گر جائے اور تم اپنا کپڑا دھونے، اپنا جسم صاف کرنے، اپنا استنجا کرنے سے بھی معذور ہو جاؤ۔ اور فرمایا: کائنات والو! اپنی زندگی کو موت کے آنے سے پہلے پہلے غنیمت جانا کرو، یہ غنیمت ہے زندگی غنیمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دے دی اور ہم گزار رہے ہیں۔ اس کو غنیمت جانو! جتنی نیکیاں ہو سکتی ہیں کر لو، جتنا اللہ تعالیٰ کو راضی کیا جا سکتا ہے کر لو، جب موت آ گئی، جب تمہارے جسم سے سانس نکل گئے۔ اس وقت تمہارا جسم چاہے جتنا بھی خوب صورت ہو۔ وہ مٹی کے سپرد کر دیا جائے گا۔

میرے محبوب علیہ السلام نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہی بات ارشاد فرمائی، میرے اور تمہارے پیرو مرشد جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے آقا علیہ السلام نے اپنے ایک صحابی کو فرمایا: میرے پیارے صحابی بات سنو! فرمایا:

((كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ))

فرمایا: اپنی زندگی دنیا پر اس طرح گزارو جس طرح کوئی مسافر آدمی زندگی گزارتا ہے۔

فیصل آباد سے چلتا چلتا آیا، بنگلہ گوگیرہ میں آ کر رک گیا، ابھی منزل آگے لاہور جانا ہے۔ اس کو کوئی لاکھ بار کہے، یار تم ہمارے پاس رہ جاؤ، یہ کہے گا نہیں ابھی میری منزل نہیں آئی۔ میں نے یہاں نہیں رہنا، میں نے اپنی منزل پر جانا ہے۔ اللہ اکبر اللہ

فرمایا: کائنات والو! ادھر جنت میں سے میں نے انسان کو چلایا۔

ایک وقت تھا کہ تمہارا باپ جنت میں موجود تھا۔ جنت کے بالا خانے تمہارے باپ کے پاس موجود تھے، جنت کے باغات کا مالک میں نے تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو بنا دیا اور پھر شیطان نے حسد کیا اور حسد کی بنا پر تمہیں دنیا پر بھیج دیا گیا، فرمایا: یہاں سے پھر دوبارہ بالا خانوں میں جانا ہے۔ یہاں سے پھر دوبارہ اس جنت میں جانا ہے، اس دنیا پر ہمیشہ بیٹھ نہیں رہنا۔

کوئی اج ٹریا کوئی کل جاوے
اے تے دنیا آنی جانی اے
اج ٹردیاں ویکھیں لوکاں نوں
کل واری تیری آنی اے

اللہ اکبر اللہ! میرے اور تمہارے پیر و مرشد جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو کائنات والو! یہ جو دنیا تمہیں دیکھنے میں خوب صورت نظر آتی ہے، کائنات کے رب کے نزدیک اس دنیا کی قدر ایک مچھر کے پَر کے برابر بھی نہیں۔ ایک مچھر کا پَر بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنی قدر و منزلت رکھتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں میرے آقا نے اس طرح فرمایا: فرمایا میرے صحابہ رضی اللہ عنہم تمہیں دنیا کی مثال دوں۔ ایک آدمی اس طرح سمندر کے کنارے پر بیٹھا ہو۔ سمندر کے ساحل پر بیٹھا ہو اور وہ آدمی اس طرح اپنی انگلی کو سمندر میں داخل کر دے اور پھر انگلی کو باہر نکال لے، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم بتاؤ انگلی کے ساتھ پانی کتنا لگ کر کے آئے گا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم عرضیں کرتے ہیں: سوہنیا! تھوڑا سا پانی آئے گا، سمندر تو بہت بڑا ہوا کرتا ہے۔ اتنے پانی سے سمندر کو کیا فرق پڑتا ہے؟ فرمایا: کائنات والو! یہ جو انگلی کو پانی لگا ہے یہ دنیا ہے اور جو سمندر میں پانی ہے وہ سارا آخرت کا پانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنی آخرت کی قدر و منزلت ہے۔ اسی لیے کائنات کے رب نے میرے آقا علیہ السلام کو فرمایا:

﴿وَالضُّحٰى ٥ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ٥ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ٥
وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ٥﴾ (والضحیٰ: ۱-۴)

فرمایا: سوہنیا! زندگی سے ہم نے آپ کی آخرت بہتر بنا دی ہے، محبوب علیہ السلام دنیا سے زیادہ ہم نے آپ کی آخرت کو زیادہ سجا دیا ہے۔ دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنی کم تر ہے۔ کائنات کے رب کے نزدیک دنیا کی اتنی کم قدر و منزلت ہے۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے: میرے اور تمہارے پیرومرشد جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے آقا اس طرح چلتے جا رہے ہیں، اچانک مدینہ کی ایک کوڑا کرکٹ والی جگہ پر ایک بکری کا چھوٹا سا مرا ہوا بچہ پڑا ہے، اس کے جسم سے گندی بدبوئیں آ رہی ہیں اور گزرنے والے لوگ اپنے آپ کو بچا کر کے گزرتے ہیں۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: صحابہ ٹھہر جاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پریشان ہوئے۔ آج محبوب نبی علیہ السلام معلوم نہیں کیا بتانا چاہتے ہیں؟ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ فرمایا: یہ دیکھ رہے ہو؟ بکری کا چھوٹا سا بچہ مرا ہوا ہے، کیا تم میں سے کوئی اس کو خرید کر اپنے گھر لے کر جانا چاہتا ہے کہ نہیں لے جانا چاہتا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں: محبوب سوہنیا! اس کو خرید کر لے جانا تو دور کی بات ہے، اس کو تو کوئی مفت میں بھی لے جانے کو تیار نہیں۔ سوہنیا! مفت میں لے کر جانا تو دور کی بات ہے، اس کے پاس سے گزرنے کو کوئی تیار نہیں۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: میرے صحابہ! سنو جس طرح تمہارے نزدیک اس بکری کے مردہ بچے کی قدر کوئی نہیں، کائنات کے رب کے نزدیک دنیا کی قدر اس سے بھی کم تر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی قدر و منزلت اس سے بھی کم ہے۔ اللہ اکبر اللہ

یہ ہے دنیا کی زندگی اللہ تعالیٰ نے امتحان گاہ بنایا، اللہ تعالیٰ کا قرآن بیان کرتا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ
وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ٥﴾ (البقرۃ: ۱۵۵)

فرمایا: لوگو! یہ تو میں نے تمہارے لیے آزمائش کا گھر بنایا ہے، کبھی دولتیں دے کر آزماتا ہوں، اور کبھی دولتیں چھین کر آزماتا ہوں، یہ کئی دنیا پر دولتوں والے دیکھے ہیں۔ کہتے ہیں مجھ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و کرم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تم پر ضرور ہے لیکن مال بھی انسان کے لیے آزمائش ہوا کرتا ہے، کبھی رب دولتیں دے کر آزماتا ہے اور کبھی رب دولتیں چھین کر آزماتا ہے، کبھی کائنات کا رب بیٹے دے کر آزماتا ہے اور کبھی گود میں سے چھین کر آزماتا ہے، کبھی آسمانوں کا رب روٹیاں کھلا کر آزماتا ہے اور کبھی کائنات کا رب بندوں کو بھوکا رکھ کر آزماتا ہے۔

شیخ سعدی رحمہ اللہ ایک دن اس طرح چلتے جا رہے ہیں، پاؤں میں جوتا نہیں ہے۔ پرانے دور میں گھوڑا بڑی قدر و قیمت رکھتا تھا۔ قیمتی گھوڑا کسی بادشاہ کے پاس ہوا کرتا تھا۔ ہر آدمی کے پاس نہیں ہوتا تھا۔ پاس سے جاگیر کا بادشاہ گزرا، گھوڑے پر سوار ہے۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ کے منہ سے نکل گیا، اللہ سوہنیا! تیری تقسیم ہے۔ اس آدمی نے معلوم نہیں تمہیں کبھی سجدہ بھی کیا ہے کہ نہیں کیا۔ مگر تم نے اسے کتنا کچھ دے دیا ہے؟ ہم تیرے در پر جھکتے ہی رہتے ہیں مگر ہمیں پاؤں میں ڈالنے کے لیے تو نے جوتا بھی نہیں دیا۔ باتیں کرتے کرتے تھوڑا سا آگے گئے۔ کیا دیکھا؟ ایک آدمی بیٹھا ہے اس کے پاؤں ہی نہیں ہیں۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ کی آنکھوں میں سے آنسو آ گئے۔ کائنات کے رب میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ اللہ جوتا نہیں ہے تو کیا ہوا؟ تو نے مجھے پاؤں تو عطا کیے ہیں۔ آسمانوں کے رب اس کے پاس تو پاؤں بھی نہیں ہیں۔ اللہ اکبر اللہ

یہ ہے دنیا کی قدر و منزلت جس کی خاطر تم قتل کرتے پھرتے ہو۔ یہ ہے دنیا کی قدر و منزلت جس کی خاطر تم سود کھا رہے ہو۔ حدیث مبارکہ میں آتا ہے، آسمانوں کے رب نے فرمایا: اے دنیا میرے نیک بندوں کے لیے سکڑ جاؤ، تنگ ہو جاؤ۔ میرے نیک بندوں کے لیے ترش ہو جاؤ، جیل بن جاؤ تاکہ میرے نیک بندوں کو میرے پاس آنے

کا شوق بڑھ جائے اور اللہ تعالیٰ نے دنیا سے کہا: اے دنیا میرے باغی بندوں کے لیے تم کھلی ہو جاؤ۔ جنت بن جاؤ، خوبصورت بن جاؤ تاکہ مجھے تنگ کرنے والے، میرا دل دکھانے والوں کا میرے پاس آنے کو دل ہی نہ کرے۔ کائنات کے رب کا قرآن بیان کرتا ہے، فرمایا:

﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ﴾ (ص: ۴۱)

اللہ اکبر اللہ! غور کرتے جائیں، کبھی رب دولتیں دے کر آزماتا ہے اور کبھی دولتیں چھین کر کے آزماتا ہے، کبھی رب بیٹے دے کر کے آزماتا ہے، کبھی کائنات کا رب بیٹوں کو چھین کر کے آزماتا ہے۔ اللہ اکبر اللہ

اللہ تعالیٰ کے بڑے پیارے نبی جناب ایوب علیہ السلام ان کو کائنات کے رب نے بڑی زیادہ دولتیں عطا کی ہیں، بڑی زیادہ جائیدادیں عطا کی ہیں۔

تفاسیر کی کتب میں آتا ہے، جناب ایوب علیہ السلام اتنے امیر آدمی، اتنے دولت مند آدمی، اتنی بڑی دولتوں والے پورے علاقہ میں سے جناب ایوب علیہ السلام سے بڑھ کر دولت مند ہے ہی کوئی نہیں، کوئی جائیدادوں والے ہیں ہی کوئی نہیں، اللہ تعالیٰ نے دولتیں بھی کافی دی ہیں اور بیٹے بھی کافی عطا کر دیئے ہیں۔

یہ تو ہمارا دور آ گیا ہے، ہم کہتے ہیں بچے دو ہی ہونے چاہئیں، زیادہ سے زیادہ تین ہو جائیں لیکن پرانی تاریخ اٹھا کر کے دیکھو، پرانے دور میں سب سے زیادہ عزت والا آدمی وہ ہوا کرتا تھا، جس کے پاس بیٹے زیادہ ہوا کرتے تھے، جس کے پاس بیٹوں کی فوج ہوا کرتی تھی۔ جناب یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے، قرآن نے بارہ بیٹوں کو کیا کہا؟ فرمایا:

﴿وَنَحْنُ عُصْبَةٌ﴾ (یوسف: ۸)

بابا ہم بارہ بیٹے بڑی زیادہ جماعت ہیں، غم نہ کریں۔

پرانے دور میں جس کے بیٹے زیادہ ہوا کرتے تھے، اس کی عزت زیادہ ہوا کرتی تھی۔ جناب ایوب علیہ السلام ہر وقت اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے رہتے، ہر وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکتے رہتے۔

میرے اور تمہارے پیر و مرشد جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایک دن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ایوب علیہ السلام کی تعریف شیطان کے سامنے کی، اے شیطان دیکھو میرا بندہ میری کتنی عبادت کرتا ہے؟

﴿اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ۝﴾ (الاعراف: ۲۲)

شیطان انسان کا بہت بڑا دشمن ہے۔ ایسے طریقے سے، ایسے حساب سے انسان پر اپنا جال پھینکتا ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے، کسی کو کسی بات میں پھنساتا ہے، کسی کو کسی بات میں پھنساتا ہے۔

تلبیس ابلیس ایک کتاب ہے، اس میں امام صاحب لکھتے ہیں: جناب عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں جناب عیسیٰ علیہ السلام کی شیطان سے ملاقات ہوئی۔ سر پر بہت بڑی گٹھڑی رکھی ہوئی ہے۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: اے شیطان! کہاں جا رہے ہو؟ کہنے لگا جناب میں اپنے کام کو جا رہا ہوں، فرمایا: یہ سر پر کیا اٹھایا ہے؟ کہنے لگا اس میں میں نے کنڈیاں رکھی ہیں۔ فرمایا: یہ کنڈیاں کس کی ہیں؟ کہنے لگا اس میں کوئی کنڈی سود کی رکھی ہے، یہ میں دولت مندوں کو جا کر ڈالتا ہوں۔ یہ کنڈی میں نے قتل کی رکھی ہے۔ یہ میں غریبوں کو ڈالتا ہوں۔ یہ کنڈی میں نے حسد کی رکھی ہے، یہ میں نے علماء کے لیے رکھی ہے۔ یہ میں علماء کو ڈالتا ہوں۔ حسد علماء کے لیے، شیطان ایسے طریقے سے انسان پر قبضہ کرتا ہے کہ انسان کو معلوم بھی نہیں ہوتا۔

آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: جب اتنی باتیں اللہ تعالیٰ سے ہوئیں تو شیطان کہنے لگا: اے میرے رب ایوب (علیہ السلام) نے تیرا شکر تو کرنا ہی کرنا ہے، اتنا کچھ تو اسے دے رکھا ہے۔ دولتیں، بیٹے، جائیدادیں عنایت کی ہیں۔ معلوم تو تب ہوگا جب پاس کچھ بھی نہ ہو،

پھر یہ تمہاری عبادت کرے گا تو میں مانوں گا۔ اللہ پاک فرماتے ہیں: اے لعین مردود میرا نبی ایوب (علیہ السلام) اتنا پیارا ہے۔ اگر میں ساری دولتیں بھی چھین لوں تو ایوب میرا شکوہ نہیں کرے گا۔ اللہ اکبر اللہ

آزمائش شروع ہوگئی۔ فرمایا: دیکھو شیطان میرا بندہ کتنا صابر ہے؟ اللہ اکبر اللہ

تفاسیر میں یہ بات موجود ہے، کائنات کے رب نے اپنے نبی ایوب علیہ السلام کو آزمانا شروع کر دیا۔ آزمائشیں شروع ہوگئیں، امتحان شروع ہوگئے۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں پوری دنیا میں سے سب سے زیادہ سخت امتحان انبیاء علیہم السلام کا ہوا کرتا ہے، سب سے زیادہ سخت آزمائش انبیاء علیہم السلام کی ہوا کرتی ہے۔ اسی لیے میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا: لوگو! تمہیں دنیا پر کوئی غم آئے تو میرا غم یاد کر لینا تو تمہیں اپنے غم بھول جائیں گے۔ کیونکہ میرے کسی امتی کو اتنا غم نہیں آ سکتا جتنا غم مجھ پر آیا ہے۔ انبیاء علیہم السلام پر غم بھی بہت بڑے بڑے آیا کرتے ہیں، جتنا بڑا ایمان ہوگا اتنی بڑی آزمائش ہوگی۔ اللہ اکبر اللہ

جناب ایوب علیہ السلام کے مال مویشی اچانک سب ہلاک ہوگئے۔ ایک آدمی نے آ کر کے بتایا رب کے نبی ایوب علیہ السلام جی! تمہاری دولتیں ختم ہوگئیں ہیں۔ تمہارا مال مویشی سب مر گیا ہے۔ جناب ایوب علیہ السلام جواب میں کہتے ہیں، چلو کوئی بات نہیں، کیا ہوا؟ پہلے میرا کچھ وقت ان میں گزر جاتا تھا۔ اب وہ دنیا سے چلے گئے ہیں۔ چلو وہ وقت بھی میں اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزار دیا کروں گا۔ وہ وقت بھی میں اپنے مالک کو یاد کر کے گزارا کروں گا، کچھ دن گزرے، کائنات کے رب نے ایک ایک کر کے بیٹوں کو اپنے پاس بلانا شروع کر دیا۔

اے بنگلہ کے باسیو! اور اردگرد سے آنے والو میں تو آگے ہی کہا کرتا ہوں اگر انسان کے پاس اولاد نہ ہو تو اس کا درد کچھ اور ہوتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ دے کر کے واپس لے لے تو اس کی تکلیفیں بڑی ہی زیادہ ہوا کرتی ہیں۔ انسان کو اپنے بیٹے کا اٹھنا یاد آتا ہے، انسان کو اپنے بیٹے کا بیٹھنا یاد آتا ہے۔ انسان کو اپنے بیٹے کی ایک ایک عادت یاد آتی ہے۔ اللہ اکبر اللہ

کائنات کے رب نے بیٹوں کو اپنے پاس بلانا شروع کر لیا، ایک ایک کر کے جناب ایوب علیہ السلام کے سارے بیٹے دنیا چھوڑ کر کے چلے گئے۔ جناب ایوب علیہ السلام کی آزمائشیں شروع ہو گئیں۔ بیٹے بھی دنیا چھوڑ کر کے چلے گئے۔ مال بھی ختم ہو گیا، جائیدادیں بھی ختم ہو گئیں۔ اور جب انسان کے پاس دولتیں ہوں تو پھر غیر بھی اپنے بن جاتے ہیں۔ لیکن جب انسان کے پاس دولتیں ختم ہو جائیں تو اس وقت اپنے بھی غیر ہو جایا کرتے ہیں، اپنوں نے بھی چھوڑ دیا، غیروں نے بھی چھوڑ دیا۔ قرآن مجید نے اس بات کو بیان کیا ہے۔ جناب ایوب علیہ السلام کی ساری بیویاں ایک ایک کر کے طلاقیں لے کر چلی گئیں۔ ایک عورت صرف جناب ایوب علیہ السلام کے گھر میں رہ گئی۔ اللہ میں تیری تقسیم پر قربان جاؤں۔ نبی کے ساتھ جو مل جاتا ہے کائنات کا رب قیامت کی دیواروں تک اس کا نام بھی روشن کر دیتا ہے۔

جناب موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جناب ہارون علیہ السلام ملے تو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک جناب ہارون علیہ السلام کا بھی ذکر بلند کر دیا۔ اللہ اکبر اللہ

جناب ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ جناب اسماعیل علیہ السلام ملے تو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک نام بلند کر دیا۔ میرے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ملے تو قیامت کی دیواروں تک اللہ تعالیٰ نے نام بلند کر دیا۔ جناب ایوب علیہ السلام کے ساتھ ان کی صابرہ بیوی مل گئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کا نام بھی بلند کر دیا۔

قرآن کھول کر کے دیکھو کسی بھی تفسیر میں اللہ کے نبی ایوب علیہ السلام کی کسی بیوی کا نام نہیں آئے گا، ہر مفسر لکھتا ہے، جناب ایوب علیہ السلام کی بیویاں چلی گئیں۔ صرف ایک رہ گئی۔ اس کا نام بھی قرآن کی تفسیر میں آیا، اس کا ذکر بھی قرآن مجید میں آیا۔ فرمایا:

﴿ارْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ۝﴾ (صٓ: ٤٢)

﴿وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ۝﴾ (صٓ: ٤٤)

کائنات کے رب نے اس عورت کو صابرہ کہا جو عورت جناب ایوب علیہ السلام کے ساتھ مل کر تکلیفیں برداشت کرتی رہی، چلتے چلتے جناب ایوب علیہ السلام کے اپنے بدن میں بیماریاں آ گئیں۔ جناب ایوب علیہ السلام کے جسم میں کئی قسم کی بیماریاں آ گئیں۔ مفسرین رحمہم اللہ نے بعض باتیں بہت کچھ لکھا ہیں، کوئی کسی بیماری کا ذکر کرتا ہے، کوئی کسی بیماری کا ذکر کرتا ہے۔ بہرحال اختلاف ہے۔ صحیح بات یہ ہے قرآن نے جناب ایوب علیہ السلام کی بس بیماری کا ذکر کیا ہے نشان دہی نہیں کی کہ کون سی بیماری تھی؟ اللہ کے نبی ایوب علیہ السلام کے جسم پر بیماریاں آ گئیں۔ گاؤں والوں نے رب کے نبی کو باہر دوسرے علاقے میں نکال دیا، اللہ کے نبی ایوب علیہ السلام بیٹھ جاتے ہیں۔ اتنا بدن کمزور ہو گیا کہ اٹھ کر کے چلنا بھی محال ہو گیا۔ نبی ایوب علیہ السلام کی بیوی بی بی رحمت رضی اللہ عنہا نے ایوب علیہ السلام کی دیکھ بھال کی ہے۔ شیطان نے پھر یہاں بھی داؤ لگایا۔ فلسطین کے علاقے میں جناب ایوب علیہ السلام کے دو بڑی قریبی دوست رہتے تھے۔ شیطان ان کے پاس انسانی شکل میں گیا اور جا کر کہتا ہے، تمہیں معلوم ہی نہیں تمہارے دوست پر تو بہت بڑی بیماریاں آ گئیں ہیں۔ ایوب (علیہ السلام) تو بڑا بیمار ہو گیا ہے۔ میں ایک بہت بڑا حکیم ہوں۔ جاؤ ایوب (علیہ السلام) کا پتہ کر کے آؤ۔ ایوب (علیہ السلام) کا حال پوچھ کر آؤ، یہ شراب کی بوتل بھی ساتھ لے کر کے چلے جاؤ۔ ایوب (علیہ السلام) کو بیماریاں لگ گئی ہیں یہ شراب پی لے گا تو بیماریاں دور ہو جائیں گی۔ یہ دو دوست چلتے چلتے نبی ایوب علیہ السلام کے پاس آئے۔ اور جناب ایوب علیہ السلام کی حالت دیکھ کر کے رونا شروع کر دیا۔ اے اللہ کے نبی، اے کائنات کے پیارے نبی معلوم نہیں کس وجہ سے تم پر بیماریاں آ گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں شفا عطا کرے گا۔ یہ دیکھیں ہم آپ کے لیے دوائی لے کر کے آئے ہیں، اس شراب کو پی لو گے تو آپ کو شفا مل جائے گی، غور کریں۔

آج تم کہتے ہو کہ مولانا گانوں کا کاروبار نہ چھوڑوں، اب تو میری بہت بڑی دوکان گانوں والی بن گئی ہے۔ اگر دوکان ختم کر دوں تو روزیاں کہاں سے کھاؤں گا؟ اس

لیے مجبور ہوگیا ہوں۔ مولانا! دل میرا بھی کرتا ہے شادی شرعی طریقے کے ساتھ کروں لیکن برادری والے پریشان کرتے ہیں اس لیے مجبور ہوگیا ہوں۔ اللہ کی قسم! اس رب کے نبی علیہ السلام سے تو تم زیادہ محبوب نہیں ہو۔ جس کا مال بھی ختم ہوگیا، بیٹے بھی چل بسے ہیں، جسم میں بیماریاں آ گئیں ہیں۔

کہا: اے رب کے نبی علیہ السلام تھوڑی سی شراب پی لیں، اللہ تعالیٰ شفاء عطا کر دے گا۔ جناب ایوب علیہ السلام کا چہرہ سرخ ہوگیا، فرمایا جاؤ تم دفعہ ہو جاؤ، تم خود نہیں آئے، تمہیں شیطان لے کر کے آیا ہے۔ میں مر سکتا ہوں مگر اپنے رب کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔

ایوب (علیہ السلام) مر جائے گا مگر شراب کا ایک گھونٹ بھی نہیں پئے گا۔ اللہ اکبر اللہ

احادیث میں آیا ہے، صحیح روایات سے ثابت ہے۔ جناب ایوب علیہ السلام کو تیرہ سال تک بیماری لگی رہی، آج ایک سال کا بیمار اٹھ کر کے چلنے سے قاصر ہو جاتا ہے، آج دو سال کے بیمار کی کیا حالتیں ہو جاتی ہیں؟ کہاں تیرہ سال اللہ کے نبی ایوب علیہ السلام بیمار رہے ہیں لیکن تیرہ سالوں میں جناب ایوب علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کے دعائیں کی ہیں، شکر ادا کیا ہے۔

ایک دن بی بی رحمت رضی اللہ عنہا اس طرح پاس آ گئیں، عرضیں کرتی ہیں۔ اے رب کے پیارے نبی علیہ السلام اب تو مجھ سے آپ کی پریشانیاں دیکھی نہیں جاتیں، میں عورت زاد ہوں۔ میں کہاں کہاں جاؤں اور کیسے جا کر کے آپ کے لیے سوال کروں؟ مجھ سے آپ علیہ السلام کی بیماریاں نہیں دیکھی جاتیں۔ اللہ کے آگے دعا کر دیں۔ کائنات کا رب آپ کو شفائیں عطا کر دے۔ جناب ایوب علیہ السلام جی میرا ایمان کہتا ہے، میرے سر کا تاج ہاتھ اٹھا کر کے دعائیں کرے تو کائنات کا رب آپ کی دعاؤں کو کبھی نہیں موڑے گا، فرمایا: رحمت بات سنو! ابھی تو تیرہ سال گزرے ہیں، اگر کائنات کا رب مجھے سو سال بھی بیماریاں دے تو میں ہاتھ اٹھا کر کے رب سے کبھی دعا کر کے شفائیں نہیں مانگوں گا۔ میرا مالک جس طرح راضی ہے، میں بھی اسی طرح راضی ہوں گا

نہ ہجر اچھا نہ وصال اچھا
ارے اللہ جس حال میں رکھے وہ حال اچھا

میں مر جاؤں گا لیکن اپنے رب کا دل نہیں دکھاؤں گا، غور کریں! انبیاء علیہم السلام کے واقعات تمہاری لذت کے لیے بیان نہیں کیے جاتے۔ انبیاء علیہم السلام کے قصے تمہیں سرور دینے کے لیے بیان نہیں کیے جاتے۔ ہر نبی کی زندگی میں کائنات کے رب نے سبق رکھا ہے۔ رب کا نبی ایوب علیہ السلام بیماری میں مبتلا ہے، لیکن رب کی نافرمانی نہیں کرنا چاہتا، یہ تیرہ سال کا شراب نہیں پیتا اور تم تیرہ اور پندرہ سال کے نوجوان ہو کر کے شرابیں پی رہے ہو۔ بوتلیں کی بوتلیں شراب کی پی جاتے ہو۔ بتاؤ تم رب کا دل کتنا دکھاتے ہو؟ آج نہیں تو کل تمہاری گردن میں ڈالا ہوا تکبر کا سریا ٹوٹ جائے گا۔ اللہ کی قسم! اٹھا کر کے کہتا ہوں، پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ رب کی نافرمانیاں کیسے کی جاتی ہیں؟ میں نے تو حدیث مبارکہ میں پڑھا ہے:

میرے اور تمہارے پیرو مرشد جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: کائنات والو! جو آدمی شراب کا ایک کش لگا لیتا ہے، جو آدمی شراب کا ایک گھونٹ پی لیتا ہے۔ کائنات کا رب چالیس دن تک اس آدمی کی کوئی عبادت قبول ہی نہیں کرتا۔ جو آدمی شراب کا ایک گھونٹ پی لیتا ہے۔

ایک اور حدیث میں اس طرح فرمایا: لوگو! جو آدمی شراب عام کر لیتا ہے، صبح کو بھی شراب پیتا ہے، شام کو بھی شراب پیتا ہے اور شراب پینے کی اس کو گندی عادت پڑ گئی ہے، شرابیں اس سے چھوڑی نہیں جاتیں۔ فرمایا: اگر بغیر توبہ کے وہ آدمی مر گیا، بغیر توبہ کے دنیا چھوڑ کر کے چلا گیا۔ کل کائنات کا رب اسے نہر غوطہ میں سے پانی پلائے گا۔ سوہنیا! نہر غوطہ کسے کہا جاتا ہے؟ توجہ کریں۔

میرا پیغام اس نوجوان کو جا کر کے دو، جو کہتا ہے وہ شادی کوئی نہیں جس شادی میں شراب نہ ہو، میرا پیغام اس شرابی کو جا کر کے دو، جو کہتا ہے شراب نہ پیوں تو دل کا درد کم

نہیں ہوتا۔ میرا پیغام اس شرابی کو جا کر کے دو، جو کہتا ہے شراب تو میرے دل کا قرار بن گئی ہے۔ شراب پیوں تو میرے دل کا درد کم ہو جاتا ہے، میں تمہیں شراب سے منع کرنے والا کون ہوتا ہوں؟ ایک بار نہیں لاکھ بار پیا کرو۔

لیکن میرے نبی علیہ السلام کی حدیث ضرور یاد کر لو! آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: آؤ لوگو! بتاؤں نہر غوطہ کسے کہا جاتا ہے؟ فرمایا: ایسی عورتیں جو دنیا پر گند مار کر کے چلی گئیں۔ جو عورتیں اپنے وجود کا کاروبار کر کے چلی گئیں۔ جن عورتوں نے اپنی عزت بیچ کر پیسے حاصل کیے، اپنے بدن کا کاروبار کرنے والی گندی عورتیں جو بغیر توبہ کے مر گئیں، کل قیامت والے دن کائنات کا رب ان کی شرمگاہوں میں سے نہریں چلا دے گا، ان نہروں میں سے نکلنے والے گند کو غوطہ کہا جاتا ہے۔ جو کائنات کا رب شرابیوں کو پلائے گا۔ الله اکبر الله

ذرا سنو! دل کی تختیوں پر فقیر کا پیغام نوٹ کر کے لے جاؤ۔ جناب ایوب علیہ السلام فرماتے ہیں: اے دوستو! میں سو سال بیماری میں گزار سکتا ہوں مگر اپنے رب کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔ شراب کا ایک گھونٹ نہیں پی سکتا۔ یہ دونوں دوست پریشان ہو گئے۔ واپس اپنے علاقے میں چلے گئے۔ ادھر جناب ایوب علیہ السلام اتنے بیمار ہو گئے، اٹھ کر کہیں جایا بھی نہیں جاتا، اٹھ کر کچھ کمایا بھی نہیں جاتا، جناب ایوب علیہ السلام کی گھر والی لوگوں کے کام کاج کر کے اپنے خاوند کا پیٹ پال رہی ہے، کبھی اس گھر کا کام کیا، کبھی اس گھر کا کام کیا، اس طرح کام کر کر کے جناب ایوب علیہ السلام کی بیوی نے گھر کا سرکٹ چلایا، ایک دن سارا دن کام کیا، ایک دن کوئی کام نہ ملا۔ جناب ایوب علیہ السلام کی بیوی نے دل میں سوچا گھر جاؤں گی، میرا خاوند تو بھوکا بیٹھا ہوگا۔ میرے خاوند کو کھانے کو کچھ نہیں ملے گا۔

شیطان نے یہاں بھی موقعہ پایا، اس طرح دو روٹیاں لے کر کے آ گیا، سالن لے کر کے آ گیا، کہتا ہے بی بی رحمت رضی اللہ عنہا مجھے علم ہے تمہارا سرتاج بڑا بیمار ہے اور کھانے کے لیے کوئی چیز نہیں ہے، یہ مجھ سے روٹیاں لے کر کے چلی جاؤ، اور جا کر کے اپنے خاوند کو کھلا دینا۔

سیدہ بی بی رحمت رضی اللہ عنہا نے روٹیاں پکڑیں، شیطان کہنے لگا، روٹیاں تب دوں گا، اگر پہلے تم مجھے اپنے سر کے تھوڑے سے بال اتار کر دو گی۔ بی بی رحمت رضی اللہ عنہا نے اپنے سر کے چند بال اتار کر کے دے دیئے، روٹیاں لے لیں۔ یہ چلتا چلتا جناب ایوب علیہ السلام کے پاس پہنچا اور جا کر کہتا ہے، دیکھا آپ کی بیوی نے روٹیوں کی خاطر اپنے سر کے بال دے دیئے ہیں۔ جناب ایوب علیہ السلام کو اتنا دکھ ہوا، اتنا غم ہوا۔ جب بی بی رحمت رضی اللہ عنہا پاس پہنچیں، فرمایا: رحمت مجھے صحیح صحیح بتاؤ، روٹیاں کہاں سے لے کر کے آئی ہو؟ فرمایا: اللہ والو! آپ کھا لیں، آپ علیہ السلام کو کیا لگے؟ جہاں سے بھی آئی ہیں، فرمایا: نہ نہ مجھے صحیح بات بتاؤ۔ فرمایا: اللہ کے پیارے اس طرح روٹیاں لے کر آئی ہوں۔ جناب ایوب علیہ السلام غصے میں آ گئے، فرمایا: رحمت اللہ تعالیٰ نے جب مجھے شفا دی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں سو کوڑا تمہیں ماروں گا، تم اس طرح کا کام کر کے آئی ہو اور رب کے نبی کو اس بات کا بڑا دکھ ہوا۔ سیدہ بی بی رحمت رضی اللہ عنہا اس طرح ناراض ہو کر کے چلی گئیں۔

جناب ایوب علیہ السلام نے رب سے کالیں ملا لیں، آسمانوں کے رب اب تو میرے صبر کے بندھن بھی ٹوٹ گئے ہیں، اللہ جی مصیبتیں مجھ تک ہوتیں تو میں برداشت کر لیتا لیکن کائنات کے رب عزتیں بچانا بہت مشکل ہوا کرتی ہیں۔ آسمانوں والے میری گھر والی کی بے بسیاں مجھ سے نہیں دیکھی جاتیں۔ اللہ سوہنیا! میری دعاؤں کو قبول فرما، اللہ تعالیٰ کا قرآن بیان کرتا ہے، فرمایا:

﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ﴾ (ص: ٤١)

فرمایا: آسمانوں کے رب میں تمہارا نبی تمہارے سامنے ہاتھ باندھ کر دعائیں کر رہا ہوں۔ اللہ سوہنیا! مجھے شفا عطا کر دے۔ حدیث مبارک میں آتا ہے، صحیح بخاری میں یہ روایت آتی ہے، اس کے راوی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

آسمانوں کے رب نے آسمان سے بارش برسانا شروع کر دی۔ جناب ایوب علیہ السلام

کے جسم کی بیماری دور ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے سونے کی ٹڈیوں کی بارش نازل کر دی۔ جناب ایوب علیہ السلام اس طرح سونے کی ٹڈیاں اکٹھی کرنے لگ پڑے آسمانوں کا رب اپنے نبی علیہ السلام کی ادائیں دیکھ کر مسکرا پڑا۔ اللہ کریم فرماتے ہیں: اے میرے ایوب نبی! یہ دولتیں تمہیں بہت اچھی لگتی ہیں، فرمایا: اللہ سوہنیا! دولتیں اچھی نہیں لگتیں، میں تو تمہاری رحمت اکٹھی کر رہا ہوں۔ اللہ میں تو لاکھ بار بھی تیری رحمت کا بھوکا ہوں، اللہ میں تو تیری رحمت کا غلام ہوں۔ کائنات کے رب نے جناب ایوب علیہ السلام کو شفائیں عطا کر دیں۔ ادھر تھوڑی دیر کے بعد بیوی نے کہا: اب میرے خاوند کا غصہ ٹھنڈا ہوگیا ہوگا۔ اس طرح آئیں تو دیکھا۔ جناب ایوب علیہ السلام کی وہی تصویر ذہن میں ہے، فرماتی ہیں: اے اللہ والے یہاں میرا خاوند بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے بتاؤ وہ کہاں چلا گیا؟ جناب ایوب علیہ السلام مسکرا کر کے کہتے ہیں۔ اے رحمت کیا ہوگیا ہے؟ میں ہی تو تمہارا خاوند ایوب ہوں۔ بی بی رحمت رضی اللہ عنہا آگے سے فرماتی ہیں: اے اللہ کے بندے دکھی لوگوں کو دکھ نہیں دیا کرتے، دکھی لوگوں کے ساتھ مذاق نہیں کرتے۔ میرے سر کا تاج جس کی میں نے آج تک خدمتیں کی ہیں۔ وہ چھوٹی سی بات پر مجھ سے ناراض ہوگیا ہے، اس لیے میں اس کو منانا چاہتی ہوں۔ جناب ایوب علیہ السلام کی آنکھیں برس پڑیں۔ فرمایا: رحمت غم نہ کرو، تمہاری بے بسیاں دیکھ کر میں نے رب سے دعائیں کی ہیں، آسمانوں کے رب نے مجھے شفائیں عطا کر دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن کہتا ہے: ہم نے جناب ایوب کو پہلے سے بھی زیادہ دولتیں عطا کر دیں، جائیدادیں اور زیادہ عطا کر دیں۔

ایک دن بیٹھے بیٹھے جناب ایوب علیہ السلام کے ذہن میں بات آئی، فرمایا: رحمت تمہیں بات یاد ہوگی؟ میں نے قسم اٹھا کر کہا تھا کہ میں تمہیں سو کوڑا ماروں گا۔ اب وہ بات پوری کرنی پڑے گی۔ الله اکبر الله

اللہ کی قسم! میرے پاس کائنات کی دولتیں ہوں تو اس عورت کی عظمت پر قربان کر دوں، یہ نہیں کہا کہ رب کے نبی وہ تو پرانی باتیں تھیں۔ اب وہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

فرمایا: پیارے نبی جی میرا بدن آپ کے لیے ہے، چاہے آپ جتنا مرضی مارو میں اف تک نہیں کروں گی۔ جناب ایوب علیہ السلام سو کوڑا مارنے کے لیے تیار ہو گئے۔ فرمایا: میں تمہیں سو کوڑا ماروں گا۔ ادھر سے جناب ایوب علیہ السلام نے سو کوڑا تیار کیا، آسمانوں کے رب نے فرمایا: اے میرے نبی اسے کچھ نہ کہنا، اس کے بدن پر کوڑا نہ مارنا، یہ مجھے بہت پسند ہے۔ جس نے تیرہ سال تمہارے پاؤں میں بیٹھ کر تمہاری خدمتیں کی ہیں۔ آج اس کے بدن پر مجھے کوڑا لگتا اچھا نہیں لگتا۔ اللہ تعالیٰ کے قرآن نے کیا فرمایا؟ فرمایا:

﴿وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِب بِّهِ وَلَا تَحْنَثْ إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا﴾

(صٓ: ٤٤)

فرمایا: اے میرے نبی! اس طرح کرو، سو تنکا اپنے ہاتھ میں پکڑ لو اور پکڑ کر بڑے آرام سے اس کی کمر پر رکھ دو۔ زور سے نہیں مارنا کہیں میری بندی کو تکلیف نہ ہو جائے۔ إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا فرمایا: میں نے اس عورت کو بڑا صبر کرنے والا پایا ہے، اس کے بدن پر اس طرح سو تنکا رکھ دو گے تو میں تمہاری قسم کو پورا کر دوں گا۔ آسمانوں کے رب کو اس عورت کا صبر اتنا پسند آیا۔ یہ قرآن تیس پاروں والا قیامت تک اس منبر پر کھڑے ہو کر میں ہوں، یا میں دنیا چھوڑ کر کے چلا جاؤں۔ اس منبر پر کھڑے ہو کر خطیب تمہیں قرآن سناتا رہے گا۔ اس مصلّے پر کھڑے ہو کر قاری قرآن کی تلاوتیں کرتا رہے گا۔ ہائے قیامت کی دیواروں تک اس عورت کے صبر کا تذکرہ قرآن میں ہوتا ہی رہے گا۔ اور قیامت آ جائے گی۔

اللہ تعالیٰ کی عدالتیں لگی ہوں گی، پوری کائنات کے لوگ اللہ تعالیٰ کے دربار میں جمع ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ قاری سے کہیں گے۔

((اِقْرَأْ وَرَتِّقِ وَرَتِّلْ لَمَّا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا))

اے قاری مجھے قرآن سناؤ، جنت کے باغات میں جب قاری قرآن کی تلاوتیں کرے گا۔

ہائے جنت کی حوروں کے سامنے، جنت کے باغات میں، جنت کے بالا خانوں میں جہاں قاری قرآن کی دوسری آیات پڑھے گا، وہاں جنت کے باغات میں بی بی رحمت رضی اللہ عنہا کے صبر کا تذکرہ بھی جنت میں ہوگا۔ اللہ اکبر اللہ

ہے کوئی عورت جو آج اس عورت کے صبر سے سبق پکڑ کر کے چلی جائے۔ آج ایک وقت کی روٹی کے لیے تمہارے گھر لڑائی ہو جاتی ہے، تم اپنے گھر، وہ اپنے گھر، درمیان میں بچے رہ جاتے ہیں۔ وہ کبھی اس عدالت میں، کبھی اس عدالت میں۔ ہائے ان بچوں کا کیا قصور ہے؟ قصور ماں باپ کا ہے، معصوم بچے کبھی اس عدالت میں دھکے کھائیں، کبھی اس عدالت میں دھکے کھائیں۔ کبھی ماں کو ترسیں، کبھی باپ کو ترسیں، یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ تمہیں بی بی رحمت رضی اللہ عنہا کا صبر یاد نہیں ہے۔ اگر تمہارے دل میں اپنے خاوند کی قدر ہو، اگر تمہیں اپنے خاوند کے مقام کا علم ہو۔ اللہ کی قسم! پھر تمہارے بچے کبھی نہ روئیں، کبھی ماں کے منہ کو نہ ترسیں، کبھی باپ کے منہ کو نہ ترسیں۔ آؤ اپنے گھروں کا ماحول اسلامی بناؤ اور اپنے گھروں کی لڑائیاں ختم کرو۔ کبھی تم برداشت کرو، کبھی تمہاری بیوی برداشت کرے۔ عدالتوں کے جھگڑے ختم کرو، کیسوں کے جھگڑے ختم کرو۔ نہ خود تنگ ہوں، نہ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کی بددعائیں لیں۔ ان شاء اللہ جب تمہارا طور طریقہ اس طرح کا ہو جائے گا۔ اللہ کی قسم! پھر تمہارا گھر ہی تمہارے لیے جنت بن جائے گا۔ وہ گھر جنت ہے جس گھر میں عورت کا کردار سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جیسا ہے۔ وہ گھر بہشت ہے، جس گھر کی عورت کا کردار سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جیسا ہے۔ وہ گھر جنت ہے جس گھر کی عورت کا کردار جناب ایوب علیہ السلام کی بیوی بی بی رحمت رضی اللہ عنہا جیسا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے جو کچھ بیان کیا ہے، اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ



شان صحابہ رضی اللہ عنہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾ (الحجرات: ۳)

وَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهُ))

ہر قسم کی حمد و ثنا اللہ جل شانہ کی ذات اقدس کے لیے ہے درود و سلام آقائے کائنات سید الاولین و الآخرین، امام اعظم، امام کائنات، امام المرسلین، امام المجاہدین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس، اطہر، اعلیٰ و بالا کے لیے ہوں۔

سامعین محترم! اللہ رب العزت کا نہایت ہی فضل و کرم ہے کہ اس مالک کی توفیق خاص سے آج ہم اس مقام پر جمع ہوئے ہیں۔ دعا کرو اللہ تعالیٰ میرا اور تمہارا اس جگہ پر جمع ہونا اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ اس دنیا کائنات کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی بھلائی کے لیے، انسان کو اپنا بھولا ہوا سبق یاد رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے تا دیر سے انبیائے کرام علیہم السلام کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے کبھی جناب آدم علیہ السلام آئے، کبھی جناب نوح علیہ السلام آئے، کبھی جناب عیسیٰ علیہ السلام آئے اور اللہ رب العزت نے ان کی معاونت کے لیے کچھ لوگ پیدا فرمائے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے ٹکر لی اور پھر کچھ بنی اسرائیل والے جناب موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ملے۔ جو جناب عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کہلاتے ہیں۔ جنہوں نے آپ علیہ السلام کے ساتھ مل کر فرعون کی قوت کا مقابلہ کیا۔

جناب عیسیٰ علیہ السلام آئے انہوں نے بھی آ کر کے بنی اسرائیلیوں کو توحید کی دعوت سنائی اور کچھ بنی اسرائیل والے جناب عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ملے جن کو حواری کہا جاتا ہے۔ یعنی جناب عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ملنے والے، ان کے ساتھ شانہ بشانہ چل کر کے ائمہ کفر کا مقابلہ کرنے والے، چلتے چلتے یہ سلسلہ آخری کڑی تک پہنچا۔ میرے اور تمہارے پیر و مرشد جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو پوری دنیا کے لیے آخری رسول بن کر آئے ہیں۔ فرمایا: اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ. اللہ تعالیٰ نے مجھے خاتم الانبیاء بنا کر بھیجا ہے۔

خاتم الانبیاء کا معنیٰ کیا ہے؟ خاتم الانبیاء کا مفہوم کیا ہے؟ خاتم الانبیاء کا مفہوم میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اگلے جملے میں بیان فرمایا کہ لوگو! اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ میں خاتم النبیین ہوں اس کا معنیٰ کیا ہے؟ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ میرے بعد دنیا پر کوئی نبی نہیں آئے گا۔ کیونکہ عربی لغت میں خاتم مہر کو بھی کہا جاتا ہے۔ جس طرح قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ عربی گرائمر اور لغت کے مطابق ختم یا خاتم مہر کو کہا جاتا ہے لیکن یہاں پر میرے محبوب علیہ السلام نے لفظ خاتم کا ترجمہ اور اس کی تشریح اور اس کا مفہوم خود بیان کیا فرمایا یہاں پر خاتم سے مراد مہر نہیں بلکہ یہاں خاتم النبین سے مراد یہ ہے کہ قیامت آسکتی ہے مگر دنیا پر کوئی دوسرا نبی نہیں آسکتا۔

اللہ رب العزت نے میرے محبوب علیہ السلام کے ساتھ بھی کچھ ساتھیوں کو ملایا۔ جن کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہا جاتا ہے اور یاد رکھو! جس طرح تورات اور انجیل میں، پہلی کتابوں میں میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آتا ہے اسی طرح پہلی کتابوں میں میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں کا بھی ذکر آتا ہے۔ قرآن پاک میں بائیس سو آیات اللہ رب العزت نے اپنی توحید کے متعلق نازل فرمائیں۔ اٹھارہ سو آیات اللہ رب العزت نے رسالت کے موضوع پر نازل فرمائیں۔ دو ہزار آیات اللہ رب العزت نے دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام کے بارہ میں نازل کیں اور سات سو آیات اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کے یاروں کی شان میں نازل کی ہیں۔ تورات میں میرے محبوب علیہ السلام کے یاروں کا ذکر اللہ رب العزت نے تیرہ مقامات پر فرمایا۔ انجیل میں میرے محبوب علیہ السلام کے یاروں کا ذکر اللہ رب العزت نے گیارہ جگہوں پر فرمایا۔ زبور میں میرے محبوب علیہ السلام کے یاروں کا ذکر اللہ رب العزت نے دس جگہوں پر فرمایا ہے۔ یعنی میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم وگ ہیں جن کے ایمان کی گواہی اکیلا قرآن ہی نہیں دیتا ان کے ایمان کی گواہی تورات بھی دیتی ہے، ان کے ایمان کی گواہی انجیل بھی دیتی ہے۔ آؤ ذرا اللہ تعالیٰ کے قرآن پر غور کریں, قرآن پاک میں اللہ رب العزت نے میرے محبوب علیہ السلام کے یاروں کا ذکر الگ الگ مقامات پر اور بڑے احسن انداز کے ساتھ کہیں کوئی طریقہ اپنایا کہیں کوئی طریقہ اپنایا۔ کہیں کس طریقے سے میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں کا ذکر کیا۔ آؤ ذرا توجہ کریں۔ میرے محبوب علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کیا اور کافروں سے کہا کافرو! مکہ کے لوگو آؤ تم بھی کلمہ پڑھو! آؤ تم بھی دین والے بن جاؤ۔ تو مکہ کے کافروں نے پتہ ہے کیا کہا؟ کہنے لگے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم تم پر اس طرح ایمان لے کر کے آئیں جس طرح معاذ الله! یہ بے وقوف ایمان لے کر آئے ہیں۔ مہاجرین اور انصار میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملنے والے مکہ کے کافروں نے ان کے بارہ میں کہا یہ تو بے وقوف ہیں۔ معاذ الله! جب یہ جملہ کہا تو آسمانوں سے رب بولا میں کہوں گا اگر کوئی صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت میں گستاخی کرتا ہے اس کا دفاع اللہ تعالیٰ آسمانوں سے کرتا ہے۔ آؤ ذرا اللہ تعالیٰ کے قرآن پر غور کریں۔

الہ العالمین نے فرمایا پروردگار عالم کا قرآن بیان کر رہا ہے۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر تیرہ میں اللہ رب العزت نے ذکر فرمایا:

﴿وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ اٰمِنُوۡا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوۡۤا اَنُؤۡمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ‌ؕ اَلَآ اِنَّهُمۡ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰـكِنۡ لَّا يَعۡلَمُوۡنَ۝﴾(البقرۃ:١٣)

اللہ تعالیٰ کا قرآن بیان کر رہا ہے میرے محبوب علیہ السلام فرماتے ہیں آؤ لوگو! آؤ مکہ

کے رئیسو! اور چوہدریو! ایمان لے آؤ۔ میری رسالت کو مان لو۔ اللہ تعالیٰ کے قرآن کو مان لو، تو مکہ کے کافر کہتے ہیں ہم تم پر اس طرح ایمان لے کر کے آئیں جس طرح معاذ اللہ ان بے وقوفوں نے تم پر ایمان لایا ہے۔ آسمان کے رب کو مکہ کے کافروں کا یہ جملہ پسند نہ آیا۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں سے میرے نبی ﷺ کے یاروں کا دفاع کیا۔ میرے آقا کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاع اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر فرمایا۔ فرمایا اے میرے نبی ﷺ کے یاروں کو برا کہنے والوسنو! فرمایا اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَھَآءُ وَلٰکِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ ○ اگر میری مجلس میں کوئی عربی گرائمر کو جاننے والا موجود ہوتو وہ لذت حاصل کرے گا، اس کو اس جملے میں ایک انوکھا مزہ آئے گا۔ کائنات کے رب نے اس چھوٹے سے جملے میں تین تاکیدیں فرمائیں۔ سب سے پہلے فرمایا اَلَا عربی میں اَلَا کا معنیٰ ہوتا ہے خبردار، خبردار رک جاؤ، ہٹ جاؤ، فرمایا الا خبردار پہلی تاکید ہے۔ فرمایا اَلَا اِنَّھُمْ۔ اِنَّ استعمال کیا اِنَّ کا معنیٰ عربی میں بے شک ہوا کرتا ہے۔ دو تاکیدیں آ گئیں۔ تیسرے نمبر پر اللہ کریم فرماتے ہیں اِنَّھُمْ اے میرے نبی ﷺ کے یاروں کو بے وقوف کہنے والو تم بے وقوف ہو۔ پھر اللہ کریم نے دو ضمیریں الگ لگائیں۔ دو تاکیدیں الگ لگائیں۔ دو ضمیریں الگ لگائیں فرمایا خبردار بے شک تم ہی ہو، تم ہی بے وقوف ہو۔ میرے نبی ﷺ کو برا کہنے ولاو! میرے نبی ﷺ کے یاروں کے بارہ میں باتیں کرنے والو! فرمایا اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَھَآءُ وَلٰکِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ ○ فرمایا اے مکہ کے کافرو! تمہاری بے وقوفی اس قدر زیادہ ہے۔ تم بے وقوف ہونے کے باوجود اپنی بے وقوفی کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ جنہوں نے میرے نبی ﷺ کے یاروں کو ایک بار بے وقوف کہا رب تعالیٰ کے قرآن نے چار تاکیدیں باندھ کر دو تاکیدیں لاکر کے میرے پروردگار نے دو ضمیریں لگا کر ان کی بات کا جواب دیا۔ آؤ ذرا آگے توجہ کرتے جائیں اللہ تعالیٰ کے قرآن کے دوسرے مقام پر غور کریں۔ کائنات کے رب نے میرے نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایمان کو نمونہ قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ کے قرآن کا دوسرا مقام ہے۔ سورۃ

البقرہ کی آیت نمبر ایک سو سینتیس میں اللہ پاک فرما رہے ہیں:

﴿فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا وَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ o﴾

(البقرة: ۱۳۷)

فرمایا: اگر مکہ کے لوگ اس طرح ایمان لے کر کے آئیں جس طرح ایمان تم لائے ہو یعنی میرے نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس آیت سے مراد میرے نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ تیسیر القرآن والے نے لکھا ہے اس سے مراد میرے نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں تفسیر معارف القرآن والے نے لکھا ہے اس سے مراد میرے نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ فرمایا اگر تمہارا ایمان میرے نبی ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح ہوگا، اگر تمہاری نماز میرے نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح ہوگی، اگر میرے آقا علیہ السلام کو ماننے کا ضابطہ وہ ہوگا جو ضابطہ میرے نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے، فرمایا پھر تمہارا ایمان کائنات کا رب قبول کرے گا، اللہ سوہنیا ان کے ایمان کو اتنی ترجیح کیوں دی گئی ہے؟ فرمایا میں نے ان کے دلوں سے برائیوں کو نکال دیا ہے، ان کے لیے میں نے ایمان کو پسند کر لیا ہے، اللہ تعالیٰ کے قرآن کے تیسرے مقام پر غور کریں۔ سورۃ الحجرات میں کائنات کا رب فرما رہا ہے فرمایا:

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ o﴾ (الحجرات: ۳)

فرمایا میرے نبی ﷺ کے یار وہ یار ہیں کہ جن کے دلوں کا میں نے خود امتحان لیا ہے۔ جن کے دلوں کو میں نے خود چیک کیا ہے، جن کے ایمان کا میں نے خود امتحان لیا ہے۔ فرمایا میں آسمانوں پر بیٹھ کر کے رب گواہی دیتا ہوں۔ ن کے دلوں میں ایمان موجود ہے اور ان کے دلوں میں سے برائیوں کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ میرے نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایمان وہ ایمان ہے جس ایمان کی گواہی کائنات کا رب آسمانوں سے خود

دے رہا ہے۔نہیں سمجھ آئی تو اللہ تعالیٰ کے قرآن کے چوتھے مقام پر غور کریں۔

سورۃ الفتح آیت نمبر اٹھارہ میں اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں۔فرمایا:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًاo﴾

(الفتح: ١٨)

فرمایا: دنیا والو! کائنات والو! بات سن لو فرمایا میں اپنے محبوب علیہ السلام کے ان یاروں پر راضی ہو گیا ہوں جنہوں نے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر کے بیعت کی ہے۔اللہ تم ان پر راضی کیوں ہو گئے ہو؟ فرمایا فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ جو کچھ ان کے دلوں میں موجود ہے مجھے ان کی ایک ایک بات کا پتہ ہے۔میں رب جانتا ہوں کہ ان کے دلوں میں ایمان کتنا ہے۔فرمایا میں رب ان پر راضی ہو گیا ہوں۔

بخاری شریف کتاب التفسیر کی روایت ہے میرے آقا علیہ السلام کے صحابہ رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں فرمایا ہم اس طرح اس درخت کے نیچے بیٹھے تھے۔اس وقت ہماری تعداد ایک ہزار چار سو تھی یعنی چودہ سو تعداد تھی۔جب آقا علیہ السلام نے اس طرح اپنے ہاتھ پر ہاتھ رکھوا کر کے ہماری بیعت کی ہے۔آسمانوں سے رب نے کیا فرمایا؟ فرمایا: يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فرمایا میرے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم جی بات سن لیں جنہوں نے آپ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کے بیعت کی ہے یہ سب سے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ ہے اس سے اوپر چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہاتھ ہے ان چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاتھ کے اوپر کائنات کے رب کا ہاتھ ہے۔فرمایا: میں نے ان چودہ سو پر راضی ہو کر کے ان کو جنت عطا کر دی ہے۔

اللہ اکبر اللہ!

میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم وہ ہیں جن کے دلوں کا امتحان کائنات کے رب نے لیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے دنیا پر چلتے ہوؤں کو جنت کے سرٹیفکیٹ عطا کر دیئے ہیں۔صحیح مسلم میں یہ روایت آتی ہے میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں:

((اَبُوبَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ ، عُمَرُ فِي الْجَنَّةِ ، عُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ ، عَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ ، طَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ ، زُبَيْرٌ فِي الْجَنَّةِ ، سَعْدٌ فِي الْجَنَّةِ ، سَعِيْدٌ فِي الْجَنَّةِ))

فرمایا: میں جن کا نام لے رہا ہوں کائنات کے رب نے ان کو دنیا پر چلتے ہوؤں کو جنت کے سرٹیفکیٹ عطا کر دیئے ہیں۔ میں صدقے اور قربان جاؤں نہیں سمجھ آئی تو اللہ تعالیٰ کے پانچویں مقام پر بھی غور کرتے جائیں۔

سورۃ الحجرات آیت نمبر انتیس میں اللہ پاک فرمار ہے ہیں، فرمایا:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا﴾

(الفتح: ۲۹)

اللہ تعالیٰ کا قرآن کیا بیان کرتا ہے؟ فرمایا وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ وہ وگ جو میرے نبی ﷺ کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ نے چار صفات میرے نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی بیان کیں۔ چار خصلتیں کائنات کے رب نے ذکر کیں۔ فرمایا پہلی وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ہر وقت میرے نبی ﷺ کے ساتھ رہنے والے، دوسری صفت کیا ہے؟ فرمایا اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ کافروں کے مقابلے میں نکل کر کے ان پر رعب ڈالنے والے، تیسری صفت بیان کی فرمایا رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ آپس میں پیار و محبت کرنے والے، چوتھی صفت بیان کی فرمایا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ فرمایا سجدے کرنے والے، اللہ تعالیٰ کے سامنے رونے والے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے فرمایا اس سے مراد میرے نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ تیسیر القرآن والے نے لکھا ہے اس سے مراد میرے نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں اور تفسیر معارف القرآن والے نے ایک انوکھا نکتہ بیان کیا ہے۔ فرمایا لوگو! چار صفتیں اور چار سے مراد میرے نبی ﷺ کے چار یار ہیں۔ فرمایا: وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اس

سے مراد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ اس سے مراد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ اس سے مراد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہیں رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ اس سے مراد سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں، میں صدقے اور قربان جاؤں نہیں سمجھ آئی تو اللہ تعالیٰ کے چھٹے مقام پر ذرا غور کریں۔ آج تمہیں قرآن کہا کہاں سے پڑھ کر سناؤ؟ آج قرآن کی کون کون سی آیت میں تمہارے سامنے رکھوں؟ رب کعبہ کی قسم اٹھا کر کے کہتا ہوں میرا وقت ختم ہوسکتا ہے لیکن قرآن کی وہ آیات ختم نہیں ہوسکتیں جن میں میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں کا ذکر ہو رہا ہے۔ آؤ اللہ تعالیٰ کے قرآن کی ایک اور آیت پر غور کرو۔

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں، اللہ تعالیٰ کا قرآن کہتا ہے:

﴿لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کَجَهْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ٥﴾

(الحجرات: ۲)

فرمایا: میرے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کیا کرو۔ جب میرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم تم میں موجود ہو فرمایا تم میں سے کوئی بھی اپنی آواز کو بلند نہ کیا کرے۔

صحیح بخاری میں روایت آتی ہے میرے آقا علیہ السلام کے ایک صحابی کا نام سیدنا قیس بن ثابت رضی اللہ عنہ ہے ان کی آواز ویسے ہی کچھ اونچی تھی۔ کچھ آدمیوں کی آواز ویسے ہی بلند ہوا کرتی ہے۔ اپنی طرف سے تو وہ آہستہ بولتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے قدرتی طور پر آواز کچھ بلند ہوتی ہے جب انہوں نے قرآن کی یہ آیت سنی تو اپنے گھر چلے گئے۔ ایک دن گزرا دو دن گزرے، تین دن گزرے، چار دن گزرے، کافی دن ہو گئے میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: میرا یار ثابت رضی اللہ عنہ مجھے نظر نہیں آتا۔ پتہ نہیں وہ کہاں چلا گیا ہے؟ ماجرا کیا ہے؟ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی ڈیوٹی لگائی۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں گیا میں نے کہا یار تم گھر کیوں بیٹھے ہو؟ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے جا کر دیکھا سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ چارپائی پر لیٹے ہیں۔ بیماریوں کی وجہ سے برا حال ہوا پڑا ہے۔ آنکھوں سے

آنسو برس رہے ہیں۔ کہا یار تم کس لیے رو رہے ہو؟ فرمایا اللہ کے بندے تمھیں نہیں پتہ؟ آسمانوں سے رب نے قرآن کی آیت نازل کی ہے کہ جو آدمی نبی ﷺ کی آواز سے اونچی آواز کرے گا میں اس کے اعمال ضائع کر کے رکھ دوں گا۔ ہائے میں تو لٹ گیا۔ میری دنیا کی ساری کمائی لٹ گئی۔ میری تو آواز ہی بہت زیادہ ہے۔ قرآن کی یہ آیت میرے ہی متعلق اتری ہے۔ سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ روتے جا رہے ہیں۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ میرے نبی ﷺ کے پاس آئے عرض کی سوہنیا آپ ﷺ کا صحابی تو اس لیے گھر بیٹھا ہوا ہے کہتا ہے ایسا نہ ہو میں مسجد میں جاؤں میں بولوں تو میری آواز نبی ﷺ کی آواز سے اونچی ہو جائے پھر میرا کیا بنے گا؟ اللہ اکبر اللہ

دیکھو! کیسا ادب ہے؟ انہوں نے میرے نبی ﷺ کا ادب کیا ہے۔ میرے محبوب علیہ السلام مسکرا پڑے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں جاؤ ثابت رضی اللہ عنہ کو میرے پاس لے کر آؤ۔ سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ اس طرح مسجد نبوی ﷺ میں آئے میرے نبی ﷺ تشریف فرما ہیں۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں یار تمہارے اعمال ضائع نہیں ہوئے۔ سوہنیا میں تو جہنم والوں میں سے ہو گیا ہوں۔ میری آواز تو آپ ﷺ سے اونچی ہے۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں آج کے بعد غم کرنا چھوڑ دو میں محمد ﷺ اپنی زبان سے ضمانت دے رہا ہوں۔ کائنات کے رب نے تمھیں جنت عطا کر دی ہے۔ فرمایا رب نے تمھیں جنت عطا کر دی ہے۔ میرے یار تمہاری آواز تو ویسے ہی بلند ہے۔ قدرتی طور پر بلند تم اس بات پر پریشان نہ ہوا کرو۔ اللہ اکبر اللہ

میں صدقے اور قربان جاؤں میرے نبی ﷺ کے یاروں کا تذکرہ میں کہاں کہاں سے کروں؟ کہیں سورہ الدھر میں اللہ تعالیٰ میرے آقا علیہ السلام کے یاروں کی سخاوت کا ذکر کرتا ہے۔ فرمایا:

﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝﴾

(الدھر: ۸۔۹)

فرمایا: لوگوں کو کھلانے والے میرے نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ایک دوسرے سے پیار کرنے والے میرے نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم، دشمنوں کے مقابلے میں ڈٹ جانے والے میرے نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ کہیں اللہ تعالیٰ کا قرآن کہتا ہے:

﴿ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيلِ﴾

فرمایا: یہ وہ ہیں جن کا ذکر تورات میں بھی موجود ہیں جن کا ذکر انجیل میں بھی موجود ہے۔

میں نے اپنے پاس سے نہیں کہا، میں نے خطبہ کے شروع میں بھی یہ بات کہی ہے کہ تورات میں میرے آقا علیہ السلام کے یاروں کا ذکر تیرہ جگھوں پر آیا ہے۔ انجیل میں میرے آقا علیہ السلام کے یاروں کا ذکر گیارہ بار آیا ہے۔ زبور میں میرے نبی ﷺ کے یاروں کا ذکر دس جگھوں پر آیا ہے۔ میں کیوں کہہ رہا ہوں؟ اللہ تعالیٰ کا قرآن بتا رہا ہے۔ فرمایا جس طرح تورات میں ہم نے اپنے نبی ﷺ کی شان کو بیان کیا ہے۔ اسی طرح تورات میں ہم نے اپنے نبی ﷺ کے یاروں کی شان کو بھی بیان کیا ہے۔ بلکہ میں نے تو ایک تفسیر میں پڑھا ہے مفسرین رحمہم اللہ لکھتے ہیں لوگو! یہ جو آیت ہے۔

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ﴾ (الفتح: ۲۹)

فرمایا: آپس میں پیار کرنے والے، دشمنوں کے لیے ڈٹ جانے والے، سجدے کرنے والے، رکوع کرنے والے یہ جتنی صفات اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان کی ہیں یہ ساری اللہ تعالیٰ نے تورات میں بھی ذکر کی ہیں۔ اللہ اکبر اللہ

یہ میرے نبی ﷺ کے یار ہیں جن کو آسمانوں کا رب بھی پیار کرتا ہے۔ یہ رب سے پیار کرتے ہیں اور رب ان سے پیار کرتا ہے۔ توجہ کریں ذرا یہ تو قرآن ان کی شان بیان کرتا ہے اور یہ قرآن سے کتنا پیار کرتے ہیں؟ اس پر بھی غور کریں میرے اور

تمہارے پیرو مرشد جناب محمد ﷺ فرماتے ہیں میری امت کے چار قاری بڑے پیارے ہیں فرمایا ان کی آوازیں مجھے بہت اچھی لگتی ہیں کون کون سے؟ فرمایا لوگو! جنہوں نے قرآن سیکھنا ہو وہ میرے آقا علیہ السلام کے ان چار یاروں سے قرآن سیکھ لیا کریں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں سیدنا سالم مولیٰ حذیفہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ یہ میرے نبی ﷺ کے وہ چار قاری ہیں جن کو قرآن کی تلاوت کا اللہ تعالیٰ نے ملکہ عطا کیا ہے۔ اتنی پیاری آوازیں ہیں کائنات کے رب نے اتنی پیاری آوازیں میرے نبی ﷺ کے یاروں کو عطا کی ہیں۔ جو قرآن پڑھتے ہیں تو لوگ قرآن سن سن کر کے خوش ہوتے ہیں۔ میرے نبی ﷺ کے یار قرآن سے پیار کرنے والے قرآن کی تلاوتیں کرنے والے، دن رات قرآن سے محبت و پیار کرنے والے آؤ نہ حدیث کی کتابیں اٹھا کر کے دیکھو، میرے نبی ﷺ کے یاروں نے کس طرح قرآن سے پیار کر کے دکھایا؟ آؤ نہ بخاری اٹھا کر کے دیکھو، مسلم اٹھا کر کے دیکھو، ابو داؤد اٹھا کر کے دیکھو، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مصنف عبدالرزاق، مسند دارمی اٹھا کر کے دیکھو۔ میرے نبی ﷺ کے یاروں نے کس طرح قرآن سے پیار کر کے دکھایا؟

میں صدقے اور قربان جاؤں۔ آؤ ذرا توجہ کرتے جائیں۔ میرے اور تمہارے پیرو مرشد جناب محمد ﷺ نے فرمایا، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں:

((لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ))

صحیح بخاری، صحیح مسلم کی روایت ہے میرے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں نہ دیا کرو۔ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا نہ کہا کرو۔ ان کا مقام کائنات کے رب نے اتنا زیادہ بنا دیا ہے۔ فرمایا: تم میں سے اگر کوئی آدمی احد پہاڑ جتنا سونا رب کے راستے میں خرچ کر دے۔ فرمایا اتنا سونا خرچ کر کے بھی میرے نبی ﷺ کے یاروں کے مقام کو کبھی نہیں پہنچ سکتا۔ جو مقام اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کیا ہے۔ میرے

نبی ﷺ کی ایک اور حدیث پر غور کریں۔ میں صدقے اور قربان جاؤں۔

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: فرمایا لوگو! ڈرو ڈرو میرے نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقام کے بارہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو۔ دو بار میرے آقا علیہ السلام نے یہ لفظ فرمایا آگے میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ بغض نہ رکھا کرو۔ میرے یاروں کے ساتھ عداوت نہ رکھا کرو۔ فرمایا جو آدمی میرے یاروں سے عداوت کرتا ہے فرمایا وہ مجھ سے عداوت کرتا ہے وہ مجھے نقصان پہنچاتا ہے۔ فرمایا: مَنْ اَذَانِیْ ، وہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آگے فرمایا:

((وَ مَنْ اَذَانِیْ فَقَدْ اَذَی اللّٰهَ))

جو آدمی مجھے دکھ دیتا ہے گویا کہ وہ کائنات کے رب کو دکھ دے رہا ہے۔ فرمایا وَمَنْ اَذَی اللّٰهَ اور جو آدمی رب کو دکھ دیتا ہے عنقریب کائنات کا رب اس آدمی سے بدلہ ضرور لے لے گا۔ اس آدمی سے کائنات کا رب خود بدلہ لے گا۔ جو مجھے دکھ دیتا ہے مجھے کون دکھ دیتا ہے؟ حدیث کے الفاظ پر غور کریں۔ فرمایا جو رب کو دکھ دیتا ہے رب اس سے بدلہ لے گا۔ رب کو دکھ کون دیتا ہے؟ جو میرے نبی ﷺ کو دکھ دیتا ہے۔ میرے نبی ﷺ کو دکھ کون دیتا ہے؟ جو میرے نبی ﷺ کے یاروں کو دکھ دیتا ہے۔ رب کعبہ کی قسم اٹھا کر کے کہتا ہوں میرے نبی ﷺ کا ہر صحابی رضی اللہ عنہ مقام والا ہے۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہم کی عظمت بڑی بلند ہے۔ کائنات کے رب نے ان کو صداقت کا پیکر بنایا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا مقام بہت زیادہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عدالت کا پیکر بنایا۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا مقام بہت زیادہ ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو حیا کا پیکر بنایا۔ علی حیدر کرار فاتح خیبر، شیر خدا رضی اللہ عنہ کا مقام بہت زیادہ ہے۔ کائنات کے رب نے ان کو شجاعت عطا فرمائی ہے۔ رب نے دلیری سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو عطا کی ہے۔ آؤ ذرا توجہ کرتے جاؤ۔

میرے آقا علیہ السلام کے ایک صحابی مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں، بیٹھے بیٹھے ایک آدمی داخل ہوا، اس آدمی نے آ کر دو رکعت نماز پڑھی ہے۔ وہ نماز پڑھ کر واپس چلا گیا، جو

لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں جو آدمی ابھی نماز پڑھ کر گیا ہے، یہ آدمی دنیا پر چلتا پھرتا ہی جنتی ہے۔ میرے آقا علیہ السلام کا ایک صحابی کہتا ہے میں پتہ تو کروں، یہ کون سا آدمی ہے؟ جس کو اللہ کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی قرار دیا ہے۔

فرماتے ہیں: میں نے اس آدمی کے پیچھے پیچھے چلنا شروع کر دیا۔ جو آدمی مسجد سے نماز پڑھ کر کے جا رہا تھا، میں نے جا کر کے اس کو پکڑ لیا۔ میں نے کہا: یار! میں تم سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں، جب تم نماز پڑھنے کے لیے آئے تھے، لوگ کہتے تھے یہ آدمی جنتی ہے، مجھے بتاؤ تم کس طرح جنتی ہو؟ تمہارے پاس عمل کیا ہے؟ آگے سے وہ صحابی کہنے لگا: اللہ کے بندے بات سنو! کسی کو جنتی، جہنمی کہنا یہ تو سارا رب کے کنٹرول میں ہے۔ رب ہی جنت دینے والا ہے، اور رب ہی جہنم دینے والا ہے۔ رہ گئی میری بات کہ میں جنتی کس طرح ہوں؟ آؤ میں تمہیں بتاؤں، میرے محبوب کے دور میں ایک دفعہ میں نے رات کو خواب دیکھا، خواب میں کیا دیکھتا ہوں؟ اس طرح ایک بہت بڑا ستون بنا ہوا ہے۔ وہ ستون زمین سے لے کر کے آسمان تک جا رہا ہے۔ میں اس ستون کے پاس کھڑا ہوا ہوں۔ ایک آدمی آیا آ کر مجھے کہتا ہے، یار اس ستون پر چڑھ جاؤ، میں نے کہا: میرے پاس چڑھنے کی طاقتیں نہیں ہیں، میں اس ستون پر نہیں چڑھ سکتا۔ وہ کہنے لگا نہیں یار کوشش تو کرو۔ فرماتے ہیں، اس آدمی نے کوشش کی اور اس طرح میں ستون پر چڑھ گیا اوپر چلا گیا، ابھی میں نے اس ستون کو پکڑا ہی ہوا تھا کہ اچانک خواب ختم ہو گیا۔

صبح کا وقت ہوا، میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، عرضیں کیں سوہنیا رات کو میں نے یہ خواب دیکھا ہے۔ یہ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا خواب ہے، عرضیں کیں سوہنیا رات! کو میں نے اس طرح کر کے خواب دیکھا ہے، میں ستون پر چڑھ گیا ہوں، اس کی تعبیر بتائیں۔ فرمایا: اس طرح میرے آقا علیہ السلام کے دوسرے یار بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہ) میری بات سن لو! وہ جو ستون تم

دیکھ کر کے آئے تھے، اس ستون کا نام دین ہے۔ وہ دین کا ستون ہے اور جس چوٹی پر تم چڑھ گئے تھے۔ وہ چوٹی اسلام کی چوٹی تھی۔ میں محمد (ﷺ) اپنی زبان سے اس بات کی گواہی دے رہا ہوں، اے عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہ)! سنو تم دنیا پر جتنی دیر تک زندہ رہو گے۔ اسلام پر زندہ رہو گے اور جب تمہیں موت آئے گی۔ مرتے ساتھ ہی کائنات کا رب تمہیں جنت کا داخلہ عطا کر دے گا۔ اللہ اکبر اللہ

میرے نبی کریم ﷺ کے یار دنیا پر چلتے پھرتے جنتی تھے۔ جنہوں نے میرے پیرومرشد علیہ السلام سے پیار کر کے دکھایا۔ میرے آقا علیہ السلام کی احادیث سے پیار کر کے دکھایا۔ آؤ ذرا توجہ کرتے جائیں، کتنا پیار میرے نبی کریم ﷺ سے انہوں نے کیا ہے؟

میرے آقا علیہ السلام کے ایک صحابی کو سیدنا عبداللہ ذوالبجادین کہتے ہیں، ابھی انہوں نے کلمہ نہیں پڑھا، مسلمان نہیں ہوئے اور میرے محبوب علیہ السلام کے پاس آ کر کے بیٹھتے اٹھتے ہیں، ایک دن میرے آقا علیہ السلام کے پاس آئے، کلمہ پڑھا اور اپنے گھر میں چلے گئے۔ باپ کہنے لگا: عبداللہ! کیسے آئے ہو؟ اصل نام عبدالعزی یا کوئی اور نام ہے۔ عبداللہ نام تو میرے نبی کریم ﷺ نے خود رکھا ہے۔ فرمایا: میرا دل کرتا ہے میں تمہارا نام عبداللہ رکھوں۔ عبداللہ نام رکھ دیا۔

یہ گھر میں گئے۔ باپ کہنے لگا، کہاں سے آئے ہو؟ فرمایا: میں مسلمان ہو کر کے آ گیا ہوں، کلمہ پڑھ لیا ہے۔ کہا اچھا اگر کلمہ پڑھ لیا ہے تو پھر بات سنو، میرے گھر میں تم داخل نہیں ہو سکتے، میرے گھر سے نکل جاؤ، فرماتے ہیں: کلمہ نہیں چھوڑنا مگر آپ کا گھر چھوڑ سکتا ہوں۔

گھر سے نکلنے لگے تو باپ کہنے لگا، جو بدن پر کپڑے پہنے ہیں، یہ کپڑے بھی میں نے تمہارے پاس نہیں رہنے دینے کہتے ہیں: بابا پھر تو میرے جسم پر کوئی کپڑا بھی نہیں رہ جائے گا۔ کہا نہ نہ چاہے کپڑا رہے یا نہ رہے، لیکن جو کچھ میں نے تمہیں دیا ہے، میں وہ تمہارے پاس نہیں رہنے دوں گا۔ جاؤ تاریخ کی کتابیں اٹھا کر دیکھ لو! میرے نبی

کریم ﷺ کے یار کے سارے کپڑے اتار لیے گئے، نیم برہنہ حالت میں میرے نبی کریم ﷺ کا یار ہے۔ اللہ اکبر اللہ

اس طرح ماں ایک کمرہ میں ہے، ناراض ہوئی ہے۔ جا کر ماں سے کہنے لگے ماں تم میری ماں لگتی ہو، چلو اور کچھ نہیں تو مجھے ایک جوڑا ہی کپڑوں کا دے دو جو پہن کر کے میں اپنے نبی کریم ﷺ کے پاس ہی چلا جاؤں۔ ماں کہنے لگی اگر محمد (ﷺ) کا کلمہ چھوڑو گے تو میں تمہیں لاکھوں سوٹ دے دوں گی۔ لیکن اگر اس کا کلمہ نہیں چھوڑو گے تو جاؤ چلے جاؤ، میں تمہیں ایک ٹکڑا بھی دینے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ بڑی دیر ماں کی منتیں کیں۔ ماں نے ایک چھوٹا سا کپڑا پھینکا۔ اس طرح دروازے سے باہر پھینک دیا، سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کپڑے کو پھاڑ کر دو ٹکڑوں میں تقسیم کر لیا۔ اس طرح ٹکڑوں میں تقسیم کر کے اپنی شرمگاہ کو چھپا لیا۔ رات کا وقت ہے اور آ کر کے میرے نبی کریم ﷺ کے دروازے پر میرے نبی علیہ السلام کا یار آ کر کے بیٹھ گیا، اس طرح تہجد کا وقت ہے۔ میرے نبی کریم ﷺ باہر نکلے تو میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔

((مَنْ اَنْتَ))

تم کون ہو؟ کیسے آئے ہو؟ عرض کرتے ہیں، سوہنیا! میں وہی آدمی ہوں، جس کا نام آپ ﷺ نے عبداللہ رکھا ہے۔ فرمایا: حالت کیا بنائی ہوئی ہے؟ سوہنیا! کیا پوچھتے ہو؟ آقا سوہنیا! مکہ کے ان کافروں نے اور میرے ماں باپ نے میرے کپڑے بھی میرے تن سے اتار دیئے ہیں۔ آقا میں یہ دو ٹکڑے بدن پر باندھ کر کے آپ ﷺ کے پاس پہنچا ہوں، میرے محبوب گھر گئے، گھر سے ایک بڑا کپڑا لا کر کے اس صحابی کو دیا، میں صدقے اور قربان جاؤں۔

وقت گزرتا گیا، گزرتا گیا۔ غزوۂ احد کا موقع ہے، احد کا میدان لگا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے یاروں نے لڑائیاں کی ہیں۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: جاؤ میرے اس صحابی کا پتہ تو کر کے آؤ، پتہ کیا گیا۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ دنیا چھوڑ کر کائنات کے رب کے

پاس پہنچ چکے ہیں، میرے محبوب کو پتہ چلا تو میرے آقا خود گئے، خود جا کر کے میرے آقا علیہ السلام نے اس طرح دونوں ہاتھوں میں لے لیا اور میرے محبوب خود کفن دیا۔ کفن دے کر کے میرے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب اس کو قبر میں لٹانے کی باری آئے تو مجھے بلا لینا۔ جب قبر میں لٹانے کی باری آئی، صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں، محبوب آئیے!

میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود قبر کی لحد میں اتر گئے۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: لاؤ میرے بھائی کو میرے ہاتھوں پر ڈال دو۔ جب میرے آقا کی زبان سے یہ جملہ نکلا تو سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی چیخیں نکل گئیں اور رونا شروع کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں۔ یار اتنا کیوں رو رہے ہو؟ کہتے ہیں اگر مجھ سے سچی بات پوچھو تو آج میں روتا اس لیے ہوں، کاش اس کی جگہ پر میں دنیا چھوڑ کر کے چلا جاتا اور میرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھوں سے مجھے دفن کرتا، یہ کتنا خوش نصیب ہے؟ جس کو میرا محبوب اپنے ہاتھوں سے دفن کر رہا ہے۔ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے پیار کرتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرتے ہیں، میں صدقے اور قربان جاؤں۔ آؤ اگر سمجھ نہیں آئی تو تمہیں میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور صحابی دکھا دوں۔

سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ ان کو غسیل الملائکہ کہا جاتا ہے۔ کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے ہیں۔ عرضیں کرتے ہیں، سوہنیا میں نکاح، شادی کرنا چاہتا ہوں، میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: یار! بتاؤ تمہارے پاس کوئی چیز بھی ہے؟ عرض کرتے ہیں: محبوب ایک کنگن (چھلا) ہی موجود ہے۔ الغرض بات مختصر میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی شادی کروا دی۔ نکاح ہو گیا، آج شادی ہوئی ہے۔ رات گزاری ہے، صبح کا وقت ہے۔ ادھر سے میرے محبوب علیہ السلام نے منادیاں کروا دیں۔

فرمایا: لوگو! جہاد کے لیے نکلو۔ آؤ اللہ تعالیٰ کے دین کے غلبہ کے لیے نکلو۔ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یار اٹھا۔ اتنی جلدی سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ اٹھے، اتنی تیزی سے اٹھے کہ سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کو غسل کرنا بھی یاد نہ رہا، اتنا جہاد کا شوق ہے، اتنا پیار میرے آقا علیہ السلام کے

ساتھ ہے، اس طرح میدان میں لڑائی کے لیے گئے ہیں۔ لڑائی کرتے جا رہے ہیں۔ ایک ظالم نے سینے پر زور سے نیزہ مارا، سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کے سینے پر نیزہ لگا، روح پرواز کر گئی۔ دنیا چھوڑ کر کے چلے گئے۔ جنگ ختم ہو جانے کے بعد میرے محبوب علیہ السلام فرماتے ہیں: فرمایا: پتہ کرو میرا کون کون سے یار دنیا چھوڑ کر کے گئے ہیں؟ ساری لاشیں مل گئیں، مگر سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کی لاش نہیں مل رہی، بہت زیادہ تلاش کیا لیکن سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کی لاش نظر نہیں آ رہی، آسمانوں سے رب نے جبورائیل علیہ السلام کو بھیج دیا۔ فرمایا: محبوب پیارے آپ کا جو صحابی حنظلہ رضی اللہ عنہ ہے، اس کے لیے پریشان نہ ہوں، اس نے غسل نہیں کیا تھا، اور ویسے ہی شہید ہو گیا ہے، دنیا چھوڑ کر کے چلا گیا ہے۔ میں نے آسمانوں سے فرشتوں کو بھیج دیا ہے، فرشتے آپ کے صحابی کو خود اپنے ہاتھوں سے غسل دے رہے ہیں، کچھ دیر کے بعد کچھ دور جنگل میں سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کی لاش ملی ہے۔ سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کے بدن سے اس طرح پانی کے قطرے زمین پر گر رہے ہیں، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: دیکھو نہ میرے صحابی کو کائنات کے رب نے فرشتوں کے ذریعے غسل دے دیا ہے۔ اللہ اکبر اللہ

میرے آقا علیہ السلام نے اس طرح کو دسیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کو اپنی گود میں لٹایا۔ اس طرح میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کا سر اپنی گود میں رکھا ہے، میرے محبوب نے اپنے صحابی کا ماتھا چوما، اچانک میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ پھیر لیا، وہاں سر کو رکھ کر کے میرے آقا علیہ السلام ایک طرف آ گئے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پریشان ہو گئے ہیں، پتہ نہیں کیا بات بنی ہے؟ آقا علیہ السلام کو اس کی کوئی بات یاد آ گئی ہوگی۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کہتا ہے: سوہنیا! کیوں اٹھ کر آ گئے ہو؟ اس کا کوئی گناہ یاد آ گیا ہے؟ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، اس کا کوئی گناہ یاد نہیں ایا، اس طرح جب میں نے اس کا سر اپنی گود میں رکھا، آسمانوں سے رب نے اس کی دو بیویاں دو حوریں بھیجی ہیں، جو جنت میں سے انگوروں کے خوشے لے کر کے آئی ہیں۔ یہ آ کر کے جب کھلانے لگیں تو میں ایک

سائیڈ میں ہوگیا کہ کہیں میں اپنے اس پیارے صحابی کے اس وجود پر کام پر کوئی خلل پیدا نہ کر دوں۔ فرمایا: آسمانوں سے حوریں میرے محبوب کے اس یار کو آسمانوں کے پھل کھلانے کے لیے آئی ہیں۔

اللہ کی قسم اٹھا کر کے کہتا ہوں، کائنات کے لوگو! آسمانوں کا رب بھی ان سے پیار کرتا ہے، میرا محبوب بھی ان سے پیار کرتا ہے اور میں رب کعبہ کی قسم اٹھا کر کے کہتا ہوں، یہ بھی میرے نبی کریم ﷺ سے پیار کرتے ہیں، یہ بھی اللہ تعالیٰ کے قرآن سے پیار کرتے ہیں، یہ بھی میرے نبی کریم ﷺ کی ذات سے پیار کرتے ہیں۔ اسی لیے تو رب کے قرآن نے بات کہہ دی ہے۔ فرمایا:

﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ اُولٰٓئِكَ حِزۡبُ اللّٰهِ اَلَاۤ اِنَّ حِزۡبَ اللّٰهِ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ۝﴾ (المجادلہ: ۲۲)

فرمایا: اللہ ان پر راضی اور یہ اللہ پر راضی ہیں، رب ان پر راضی اور یہ رب پر راضی ہیں۔ آگے کائنات کے رب نے جھگڑا ہی ختم کر دیا۔

فرمایا:

﴿اُولٰٓئِكَ حِزۡبُ اللّٰهِ﴾

یہ میرے محبوب کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کوئی عام نہیں، بلکہ اللہ کا لشکر ہے، یہ اللہ کی جماعت ہے، یہ اللہ کے مجاہد ہیں، کائنات کے رب کے تیار کردہ جماعت اور فوجی ہیں۔ فرمایا:

﴿اُولٰٓئِكَ حِزۡبُ اللّٰهِ اَلَاۤ اِنَّ حِزۡبَ اللّٰهِ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ۝﴾

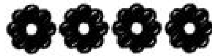
وہی عـلـیٰ جو قرآن کے شروع میں میرے نبی کریم ﷺ کو مکہ کے کافروں نے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو طعنہ دیا، وہاں بھی رب نے لفظ علیٰ استعمال کیا۔ وہاں بھی کہا: خبردار. اور یہاں بھی رب نے کہا عـلـی خبردار! سنو کائنات والو! کوئی جو مرضی کر لے، دنیا پر کامیاب ہونے ہیں تو میرے نبی علیہ السلام کے یار ہی کامیاب ہونے ہیں۔ فتح میرے محبوب کے یاروں کو رب نے دینی ہے۔

جنہوں نے میرے نبی کریم ﷺ کے ہر موقع پر آپ ﷺ کا ساتھ دیا۔ جہاں میرے آقا علیہ السلام کے پسینے کا قطرہ گرا، وہاں انہوں نے اپنا خون گرا کر کے میرے محبوب کے ساتھ محبت کا دم بھرا۔ آسمانوں کے رب کو پھر اعلان کرنا پڑ گیا، لوگو! ان کو عام نہ سمجھنا یہ تو میری اپنی جماعت ہے یہ میرا اپنا لشکر ہے، یہ جہاں جائیں گے میں ان کو کامیابیاں عطا کر دوں گا، اور تاریخ کی کتابیں اٹھاؤ۔

جس طرف کو میرے نبی کریم ﷺ کے یار گئے، قیصر و کسریٰ کو گئے فتح کر دیا۔ روم اور فارس کو گئے فتح کر دیا۔ آذربائیجان کو گئے فتح کر دیا۔ مکہ کے کافر نیست و نابود ہو گئے۔ آسمانوں کے رب کا اعلان سچا ہو گیا، فرمایا: میں ان کو فلاح دوں گا۔ میں ان کو کامیابی دوں گا۔ کیوں؟ ان کے دلوں کے عقیدے اور ایمان کو میں نے خود چیک کیا، خود دیکھا ہے، مجھے دنیا پر یہ سب سے پیارے لگے ہیں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کے یاروں سے پیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا﴾(الاحزاب:۲۳)

ہر قسم کی حمد و ثنا اللہ جل شانہ کی ذات اقدس کے لیے ہے، درود وسلام آقائے کائنات سید الاولین والآخرین، امام اعظم، امام کائنات، امام المرسلین، امام المجاہدین جناب محمد ﷺ کی ذات اقدس، اطہر، اعلیٰ وبالا کے لیے ہوں۔

حضرات ذی وقار! اللہ تعالیٰ کا نہایت ہی فضل وکرم ہے کہ اس کی توفیق خاص سے ہم اس مقام پر جمع ہوئے ہیں دعا کرو، اللہ تعالیٰ میرا اور تمہارا اس مقام پر جمع ہونا اپنی بار گاہ میں قبول ومنظور فرمائے آمین، آج سے چودہ پندرہ سو سال قبل غالباً اس سے بھی زیادہ دیر عرب کا وہ علاقہ کہ جس علاقہ کو پوری دنیا کا سب سے زیادہ ان پڑھ علاقہ سمجھا جاتا تھا جہاں کے رہنے والے لوگ بدو کہلایا کرتے تھے جہاں کے رہنے والے لوگ انسانیت کے تقاضوں سے دور اور بہت دور جا چکے تھے دین حنیف کو چھوڑ کر، دین ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں کو چھوڑ کر انہوں نے اپنی معشیت کے مطابق ہی ایک دین تیار کر لیا انہوں نے اپنے ذہن کے مطابق ہی ایک قانون تیار کر لیا جو ذہن میں آیا اسے مان لیا جو ذہن میں نہ آیا اسے نہ مانا ان کے لیے شریعت وہ ہے جو ان کی عقل تسلیم کرے جو بات عقل تسلیم کرتی ہے وہی ان کا دین اور مذہب ہے اور جو بات ان کی عقل تسلیم نہیں کرتی، وہ نہ دین ہے نہ شریعت ہے وہ کچھ بھی نہیں۔

نبی کریم ﷺ کے کئی ایک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کلمہ پڑھنے کے بعد میرے

محبوب علیہ السلام کے ساتھ ایسی گفتگو کیا کرتے تھے کہ جناب اسلام کے آنے سے پہلے ہم دل میں یہ بات سوچتے تھے کہ رب ایک ہے اس اکیلے رب نے آسمان کو بھی بنایا، زمین کو بھی اکیلے نے ہی بنایا، روزیاں بھی اکیلا ہی دیئے جارہا ہے، بیٹے بھی اکیلے ہی دیے جارہا ہے بارش بھی اکیلا ہی برسائے جارہا ہے، ایک پورے شہر کا قانون ایک آدمی اپنے قبضہ میں نہیں کرسکتا اس کے لیے بھی کئی آدمیوں کی ضرورت ہے اور وہ رب اکیلا اتنا کچھ کیسے کررہا ہے؟ ہرگز اکیلا نہیں، عقل کہتی ہے کہ اتنا کچھ ایک آدمی یا ایک ذات نہیں کر سکتی، ہزاوہ اکیلا نہیں، اس نے ڈیوٹیاں لگادی ہیں تم بیٹے دو گے، تم بیٹیاں دو گے تم بارش برساؤ گے تم نفع دو گے، تم نقصان دو گے کیوں؟ عقل نہیں مانتی کہ اکیلا رب سب کچھ کر سکتا ہے۔ لیکن دین اس چیز کا نام ہے عقل مانے یا نہ مانے جو بات محبوب علیہ السلام کے لبوں سے نکل آئی ہے، کائنات بدل سکتی ہے مگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان غلط نہیں ہوسکتی، یہ اسلام نے ہمیں سبق دیا، جو سبق عرب کے لوگوں میں پہلے موجود نہیں تھا جب ان کو یہ سبق بتایا گیا، اس وقت وہ لوگ خون کے پیاسے بن گئے وہ لوگ اس وقت قتل پر اتر آئے۔ اللہ اکبر اللہ

اسلام کے ابتدائی ایام ہیں، اللہ تعالیٰ کا قرآن بڑے احسن انداز کے ساتھ بیان کر رہا ہے ایک دن میرے محبوب علیہ السلام مکہ سے باہر بہت دور ایک پہاڑ غار میں میرے محبوب علیہ السلام نے ایک فرشتے کے ساتھ ملاقات کی یعنی غار حراء میں پھر میرے آقا علیہ السلام گھر میں آگئے اور فرمایا:

((زَمِّلُوْنِیْ دَثِّرُوْنِیْ))

میری طبیعت اس قدر خراب ہے میں آرام کرنا چاہتا ہوں، میرے محبوب علیہ السلام کو لٹا دیا گیا، سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لٹایا اور پھر اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اپنا دوسرا قانون اور دوسرا حکم میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا۔ آؤ ذرا اللہ تعالیٰ کے قرآن پر غور کریں، دعا ہے کہ میں جو کچھ سناؤں، اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل

کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین الہ العالمین نے فرمایا، پروردگار عالم کا قرآن بیان کر رہا ہے آسمانوں کے رب نے میرے نبی کریم ﷺ کو حکم کیا فرمایا؟ فرمایا!

﴿یٰاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ۝﴾

(المدثر: ١ـ٤)

اللہ تعالیٰ کے قرآن کا ایک اور مقام سنو میرے نبی کریم ﷺ کو آسمانوں کا رب حکم دے رہا ہے فرمایا:

﴿وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ تَشْرِیح﴾ (الشعراء: ٢١٤)

فرمایا: اے کملی اوڑھ کر کے سونے والے میرے محبوب علیہ السلام اٹھو اور اٹھ کر کے اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کرو، اٹھو اور اٹھ کر کے عرب کے جاہلوں کو اللہ تعالیٰ کی توحید بتائیں، میرے محبوب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم کی پیروی کرتے ہوئے مکہ کے لوگوں تک دین پہنچانا شروع کر دیا ایک دن میرے آقا علیہ السلام کوہ صفا کی بلندی پر پہنچ گئے۔ اور میرے آقا علیہ السلام نے ادھر والوں کو بھی بلایا میرے نبی کریم ﷺ نے ادھر والوں کو بھی بلایا، سارے عرب کے قبائل وہ لوگ جو کوہ صفا کے گرد ونواح میں رہنے والے تھے میرے نبی کریم ﷺ کے پاس آگئے جمع ہو گئے۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں مجھے بتاؤ میرے بارہ میں تمہارا کیا خیال ہے؟ کہتے ہیں ہمارا خیال یہ ہے کہ آپ ﷺ کی زبان سے جب بھی نکلتا ہے سچ ہی نکلتا ہے۔ آپ ﷺ سچ کے علاوہ کچھ نہیں بولتے ہو، آپ کی زبان جب بھی بولتی ہے سچ کے موتی ہی بکھیرتی ہے، میرے محبوب علیہ السلام فرماتے ہیں ہاں اگر میں سچ بولتا ہوں تو آج میں ایک سچ اور بولنا چاہتا ہوں آج ایک اور حقیقت پیش کرنا چاہتا ہوں۔

آقا علیہ السلام فرماتے ہیں:

((قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تَمْلِكَ الْعَرَبَ وَالْعَجَمَ))

اے لوگو! بات سنو! کہہ دو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی الہ نہیں، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی مشکل کشاء نہیں، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی حاجت روا نہیں، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی

بگڑیاں بنانے والا نہیں۔ اللہ اکبر اللہ

ہے ذات واحد عبادت کے لائق
زبان اور دل کی ریاضت کے لائق
لگاؤ تو لو اپنی اس سے لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

اے پتھروں کو پوجنے والو سجدہ رب تعالیٰ کو کیا کرو، اے درختوں کو پوجنے والو! سجدہ رب تعالیٰ کو کیا کرو، اے پتھروں کی صورتوں کو پوجنے والو سجدہ رب تعالیٰ کو کیا کرو، میرے محبوب علیہ السلام کی زبان سے نکلنے والا یہ جملہ مکہ کے کافروں کو زہر لگا اور مکہ کے کافر میرے محبوب علیہ السلام کی جان کے دشمن بن گئے ابو جہل نے الگ میٹنگیں شروع کر دیں، ابولہب نے الگ کانفرنسیں شروع کر دیں، عتبہ شیبہ نے الگ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم کرنے کے پروگرام شروع کر دیئے، کہیں چوکوں میں میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی جا رہی ہیں کہیں بازاروں میں میرے محبوب علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر پتھر مارے جا رہے ہیں ایک دن میرے آقا علیہ السلام تشریف فرما ہیں، میرے آقا علیہ السلام کا ایک صحابی رضی اللہ عنہ آیا عرض کرتا ہے، سوہنیا! یہ جو مکہ کے کافر ہیں یہ مذمم کو گالیاں دیتے ہیں سوہنیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مذمم بلاتے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلاتے بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مذمم کہہ کر بلاتے ہیں مذمم کا معنیٰ مذمت کیا گیا مذمم کا معنیٰ ذلیل کیا گیا سوہنیا ایک تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مذمم کہتے ہیں، ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں بھی دیتے ہیں میرے آقا علیہ السلام مسکرا پڑے، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: یار تم پریشان کس لیے ہو؟ وہ تو گالیاں مذمم کو دیتے ہیں اور میرا نام تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے کائنات کے رب نے میرا نام ہی مکہ کے کافروں سے بچالیا ہے وہ تو مذمم کو گالیاں دیتے ہیں پتہ نہیں مذمم کون ہے؟ میں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں، اس طرح میرے آقا علیہ السلام کو مکہ کے کافروں نے گالیاں دینا شروع کر دیں اور اکیلا میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی نہیں بلکہ میرے آقا علیہ السلام کے یاروں کو بھی

گالیاں نکالنا شروع کر دیں۔

لیکن آؤ بنگلہ کے باسیو میرے نبی کریم ﷺ کی بات اپنے دل کی تختیوں پر لکھ کر کے لے جاؤ آج تک میرے نبی کریم ﷺ نے کسی گالی دینے والے کو گالی کا جواب نہیں دیا، گالی نکالنے والا زمین پر کھڑے ہو کر کے گالی نکالتا ہے جواب دینے والا آسمانوں سے جواب بھیجتا ہے میں صدقے اور قربان جاؤں، پتہ چلا میرا نبی کریم ﷺ گالیاں سن کر بھی گالیاں نکلوانے والا نہیں میرا محبوب علیہ السلام گالیاں سن کر بھی دعائیں دینے والا ہے، ادھر مکہ کے کافر گالیاں نکالتے ہیں میرا نبی کریم ﷺ ان کو قرآن کی آیات پڑھ پڑھ کر سناتا ہے۔ سبحان اللہ! ایک دن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مکہ کے ایک چوک میں کھڑے ہیں ایک مکہ کا چودھری اس طرح سامنے آیا اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لڑنا شروع کر دیا، لڑائی کرنی شروع کر دی، لڑائی کرتے کرتے غصے میں آ گیا اور غصے میں آ کر کے اس نے گالیاں نکالنا شروع کر دیں ایک گالی دی دو گالیاں دیں تین گالیاں دیں، ادھر سے میرے محبوب نبی کریم ﷺ بھی چلتے چلتے آ گئے، میرے آقا علیہ السلام بھی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کے کھڑے ہو گئے ہیں وہ گالیاں نکالتے جا رہا ہے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سنتے جا رہے ہیں میرے محبوب بھی اس کی گالیاں سنتے جا رہے ہیں اس نے اتنی گالیاں دیں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے برداشت نہ ہوا غصے میں آ گئے غصے میں آ کر ایک گالی کا جواب دے دیا جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زبان سے گالی کا جواب نکلا تو میرے نبی کریم ﷺ نے اس طرح سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دور جانا شروع کر دیا، اس طرح میرے آقا علیہ السلام جا رہے ہیں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دوڑتے دوڑتے میرے نبی کریم ﷺ کے پاس آئے ہیں عرضیں کرتے ہیں محبوب پیارے آپ ﷺ تو ناراض ہو کر کے جا رہے ہو، اس نے مجھے اتنی گالیاں دی ہیں اور میں نے ایک ہی گالی کا جواب دیا ہے، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: ابوبکر رضی اللہ عنہ! سنو تمہیں پتہ ہے میں تمہارے پاس کیوں کھڑا ہوا تھا؟ فرمایا جی محبوب جی کیوں کھڑے تھے؟ فرمایا جب وہ تمہیں گالیاں

دے رہا تھا آسمانوں سے رب نے دو فرشتے بھیجے تھے جو تمہاری گالیوں کا جواب اسے دے رہے تھے مگر جب تم نے گالی کا جواب دیا تو وہ فرشتے بھی چلے گئے اور میں بھی تمہارے پاس سے واپس آ گیا۔ اللہ اکبر اللہ

میرے بھائیو! میرے نبی کریم ﷺ کی تربیت کیا ہے؟ میرے محبوب علیہ السلام کی سیرت کیا ہے؟ کوئی گالی بھی دے تو درگزر کیا کرو کوئی برا بھی کہے تو محبت سے سن لیا کرو میرے محبوب علیہ السلام نے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں بعض روایات میں چار نشانیوں کا بھی ذکر آیا ہے وہ نشانیاں کون کون سی ہیں؟ فرمایا:

((اِذَا حَدَّثَ كَذَّبَ))

فرمایا: کائنات والو! منافق جب بھی بات کرے گا جھوٹ بولے گا۔ دوسرے نمبر پر فرمایا:

((وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ))

فرمایا: منافق بندہ جب بھی وعدہ کرتا ہے تو وعدے کی خلاف ورزی کرتا ہے۔
تیسرے نمبر پر فرمایا:

((وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ))

فرمایا: کائنات والو جب اس کے پاس امانت رکھی جاتی ہے تو یہ خیانت کرتا ہے
اور چوتھے نمبر پر فرمایا:

((وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ))

فرمایا: منافق آدمی جب غصے میں آ جاتا ہے تو غصے میں آ کر کے گالیاں نکالنے لگ پڑتا ہے یہ منافق کی علامت ہے مومن کی علامت نہیں میرے نبی کریم ﷺ نے ابتدائی دور میں مکہ کے کافروں سے گالیاں سنیں مگر میرے آقا علیہ السلام نے بد دعائیں نہیں کیں، ایک دن میرے آقا علیہ السلام اس طرح مکہ سے باہر گئے ہیں ابو جہل بھی چلتا چلتا آ گیا اس طرح میرے آقا کے سامنے کھڑے ہو کر کے گالیاں نکالے جا رہا ہے، میرے

نبی کریم ﷺ کو اتنی گالیاں دیں میرے محبوب علیہ السلام نے اپنا چہرہ مبارک نیچے کیا ہے ابوجہل گالیاں نکالتے جارہا ہے گالیاں نکالتے جارہا ہے اس نے جب دیکھا کہ آقا تو خاموش کھڑے ہیں اس نے اس طرح نیچے سے پتھر اٹھایا اور پتھر اٹھا کر کے زور سے میرے نبی کریم ﷺ کے سر میں مار دیا، میرے نبی کریم ﷺ کے سر میں پتھر آ کر کے لگا میرے محبوب علیہ السلام کا سر پھٹ گیا زخمی ہو گیا میرے آقا علیہ السلام نے پھر بھی ابوجہل کو کچھ نہیں کہا ہے ابوجہل گالیاں نکالتا نکالتا بکواس کرتا کرتا اپنے گھر چلا گیا ایک لونڈی سامنے کھڑی سارا منظر دیکھ رہی تھی سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ میرے نبی کریم ﷺ کے پیارے صحابی ہیں، حمزہ رضی اللہ عنہ کون ہے؟ میرے نبی کریم ﷺ کا چچا حمزہ رضی اللہ عنہ ہے حمزہ رضی اللہ عنہ کون ہے؟ میرے نبی کریم ﷺ کا رضاعی بھائی حمزہ رضی اللہ عنہ ہے کون حمزہ رضی اللہ عنہ ہے؟ مکہ کا بہت بڑا پہلوان حمزہ رضی اللہ عنہ ہے تیرانداز اور بڑا اجرائت والا میرے آقا کا صحابی رضی اللہ عنہ چچا حمزہ رضی اللہ عنہ ہے۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ شکار کے لیے مکہ سے باہر گئے تھے اس طرح شام کا ٹائم ہے اور واپس آ رہے ہیں جلدی جلدی واپس آ رہے ہیں اس لونڈی نے سردار حمزہ رضی اللہ عنہ کو آواز لگا دی کہنے لگی سردار حمزہ رضی اللہ عنہ کو میری بات سنو! سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ رک گئے ٹھہر گئے فرمایا بولو بی بی کیا بات کرنا چاہتی ہو؟ وہ لونڈی کہنے لگی: اے حمزہ رضی اللہ عنہ میں تم سے یہ بات کرنا چاہتی ہوں، آپ رضی اللہ عنہ کا قریش میں رہنے کا کوئی حال نہیں، اس سے تم مر جاؤ تو ہی اچھا ہے جب اتنا بڑا جملہ اس لونڈی نے اپنی زبان سے نکالا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بتاؤ تو سہی کیا بات ہے؟ کہنے لگی آج میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ابوجہل محمد ﷺ کو گالیاں نکال کر گیا ہے۔ آج ابوجہل نے بہت ہی گالیاں دی ہیں اتنی گالیاں نکالیں کہ پھر غصے میں آ کر کے پیارے نبی ﷺ کے چہرے پر اس ظالم نے پتھر بھی مارا ہے اور ساتھ ایک بڑا پیارا جملہ کہتی ہے کہنے لگی آج دنیا پر عبداللہ زندہ ہوتا تو پھر ابوجہل کو پتھر مارنے کا پتہ چل جاتا، آج دنیا پر ماں آمنہ زندہ ہوتی تو ابوجہل کو مارنے کا پتہ چل جاتا، آج اس کا باپ جو دنیا پر نہیں ہے، اس لیے ہی اسے کوئی نہیں

پوچھتا، آج اس کی ماں دنیا پر کوئی نہیں اس لیے ہی تو تم اس کا خیال نہیں کرتے، سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو اس بات کا بڑا دکھ لگا، فرمایا: ابھی ٹھہر جاؤ، سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے تیروں والی کمان اس طرح ہاتھ میں پکڑی ہے تیزی سے چلتے چلتے مکہ کے بازار میں جا رہے ہیں ابو جہل اپنی مجلس لگا کر کے بیٹھا ہے اپنے یاروں سے باتیں کر رہا ہے اور فخر کر رہا ہے کہتا ہے آج تو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سر پھاڑ کر کے آیا ہوں معاذ اللہ آج تو میں اسے بہت ہی گالیاں دے کر کے آیا ہوں۔ معاذ اللہ

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ مجلس چیرتے ہوئے اس کے پاس پہنچے اور سردار حمزہ رضی اللہ عنہ نے زور سے تلوار اس ظالم کے سر میں ماری اس طرح ابو جہل کا سر پھٹ گیا فرمایا: بات سنو! اگر آج کے بعد میرے بھتیجے کی طرف انگلی کرو گے تو حمزہ رضی اللہ عنہ تمہاری انگلی کاٹ کر پھینک دے گا آج کے بعد اگر گندہ ارادہ لے کر کے میرے بھتیجے کی طرف جاؤ گے تو یاد رکھنا حمزہ رضی اللہ عنہ تم سے بدلہ لینے والا دنیا پر زندہ ہے تم نے کیا سمجھا ہے؟ میرے بھتیجے کا کوئی نہیں ہے آج کے بعد میں اپنے بھتیجے کی رکھوالیاں کروں گا۔ اللہ اکبر اللہ

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اسی طرح چلتے چلتے میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آئے ہیں آ کر کہتے ہیں اے میرے پیارے بھتیجے خوش ہو جاؤ کسی بات کا غم نہ کرو آج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدلہ ابھی ابھی ابو جہل سے لے کر کے آیا ہوں اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر پھاڑا ہے میں بھی اس کا سر پھاڑ کر کے آ گیا ہوں اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی ہیں اور میں اس سے بڑھ کر کے اس کو گالیاں دے کر آیا ہوں میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اس طرح نیچے کیا ہوا ہے؟

اللہ کی قسم اگر میرے پاس کائنات کی دولتیں ہوں تو میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتوں پر قربان کردوں میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک پر قربان کردوں، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر میں پتھر کھانے کے بعد بھی دکھ دینا برداشت نہیں کرتا۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چوکوں میں گالیاں کھانے کے بعد بھی دکھ دینا گوارا نہیں کرتا، جب میرے آقا علیہ السلام نے اس

طرح اپنا چہرہ مبارک اوپر کو اٹھایا آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، اے میرے چچا کیا کر کے آئے ہو؟ فرمایا: اے میرے بھتیجے میں تمہارا بدلہ لے کر کے آیا ہوں، میں ابوجہل کا سر پھاڑ کر کے آ گیا ہوں، فرمایا اے میرے چچا میری بات سنیں آپ رضی اللہ عنہ کے سر پھاڑنے سے مجھے خوشی نہیں ہوئی، آپ رضی اللہ عنہ کے بدلہ لینے سے مجھے خوشی نہیں ہوئی، میں آپ رضی اللہ عنہ پر راضی نہیں ہوں، فرمایا: اچھا میرے بھتیجے بتاؤ تم مجھ پر راضی کیسے ہو گے؟ فرمایا چچا مجھے راضی کرنا ہے تو آپ زبان سے کلمہ پڑھ دیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی راضی ہو جائے گا، آسمانوں کا رب بھی راضی ہو جائے گا فرمایا کلمہ پڑھ لیں۔ سبحان اللہ! میں صدقے اور قربان جاؤں۔

آج لڑائی کس بات کی ہے؟ آج جناب علاقوں میں خاندانوں میں سات سات قتل ہو جاتے ہیں پوچھا جائے کیوں ہوتے ہیں کہتا ہے جناب اس نے میرے دادا کو مارا ہے میں نے اس کے دادا کو مار دیا اس نے میرے ماما کو مار دیا میں نے اس کے ماما کو مار دیا سات سات قتل ہو رہے ہیں انتقامی طور پر قتل کیے جاتے ہیں پوچھا جائے امت کس کی ہو؟ تو نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لیتے ہیں اور میرا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو سر میں پتھر کھانے کے باوجود بھی لوگوں کو معاف کرتا ہے۔ سبحان اللہ!

میرے آقا علیہ السلام تو گالیاں نکالنے والوں کی گالیاں بھی برداشت کرتے ہیں ادھر گالیاں نکالنے والا میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نکالتا ہے ادھر میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

اوئے پتھر مارن والیا سائیاں جے توں میرے نیڑے آنویں
ایسا تینوں گل نال لانواں توں سدھا ای جنت جانویں

اللہ اکبر اللہ میں صدقے اور قربان جاؤں، میرے آقا نے کیا فرمایا؟ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

انج تے پانویں توں سارے کافراں نوں مار دے
میں تیں راضی پانویں مکے نوں اجاڑ دے

ہاں مینوں جے راضی کرنا فیر کلمہ پکار دے

سن کے ہوش کھلی حمزہ سردار دی

اللہ اکبر اللہ! میں صدقے اور قربان جاؤں میرے محبوب علیہ السلام کی زبان سے یہ جملہ نکلا، سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرہ اس طرح زمین کی طرف جھکایا کچھ دیر سوچا مستدرک حاکم کی روایت ہے جلد نمبر تین اور صفحہ نمبر ترانوے پر یہ روایت موجود ہے، سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے کچھ دیر سوچا اور کچھ دیر کے بعد اس طرح میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں میں نظریں ڈالیں سبحان اللہ میں تو آگے بھی کہا کرتا ہوں جس کی نظریں میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں میں مل جائیں جن پر میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظریں پڑ جائیں کائنات کا رب چاہے رنگ کے کالے ہوں تب بھی جنت کا داخلہ عطا کر دیتا ہے میرے آقا علیہ السلام نے اس طرح سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ عرضیں کرتے ہیں میرے پیارے بھتیجے اگر اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر راضی ہیں تو لاؤ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ آگے کریں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کلمہ پڑھ لیتا ہوں اس طرح میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ آگے کیا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ رکھا اور زبان سے پڑھتے ہیں۔

((اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ))

کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔

فرمایا: میرے بھتیجے اب میری بات سن لو! آج کے بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھ چکا ہوں اور سردار حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیغام سارے مکہ کے کافروں تک پہنچا دو آج کے بعد جو آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گندی نظر کر کے دیکھے گا حمزہ رضی اللہ عنہ اس کی آنکھیں نکال کر کے رکھ دے گا آج کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں اشارہ کریں گے حمزہ رضی اللہ عنہ وہاں اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دے گا میں صدقے اور قربان جاؤں۔ سبحان اللہ

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے شانہ بشانہ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں ہر جگہ میرے آقا علیہ السلام کے ساتھ چلنے والے۔ پھر ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں پہنچ گئے۔ کائنات والو! ذرا توجہ کرو، فقیر کی باتیں دل کی تختیوں پر نوٹ کر کے لے جاؤ جب ہجرت کر کے آقا علیہ السلام مدینہ منورہ آ گئے ادھر سے کفار تیار ہو کر کے مدینہ کی طرف آ رہے ہیں کہتے ہیں آج ہم مسلمانوں کو نہیں چھوڑیں گے آج ان کو ایک ایک کر کے ہم ماردیں گے ساتھ کنجریاں لے کر کے آئے ہیں ساتھ شرابیں لے کر کے آئے ہیں پہلا معرکہ اسلام کا کھڑا ہو رہا ہے ادھر سارا کفر ہے ادھر میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یار ہیں، میرے محبوب علیہ السلام نے اس طرح اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تیار کر لیا ہے میرے آقا علیہ السلام کے یاروں کی تیاریاں ہو گئی ہیں بدر کی لڑائی کے لیے تیار ہو گئے ہیں صحیح بخاری کتاب المغازی میں یہ روایت موجود ہے صفحہ نمبر ۵۵۵ پر یہ روایت موجود ہے، میرے محبوب علیہ السلام کو خبر پہنچی سوہنیا مکہ کے کافر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں آ گئے ہیں ایک ہزار کا لشکر لے کر کے آئے ہیں ہاتھوں میں تلواریں پکڑ کر کے آئے ہیں اپنے آپ پر زرہ پہن کر کے آئے ہیں شرابیں پیتے ہوئے آ رہے ہیں سوہنیا کنجریاں نچاتے ہوئے آ رہے ہیں میرے آقا علیہ السلام نے اس طرح اپنے یاروں کو جمع فرمایا۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں ساتھیو تمہیں پتہ ہو گا مکہ کے کافر مقابلہ کرنے کے لیے آ رہے ہیں۔

میرے آقا علیہ السلام کا ایک صحابی رضی اللہ عنہ کھڑا ہو گیا، ان کے نام سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ ہے یہ اس طرح مجلس میں سے اٹھ کر کے کھڑے ہو گئے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، مقداد رضی اللہ عنہ کیا کہنا چاہتے ہو؟ عرض کرتا ہے سوہنیا آپ رضی اللہ عنہ مجھے پریشان لگ رہے ہو آقا غم کرنے کی ضرورت نہیں، ہم موسیٰ علیہ السلام کے یاروں کی طرح نہیں ہیں کہ کھاتے وقت سب سے آگے ہوں اور جب لڑائی کا وقت آئے تو کہتے ہیں۔

((فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا))

موسیٰ علیہ السلام ہم لڑ نہیں سکتے خود چلے جاؤ اور اپنے رب کو ساتھ لے کر کے چلے جاؤ

دونوں لڑ کر کے آ جاؤ، سوہنیا! ہم ان کی طرح نہیں ہیں، آقا علیہ السلام میں اپنے سارے یاروں کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کر رہا ہوں آج کے بعد اشارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کریں اور بدر کے میدان میں کافروں کی لاشوں کے ڈھیر لگائیں گے تو الحمد للہ ہم لگائیں گے، میرے آقا علیہ السلام کے صحابی رضی اللہ عنہ کا جملہ سن کر کے میرے آقا علیہ السلام کا چہرہ کھل گیا میرے آقا علیہ السلام مسکرا پڑے اور آقا علیہ السلام نے مسکرا کر کے اس طرح آسمانوں کی طرف اپنے ہاتھوں کو اٹھایا توجہ کریں کائنات والو! آج امت مسلمہ پر بھی وہی وقت آ گیا جو غزوہ بدر کے موقع پر آیا تھا جو غزوہ خندق کے موقع پر آیا تھا جب پورا کفر اکٹھا ہو کر کے اسلام کو مٹانا چاہتا تھا آج بھی پورا کفر اکٹھا ہو کر کے اسلام کو مٹانا چاہتا ہے اسرائیل الگ زور لگاتا ہے امریکہ الگ زور لگا رہا ہے روس الگ زور لگا رہا ہے آج پوری کائنات کا کفر جمع ہو چکا ہے۔ یہ کہتے ہیں مسلمانوں کو ختم کر دو ان کے بچوں کو ذبح کر دیا جائے مسلمانوں میں رب کے قرآن پر ہاتھ رکھ کر کے کہہ رہا ہوں آج وہی وقت آ گیا ہے جو وقت میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں پر بدر کے میدان میں آیا تھا آؤ جو نسخہ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال کیا آج وہ نسخہ تم بھی استعمال کرو توجہ کرتے جائیں۔

میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح اپنے ہاتھوں کو آسمانوں کی طرف اٹھایا اور میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں کائنات کے رب میں اپنے تین سو تیرہ یار لے کر کے تمہارے سامنے کھڑا ہو گیا ہوں اللہ سوہنیا میں نے طائف کی وادیوں میں پتھر کھا کھا کر کے یہ تین سو تیرہ تیار کیے ہیں اللہ سوہنیا ان میں کئی یتیم ہیں کئی غریب اور مسکین ہیں اللہ ان میں سے کسی کو کھانے کے لیے کچھ ملتا ہے اور کسی کو نہیں ملتا ہے اللہ کوئی ٹوٹی تلواریں لے کر کے آیا ہے کائنات کے رب کوئی پھٹی زرہ لے کر کے آیا ہے لیکن سوہنیا میں نے تمہارے دربار میں آ کر کے ان کو کھڑا کر دیا ہے اور میں آمنہ کا دریتیم تم سے بات کر رہا ہوں اللہ اگر آج کفر غالب آ گیا تو آج کے بعد پھر دنیا پر تیرا نام لینے والا کوئی نہیں ہوگا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس طرح میرے آقا علیہ السلام کے ہاتھوں کو پکڑ لیا عرضیں کیں

محبوب علیہ السلام بس کر دیں، بس کر دیں آج تو آپ ﷺ نے دعائیں کرنے والی کمال کر دی ہے ادھر میرے نبی کریم ﷺ کے ہاتھ زمین کی طرف آ رہے ہیں ادھر سے آواز آئی:

﴿وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ﴾ (ال عمران: ١٢٣)

میرے محبوب آپ ﷺ کا ہاتھ اٹھا کر کے میرے سامنے باتیں کرنا مجھے اتنا پسند آیا ہے یہ تین سو تیرہ جہاد کے لیے نہیں جا رہے میدان میں تو یہ تین سو تیرہ جائیں گے مگر آسمانوں سے میں فرشتوں کو بھی نازل کر کے کافروں کو نیست و نابود کر دوں گا۔

آج وہ وقت مسلمانوں پر ہے جاؤ میڈیا دیکھو جاؤ نیوز پڑھ کر دیکھو، جاؤ اخبارات اٹھا کر کے دیکھو، آج مسلمانوں پر کیا ہو رہا ہے؟ اللہ کی قسم یہ قرآن کا وعدہ یاد رکھو میں تیس پاروں والا قرآن اپنے ہاتھ میں پکڑ کر مسجد میں کھڑا ہو کر منبر پر کھڑا ہو کر باوضو واللہ، باللہ، تاللہ تین قسمیں اٹھا کر کے یہ بات کہہ رہا ہوں، کائنات کے رب کا وعدہ ہے فرمایا:

﴿وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ (ال عمران: ١٣٩)

اگر تم مومن بن جاؤ اگر تم میرے نبی کریم ﷺ کے دیوانے بن جاؤ اگر تم میرے آقا علیہ السلام کے پروانے بن جاؤ، اگر تم میرے آقا علیہ السلام کی حدیث کو ماننے والے بن جاؤ میں رب آسمانوں سے اعلان کر رہا ہوں پوری کائنات میں سے کوئی بھی زمانے کا کفر تم پر قبضہ کبھی بھی نہیں کر سکتا لیکن اس وقت جب ہم مومن بن جائیں گے ایک وہ وقت تھا جب لوگ آئے تھے میرے نبی کریم ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر رب سے دعائیں کیں آج اتنا کچھ ہو رہا ہے اس کے باوجود جو پہلے نماز نہیں پڑھتا تھا اس نے نہیں سوچا کہ اب تو مسلمانوں پر اتنا کمزور وقت آ گیا ہے چلو میں اب ہی رب کے سامنے سجدہ کرنے والا بن جاؤں نہ نہ جو پہلے چرس کا ایک کش لگاتا تھا وہ اب دو لگاتا ہے کہتا ہے دنیا ختم ہونے والی ہے پی لو جتنا پیا جاتا ہے دنیا ختم ہونے والی ہے پی لو شرابیں جتنی پینی ہیں۔

رب کا قرآن فیصلہ بیان کرتا ہے فرمایا مومن تم بن جاؤ اور آزادی میں تمہیں خود...

عطا کر دوں گا مومن تو بنو قرآن پڑھنے والے تو بنو میرے نبی کریم ﷺ نے اس موقع پر رب کو یاد کیا لیکن تم اب بھی مجروں سے پیار کرتے ہو تم اب بھی موسیقی سے پیار کرتے ہو تم اب بھی نماز کے قریب نہیں آتے اس طرح کائنات کا رب کبھی عزت عطا نہیں کرے گا توجہ کریں میرے محبوب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کے میدان میں نکلے ہیں بدر کا میدان ہے ادھر جناب مکہ کے چودہری آئے، عتبہ آیا، شیبہ آیا، ولید آیا، یہ میدان میں آ کر کہتے ہیں آؤ مسلمانوں ہم تم سے نمٹنے کے لیے آئے ہیں ہے کوئی جو ہم تینوں کا مقابلہ کرے؟ میں اپنے محبوب علیہ السلام پر قربان جاؤں میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں میرے حمزہ رضی اللہ عنہ اٹھو، میرے علی رضی اللہ عنہ تم بھی اٹھو میرے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تم بھی اٹھو، میرے نبی کریم ﷺ نے اپنے ان تین یاروں کو تلواریں دے کر کے بھیجا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ عتبہ سے ہوا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مقابلہ شیبہ سے ہوا سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا مقابلہ ولید سے ہوا، سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے ایک ہی تلوار ماری اور عتبہ کا سر قلم کر کے رکھ دیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک ہی وار کیا اور شیبہ کا کام تمام کر دیا اور پھر دونوں نے دوڑ کر کے ولید کو بھی ختم کر دیا ایک طرف ایک ہزار فوجی اور تلواریں لے کر کے کھڑا ہے اور یہ زرہ پہن کر کے بھی آئے ہیں دوسری طرف صرف تین سو تیرہ ہیں جن کے پاس تلواریں بھی پوری نہیں تھیں لیکن آسمانوں سے رب نے فرشتوں کو بھیجا تھا۔ اللہ اکبر اللہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں ہم تلوار سے ایک وار کرتے تھے ایک ایک وار میں اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہماری مدد اتنی کرتے تھے ہم ایک وار کرتے تھے لیکن اثر پوری صف پر ہو جاتا تھا اس طرح دشمنوں کی سفیں کٹ جاتی تھیں یہ میرے رب نے آقا علیہ السلام کے یاروں کی مدد یں کیں کیوں؟ انہوں نے میرے نبی کریم ﷺ سے پیار کر کے دکھایا اس طرح دوڑ کر کے مکہ کے کافر بھاگ گئے کچھ کافروں کو پکڑ لیا گیا کچھ کو قیدی بنا لیا گیا یہ کہتے ہیں اب ہم بدلہ لیں گے الغرض بات مختصر چلتے چلتے غزوہ احد کا میدان آ گیا توجہ کریں احد کی لڑائی کا وقت آ گیا میرے آقا علیہ السلام کے یاروں میں جہاد کا جذبہ

ہے جنگ کا جذبہ ہے کافروں کی گردنیں کاٹنے کا جذبہ ہے کافروں کا خون بہانے کا جذبہ ہے اس طرح میرے آقا علیہ السلام کے یار تلواریں لے کر کے نکلے ہیں میرے نبی کریم ﷺ نے ایک درہ کے پاس پچاس صحابہ رضی اللہ عنہم کی ڈیوٹی لگائی ہے فرمایا یہ جگہ تم نے تب تک نہیں چھوڑنی جب تک میں تمہیں نہ کہوں اس طرح لڑائی شروع ہوگئی لڑائی ہوتی جارہی ہے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا کر دی ہے۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس طرح سر پر پگڑی باندھی ہوئی ہے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ وار کر کر کے کافرون کی صفیں ڈھیر کرتے جارہے ہیں جب بدر کی لڑائی ہوئی جبیر بن مطعم کا ایک غلام ہے اور جبیر بن مطعم کے چچا کو سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے بدر کے میدان میں قتل کیا تھا یہ کہنے لگا اے حبشی بات سنو، اے وحشی بات سنو، جب بدر کی لڑائی ہوئی تھی حمزہ رضی اللہ عنہ نے میرے چچا کو قتل کیا تھا آج اگر تم نبی پاک ﷺ کے چچا یعنی سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دو تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا وحشی بن حرب اپنا حربہ لے کر نکلا اور اس طرح پہاڑ کے سامنے چھپ کر کے بیٹھ گیا، اس طرح لڑائی ہو رہی ہے کائنات کے رب نے فتح دے دی صحابہ رضی اللہ عنہم جلدی جلدی مال غنیمت اکٹھا کر رہے ہیں وہ جو صحابہ رضی اللہ عنہم آقا علیہ السلام نے کھڑے کیے تھے اللہ کے نبی ﷺ نے ان سے فرمایا تھا جب تک میں نہ کہوں تم نے اس درے کو نہیں چھوڑنا ہے وہ کہنے لگے امیر صاحب فتح تو ہوگئی ہے آؤ ہم بھی چلیں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نہ نہ میرے آقا علیہ السلام نے منع فرمایا تھا جب تک آقا اجازت نہیں دیں گے میں اس پہاڑی سے نیچے نہیں اتروں گا میں درے سے نیچے نہیں اتروں گا میرے آقا علیہ السلام کے کچھ یار کہنے لگے، اب تو فتح ہوگئی ہے اب یہاں کھڑے ہونے کا کوئی فائدہ نہیں ہے یہ نیچے اتر آئے کائنات کے رب کو یہ چھوٹی سی نافرمانی بھی پسند نہ آئی حالانکہ میرے نبی کریم ﷺ پر جانیں نچھاور کرنے والے تھے حالانکہ میرے نبی کریم ﷺ کے لیے خون بہانے والے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم نے میرے آقا کے حکم کا انتظار نہیں کیا جب میرے نبی کریم ﷺ نے کہا تھا میں کہوں تو

اس درے سے اترنا ہے مگر تم پہلے اتر گئے ہو اللہ تعالیٰ نے سزا دی ہے کائنات کے رب نے اس فتح کو شکست میں بدل کر کے رکھ دیا۔

دوسری طرف سے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے تیر اندازوں کو لے کر کے حملہ کر دیا وہ درہ جو درہ صحابہ رضی اللہ عنہم چھوڑ کر آئے تھے صرف دس صحابہ رضی اللہ عنہم اس درہ پر رہ گئے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ابھی کلمہ نہیں پڑھا تھا انہوں نے آ کر تیروں کی بارشیں کر دیں ادھر میرے آقا علیہ السلام کے یاروں کی طرف تیر آنے شروع ہو گئے لڑائی بند ہوتے ہوتے دوبارہ شروع ہو گئی فتح ملتے ملتے شکست میں تبدیل ہونے لگ گئی اس طرح بارہ چودہ صحابہ رضی اللہ عنہم میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کر رہے ہیں ایک ظالم آگے بڑھا اور اس نے زور سے تلوار ماری میرے آقا علیہ السلام نے لوہے کا خول اپنے سر کے اوپر دلہنا ہے اس نے جب تلوار اس طرح خول پر ماری میرے آقا علیہ السلام کے سر میں اس خول کی کڑیاں گھس گئیں میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو دندان مبارک شہید ہو گئے میرے آقا علیہ السلام کے کئی یار بھی شہید ہو گئے ان میں سے اس وحشی نے بھی اپنا حربہ پھینکا اور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے، ایک چھوٹی سی غلطی کی وجہ سے رب نے شکست دے دی فتح کو شکست میں بدل دیا لڑائی جب ختم ہو گئی میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں پتہ کرو میرے کون کون سے یار رب کے پاس چلے گئے ہیں؟ پتہ چلا سوہنیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فلاں صحابی رضی اللہ عنہ بھی فوت ہو گیا فلاں صحابی رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گیا ہے ایک آنے والے نے بتایا سوہنیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا حمزہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گیا ہے میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں برس پڑیں آقا علیہ السلام فرماتے ہیں یارو تمہیں اس بات کا پتہ ہے؟ میرے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شکل میرے باپ سے ملتی تھی میں جب حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھتا تھا تو مجھے اپنا باپ یاد آ جاتا تھا آج میرا چچا بھی دنیا چھوڑ کر کے چلا گیا ہے میرے آقا علیہ السلام چلتے چلتے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر پہنچے ہیں ظالم کافروں نے ظلم کرنے کی انتہاء کر دی ہے۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے بدر کے میدان میں بہت سے کافر مارے تھے ان کو سیدنا

حمزہ رضی اللہ عنہ پر غصہ ہی اتنا زیادہ تھا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد بھی ظالموں کا غصہ ٹھنڈا نہ ہوا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا ناک بھی کاٹ دیا گیا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے دونوں کان بھی کاٹ دیے گئے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کے پورے بھی کاٹ دیئے گئے پیروں کے پورے بھی کاٹ دیئے گئے اتنا بڑا ظلم میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے ساتھ کیا گیا میرے محبوب چلتے چلتے لاش پر پہنچے آقا نے جا کر کے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا سر اپنی گود میں رکھا اور میرے آقا پیار کر رہے ہیں آسمانوں کی طرف منہ کر کے میرے محبوب علیہ السلام نے فرمایا اے کائنات کے رب تم میرے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ پر راضی ہو جاؤ اللہ سوہنیا دیکھو نہ تمہارے دین کے لیے میرے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کو کتنا دکھ دیا گیا ہے؟ اللہ سوہنیا آج میرے چچا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا ظالموں نے مثلہ کر دیا ہے میرے آقا علیہ السلام کو اتنا دکھ ہوا آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اے میرے رب اگر اگلے سال تک آپ نے مجھے زندگی دی تو میں اپنے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کے انتقام میں کافروں کے ستر آدمی قتل کروں گا اتنا دکھ میرے آقا علیہ السلام کو ہوا۔ اللہ اکبر اللہ

ادھر سے میرے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی سیدہ صفیہ یعنی سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہن بھی چلتی چلتی آ گئی، میرے آقا علیہ السلام نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا، جاؤ جا کر کے میری پھوپھی سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو آنے سے منع کر دو کیوں کہ اس سے دیکھا نہیں جائے گا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کا حال کیسا ہو گیا ہے؟ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا عرضیں کرتی ہیں محبوب جی مجھے آنے دیں میں دیکھنا چاہتی ہوں میرا بھائی شہید ہوا کتنا اچھا لگتا ہے؟ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: صفیہ رضی اللہ عنہا پھوپھی تم نہ آؤ ایک بہن ہونے کے ناطے تم سے تمہارا بھائی دیکھا نہیں جائے گا ظالموں نے میرے چچا کی حالت ہی بہت بری کر دی ہے پھوپھی نے میرے آقا علیہ السلام کو مجبور کیا سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا آخر اس طرح چلتی چلتی اپنے بھائی کی لاش پر آئیں جب دیکھا ناک بھی نہیں ہے کان بھی نہیں ہے ہاتھوں اور پاؤں کے پورے بھی نہیں ہیں اور جسم سے خون ہی خون بہہ رہا ہے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے اس طرح اپنا دوپٹہ اپنے دانتوں کے نیچے لے لیا اور روتے روتے واپس چلی گئیں اس طرح ظالموں

نے میرے نبی کریم ﷺ کے چچا پر ظلم کیا سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے گھر جا کر کے دو چادریں بھیجیں، فرمایا: محبوب جی میرے بھائی کو ان دو چادروں میں دفن کر دیں۔ اللہ اکبر اللہ

میرے محبوب علیہ السلام نے شہدائے احد کو جمع کیا اور جمع کر کے جب میرے آقا علیہ السلام نے دفن کرنے کا سلسلہ شروع کیا سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے لیے کفن کا کپڑا ہی نہیں ہے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں ایک چادر میرے چچا کو دے دو اور ایک چادر سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو دے دو ان چادروں میں میرے نبی کریم ﷺ کے یاروں کو اس طرح دفن کر دیا گیا جاؤ تاریخ کی کتابیں اٹھا کر کے دیکھو شہدائے احد کو دفن کر دیا گیا دفن کرنے کے کئی سال بعد اسی جگہ پر سیلاب آیا پانی آیا مدینہ میں لوگوں نے کہا کہ اس طرح کرو اپنے اپنے شہیدوں کو نکال کر کے اونچی جگہ پر دفن کر دو تاریخ کی کتابیں اس بات کی شاہد ہیں اس طرح جب ان کو نکالا گیا ان کا جسم تو کھانا دور کی بات ہے اتنے سالوں کے بعد ان کے کفن کا کپڑا بھی رب نے میلا نہیں ہونے دیا میں صدقے اور قربان جاؤں۔

پھر فتح مکہ کا موقع آیا یہی وحشی بن حرب جس نے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا یہ بھی لوگوں میں مل کر کے میرے نبی کریم ﷺ کے پاس آیا میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، ذرا چہرہ تو اوپر کو اٹھاؤ میرے آقا علیہ السلام دیکھ کر فرماتے ہیں تم کہیں وحشی تو نہیں ہو؟ کہنے لگا جی محبوب جی میں وحشی بن حرب ہوں آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اے ظالم تم نے ہی میرے چچا کو شہید کیا تھا؟ کہنے لگا: جی ہاں! میں نے ہی شہید کیا تھا۔ فرمایا: ذرا اپنی زبان سے تو بتاؤ تم نے میرے چچا کو کیسے بے دردی سے شہید کیا؟ عرض کرتا ہے سوہنیا میں نے تو اپنی آزادی کے لیے شہید کیا تھا۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: تم کلمہ پڑھنے کے لیے آئے ہو مسلمان ہونے کے لیے آئے ہو جاؤ کلمہ پڑھ لو مگر آج کے بعد مجھے اپنا چہرہ نہ دکھانا جب میں تمہارا چہرہ دیکھتا ہوں تو مجھے اپنے چچا کا ظلم یاد آ جاتا ہے مجھے اپنا چہرہ نہ دکھایا کرو یہ وحشی جناب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا صحابی رضی اللہ عنہ بن گیا اب یہ روتا پھرتا ہے کہتا ہے اللہ سوہنیا میں کتنا بڑا گناہ کر بیٹھا ہوں؟ میں تو نبی کریم ﷺ کا چچا شہید کر بیٹھا

ہوں اللہ سوہنیا کوئی ایسا موقع لے کر کے آیئے تا کہ میں اس گناہ کا کفارہ پیش کرسکوں۔

میرے محبوب علیہ السلام کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دور آیا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا میرے آقا علیہ السلام کے بعد کہنے لگا کہمیں نبی ہوں نبوت کا دعویٰ کر کے کھڑا ہو گیا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھیجا فرمایا جاؤ اس جوٹھے نبی کو قتل کر کے آؤ یہ نبی کیسے ہوسکتا ہے؟ نبی تو میرا محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے وحشی بن حرب نے وہی اپنا حربہ نکال لیا آسمانوں کی طرف منہ کر کے کہتا ہے اللہ سوہنیا یہ وہی حربہ ہے جس کے ساتھ میں نے سردار حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا اللہ سوہنیا آج میں چاہتا ہوں اسی حربہ کے ساتھ میں جھوٹے نبی مسیلمہ کذاب کو ماروں تاکہ بدلہ کا بدلہ ہو جائے کیوں کہ میں نے مسلمانوں کا ایک ستون گرایا تھا اب ایک کافروں کا ستون گرا کر کے کفارہ ادا کرسکوں اس طرح یہ لڑائی کرتا کرتا جا رہا ہے اس طرح مسیلمہ کذاب کے قلعہ کا دروازہ کھلا ہے سامنے اس کو مسیلمہ دو پھاڑ ہو کر کے زمین پر گر گیا آسمانوں کی طرف منہ کر کے کہتا ہے اے کائنات کے رب گواہ ہو جاؤ، ہوسکتا ہے میدان محشر میں تم مجھ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بارہ میں سوال کرو اللہ سوہنیا مجھے معاف کر دو اللہ سوہنیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے مقابلے میں میں نے آج مسیلمہ کذاب کو مار دیا ہے کائنات کے رب یہی عمل دیکھ کر کے تم مجھے محبوب کا امتی بنا کر کے جنت کا داخلہ عطا کر دینا۔ اللہ اکبر اللہ

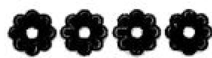
سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ چچا ہے جس نے میرے آقا علیہ السلام کے ساتھ وفا کی انتہا کر دی اپنے تن من دھن کی بازی لگا دی۔ اللہ اکبر اللہ

آؤ لوگو! آؤ میرے مسلمان بھائیو! آؤ آج ہم میں بھی یہ عزم ہونا چاہیے میں تو کہوں گا بطور پیغام اپنی گفتگو کے آخر میں کہوں گا آج شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی قبر کی مٹی تمہیں صدائیں لگا کر کے کہہ رہی ہے آج محمد بن قاسم رحمہ اللہ کی مٹی مجھے اور تمہیں پکار رہی ہے آج صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کی یلغاریں آج کے نوجوان کو پکار کر کے کہہ

رہی ہیں اٹھو، نوجوانوں اپنے اندر محمد بن قاسم رحمۃ اللہ والا جذبہ پیدا کرو اٹھو، نوجوانوں اپنے اندر صلاح الدین ایوبی صلی اللہ علیہ وسلم والی یلغار پیدا کرو جس طرح کل تم سے کفر ڈرا کرتا تھا جس طرح کل کفر تمہارا نام سن کر کے کا باپ جایا کرتا تھا وہ وقت تھا جب تم اس طرح بیت المقدس کے علاقے میں داخل ہوتے جاؤ تاریخ کی کتاب اٹھا کر کے دیکھو۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب قافلہ لے کر کے بیت المقدس کی سرزمین میں داخل ہوئے تو وہاں کے پادریوں نے کہہ دیا ان سے لڑنے کی ضرورت نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح ضرور عطا کرنی ہے کون وہ لوگ تھے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرنے والے تھے آج تم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کا دعویٰ کرتے ہو مگر اب جب تم بازاروں میں نکلو گے تو تم نعرے لگاؤ گے لیکن جونہی رات پڑ گئی تو تم رات کو بیٹھ کر کے مجرا دیکھنے لگ پڑو گے تمہاری رات گزرے گی تو گندے کاموں میں گزرے گی اس طرح کے لوگوں کو رب کبھی بھی ترقی نہیں دیا کرتا۔ آؤ آج ہم بھی اس طرح بن کر کے دکھائیں ویسے ہی یلغاریں کرنے والے بن جائیں جس طرح میرے آقا علیہ السلام کے یاروں نے یلغار کر کے دکھائی جس طرح سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنے تن من دھن کی بازی لگا دی، ان شاء اللہ اسرائیل ایک نہیں، ان شاء اللہ امریکہ ایک نہیں، برطانیہ ایک نہیں بلکہ پوری کائنات برطانیہ بن کر آ جائے، پوری کائنات امریکہ بن کر آ جائے، پوری کائنات اسرائیل بن کر آ جائے، مگر قرآن کو سینے سے ساتھ لگا کر اور میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو سینے سے لگا کر کے تم دکھاؤ جس طرف جاؤ گے کفار کی صفیں ڈھیر ہی ہوتی جائیں گی لیکن اس وقت جب تم مومن بن جاؤ گے اللہ تعالیٰ مومن بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



سیرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ (الحجرات:۱۳)

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَنْفَعُ النَّاسَ

آزمائش کے لپکتے ہوئے ہم گاموں میں
وقت نے ان کے نشانات قدم دیکھے ہیں
تختہ دار پہ آئے تو اسے چوم لیا
ایسے جی دار بھی تاریخ نے کم دیکھے ہیں

ہر قسم کی حمد وثنا اللہ جل شانہ کی ذات اقدس کے لیے ہے، درود وسلام آقائے کائنات سید الاولین والآخرین، امام اعظم، امام کائنات، امام المرسلین، امام المجاہدین، جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس، اطہر اعلیٰ وبالا کے لیے ہوں۔

حضرات ذی وقار آج کے جمعۃ المبارک کے پرمقدس اور مختصر وقت میں روئے سخن کو اپنی معروضات کی شکل میں تم دوستوں، احباب کے گوش گزار کرنا چاہ رہا ہوں، خصوصی طور پر آج کا عنوان، میری ملت کے نوجوانوں کے لیے بہت بڑا سبق ہے اور اپنی زندگی کو قابل استعمال اور اپنی زندگی کو جنت کے لیے تیار کرنے کے لیے ایک بڑا بہترین نمونہ آج کا موضوع ہے، کیوں؟

روئے زمین پر ان گنت اور لاتعداد نوجوان موجود ہیں، اور دانا اور عقلمند لوگوں کا کہنا ہے کہ ہمیشہ قومیں نوجوانوں کے سروں پر راج کیا کرتی ہیں، جس ملت کے نوجوان

غیرت مند اور غیور ہوں۔ وہ قوم کبھی ترقی سے ہٹ نہیں سکتی، اور جس ملت کے نوجوان برباد ہو جائیں، وہ اس طرح سمجھ لے کہ اس قوم کی جڑ ہی کٹ گئی ہیں۔ نوجوان ملت کا سرمایہ ہوا کرتے ہیں اور آج کے موضوع میں، جس شہزادے اور نوجوان کا تذکرہ کرنا چاہ رہا ہوں، یہ وہ شہزادہ ہے جس نے اپنی زندگی کے ایام کو گزارا تو ریشم کے کپڑے پر لیٹ کر کے نہیں بلکہ آگ کے انگاروں پر لیٹ کر کے گزارا ہے اور غلام در غلام ہیں۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ یہ میرے محبوب علیہ السلام کے گلستان کا ایسا پھول ہے کہ جس کو دور سے دیکھیں تو اور خوب صورتی نظر آتی ہے، بلکہ میں تو اس طرح کہوں گا کہ میرے محبوب علیہ السلام کا یہ ایسا شہزادہ ہے جس کو شکل سے دیکھیں تو اور طرح لگتا ہے اور اگر اس کے دل کو دیکھیں تو کائنات کا رب اس کے دل میں بستا ہے اور غلام در غلام ہیں۔ تاریخ کی کتابوں میں یہ بات موجود ہے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا سارا خاندان غلاموں کا خاندان ہے، آپ رضی اللہ عنہ بھی غلام، باپ بھی غلام، ماں بھی غلام غلامی میں ہی پیدا ہوئے، غلامی میں ہی بچپن گزرا، غلامی میں ہی جوانیاں پائیں اور جوانی کے بعد پہلے لوگوں کی غلامی تھی اور کچھ نہ ملا۔ پھر جب میرے محبوب علیہ السلام کی غلامی مل گئی تو اللہ تعالیٰ نے اس بلال رضی اللہ عنہ پر صبغت اللہ کا رنگ چڑھا دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد کا نام رباح ہے اور شروع میں حبشہ کے رہنے والے ہیں۔ وہاں سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ میں آئے اور میرے محبوب علیہ السلام کی اس وقت عمر بارہ سال کی تھی۔ جب سیدنا بلال رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے یعنی میرے آقا علیہ السلام سے بارہ سال سیدنا بلال چھوٹے تھے اور میرے محبوب علیہ السلام بارہ برس سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے بڑے تھے اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی پیدائش بھی مکہ مکرمہ میں ہوئی اور ان کے باپ مکہ میں آ کر کے قبیلے جمحہ کے سردار امیہ بن خلف کی غلامی میں آئے۔ باپ بھی ان کا غلام تھا، اس وجہ سے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بیٹا ہونے کے ناطے امیہ بن خلف کے غلام بن گئے۔

غلامی میں تیئیس سال تقریباً سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے گزارے اور غلامی کے ناطے امیہ بن خلف کے اور بھی کئی غلام موجود تھے، لیکن خصوصی طور پر امیہ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی

ڈیوٹی بکریاں چرانے کی لگائی تھی کہ تم نے مکہ کے ٹیلوں میں میری بکریاں چرانی ہیں۔ مکہ کی فصلوں میں تم نے میری بکریاں چرانی ہیں، بکریاں چرانے کا یہ چرواہوں والا کام امیہ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے ذمہ لگایا، غلام تھے۔ غلام نے تو وہی کرنا ہے، جو اس کے مالک نے اس کو حکم دینا ہے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ خود بیان کرتے ہیں، میں مکہ سے باہر لے جا کر کے بکریاں چرایا کرتا تھا، وہاں جا کر کے بکریاں چرانے کا کام کیا کرتا تھا، یہی بات میرے ذمہ لگا دی گئی تھی۔ غلاموں میں رہ کر کے بکریوں کا چرواہا بن کر کے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے اپنی زندگی گزاری لیکن مجھے اپنی زندگی میں وہ سکون کہیں نہیں ملا، جو سکون مجھے آمنہ کے دریتیم کی مجلس میں ملا ہے، آؤ ذرا توجہ کرتے جائیں۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں بکریاں چرایا کرتا تھا اور مکہ کے جتنے سردار اور جتنے چوہدری تھے، ان میں ایک رواج موجود تھا، جب دوپہر کا وقت ہو جاتا، عرب کی گرمی جب شدت پکڑ جاتی، عرب کے پتھریلے علاقے جب گرمی کی زد میں آجاتے، اس وقت عرب کے سارے چوہدری مل کر کے کعبۃ اللہ کے صحن میں آکر کے بیٹھ جاتے، اس طرح بیت اللہ کا صحن ہوتا اور بیت اللہ کی اونچی عمارت اس کے سائے کے نیچے آکر کے مکہ کے چوہدری بیٹھ جاتے اور ہر چوہدری اپنے ساتھ اپنے ایک ایک غلام کو لے کر کے آتا، غلام بھی آکر کے ایک سائیڈ میں بیٹھ جاتے، مکہ کے چوہدری اپنی میٹنگ کرتے، اپنا قانون وغیرہ وہاں بیٹھ کر کے پاس کرتے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ایک دن امیہ مجھے ساتھ لے کر کے دوپہر کے وقت آیا، وہاں آکر کے ہم بیت اللہ کے سائے میں بیٹھ گئے، میں غلام ہونے کی وجہ سے دور جا کر کے سرداروں کی مجلس سے الگ ہو کر کے غلاموں کی طرح بیٹھ گیا، ان سرداروں نے آپس میں باتیں کرنا شروع کر دیں، آپس میں باتیں ہو رہی ہیں۔

امیہ بھی موجود ہے، ابوسفیان قریش کا سردار بھی موجود ہے، ابوجہل بھی موجود ہے۔ آپس میں گفتگو ہو رہی ہے، میرے محبوب علیہ السلام نے اس وقت نیا نیا رب کی توحید کا اعلان

کیا تھا، میرے آقا علیہ السلام نے اپنی نبوت کا اس وقت نیا نیا اعلان کیا تھا اور چند غلام لوگوں نے میرے آقا علیہ السلام کا کلمہ پڑھا ہوا ہے، ان غلاموں میں سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے اور اس وقت سیدنا عمار رضی اللہ عنہ مکہ کے کافروں کی قید میں موجود تھے، باتیں کرتے کرتے ابوجہل نے اپنے غلاموں کو حکم دیا، اس کے غلام گئے اور جا کر کے ایک کمرے میں سے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو لا کر کے مکہ کے اس چوک میں آ گئے۔ بیت اللہ کے سامنے لے کر کے آ گئے اور اس طرح لا کر کے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو مکہ کی زمین پر پھینک دیا گیا۔ اللہ اکبر اللہ

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، امیہ میرا مالک جلدی جلدی کھڑا ہوا اور اس طرح سیدنا عمار رضی اللہ عنہ زمین پر گرے ہوئے تھے، اس نے جا کر کے اپنا پاؤں سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے سینے پر رکھ دیا اور سینے پر رکھ کر کے وزن ڈال کر کے کہتا ہے۔ اے غلام اے غلام، اے کمی اے کمی دنیا پر رہنے والے کمزور انسان ذرا بتاؤ، تمہیں آمنہ کا در یتیم کونسا سبق دیتا ہے؟ بتاؤ تمہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون سا پیغام دیتا ہے؟ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ پڑے تو زمین پر تھے، مگر باتیں شیروں والی کیں، زبان سے بول کر کے کیا کہتے ہیں؟ کرنے والا ترجمہ اس طرح کرتا ہے، اوئے امیہ ہمارے محبوب علیہ السلام نے ہمیں یہ بات سکھائی ہے کہ ؎

بھکھیاں نوں روٹی تے تسیاں نوں پانی
کھلانا پلانا محمدؐ نے دسیا
کلمے شہادت نوں سولی تے چڑھ کے
پڑھنا پڑھانا محمدؐ نے دسیا

امیہ ہمیں ہمارا پیر یہ بتاتا ہے کہ رب کی توحید کا اعلان کرو، اگر تیغ پر کرنا پڑے تو تب بھی رب کی توحید کا اعلان کرو، نیزے کی دھار پر کرنا پڑے تو تب بھی رب کی توحید کا اعلان کرو، جیلوں کی سلاخوں کے پیچھے کرنا پڑے تو تب بھی رب کی توحید کا اعلان کرو۔ امیہ! ہمارے محبوب علیہ السلام نے ہمیں یہ بتایا ہے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی الہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی حاجت روانہیں، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بگڑیاں بنانے والانہیں، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی پار لگانے والانہیں، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی تیرنے والی ڈبونے والانہیں۔ پوری کائنات کا بادشاہ ہے تو اکیلا آسمانوں والا ہے۔ رب کے علاوہ باقی دنیا کے سارے لوگ برابر ہیں، سارے ایک جیسے ہیں۔

امیہ کہتا ہے کیسی باتیں کرتے ہو؟ تم غلام ہو اور میں مکہ کا چوہدری ہوں، بھلا تم اور میں برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟ تم زمین پر لیٹے ہو اور میں تمہارے سینے پر پاؤں رکھ کر کے کھڑا ہوں، تمہارے جیسے نوکر میرا کام کرنے والے ہیں، بتاؤ میں اور تم برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، یہ تو تمہارے ظلم کا اصول ہے، یہ تو تمہاری گندی نیت کا اصول ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اصول یہ ہے کہ سارے مسلمان برابر ہیں۔ چاہے کوئی کالا ہے چاہے کوئی گورا ہے، چاہے کوئی امیر ہے، چاہے کوئی غریب ہے، سب برابر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ قریب کون ہے؟

فرمایا:

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ (الحجرات: ۱۳)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے نزدیک وہ ہے جو رب سے ڈر کر زندگی گذارتا ہے، امیہ کہتا ہے یہ نہیں ہوسکتا، عمار رضی اللہ عنہ تم غلام ہو اور میں سردار ہوں، اگر تمہیں نہیں پتہ تو ہم تمہیں ابھی بتا دیتے ہیں۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں تھوڑا سا دور بیٹھا تھا، امیہ نے مجھے بلایا کہ اے بلال ذرا میرے قریب آؤ، میں غلام جو تھا میں اس لیے قریب آ گیا، مجھے کہنے لگا بلال بتاؤ، مجھ میں اور تم کیا میں فرق ہے؟ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، اس وقت تو میرا سینہ بھی کھلا نہیں تھا، میں نے کہا جناب آپ میرے مالک ہو اور میں آپ کا غلام ہوں۔ اللہ اکبر اللہ

امیہ نے اس طرح میرے ہاتھ میں کوڑا پکڑایا، کہا بلال اس کی پشت پر کوڑا مار کر کے بتاؤ کہ مالک اور غلام میں کیا فرق ہوا کرتا ہے؟ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے

اس طرح کوڑا اپنے ہاتھ میں پکڑا اور میں نے پکڑ کر کے جب سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کی طرف نظر ہی دوڑائیں تو اس کی نظروں نے مجھ پر ایسا اثر کیا، کوڑا اٹھانے کو میرا دل ہی نہ کیا۔ میں نے کہا میں عمار کو کیسے ماروں؟ میں نے اس طرح کوڑا اپنے ہاتھ میں پکڑا ہے۔ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ معصومیت کی نظر سے میری طرف دیکھ رہے ہیں، امیہ بار بار کہہ رہا ہے۔ بلال! عمار کو مارو، اس کو پتہ چلے کہ مالک اور غلام میں کیا فرق ہوتا ہے؟ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرا دل ہی نہیں کرتا کہ میں عمار پر کوڑا برساؤں، آخر کار میں نے اس طرح کوڑا زمین پر پھینک دیا، امیہ کہتا ہے بلال (رضی اللہ عنہ)! کوڑا اٹھاؤ، مارتے کیوں نہیں ہو؟

اللہ اکبر اللہ

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے وہ کوڑا اپنے ہاتھ میں پکڑا اور کوڑا ہاتھ میں پکڑ کر کے کہتے ہیں، بلال ذرا میرے قریب آؤ۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے کان پاس کیے، سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، یار میری وجہ سے تم کیوں پریشانیاں اٹھا رہے ہو؟ چلو کوئی بات نہیں، اگر تم دو چار کوڑے مار لو گے تو ہمارا کیا بگڑ جائے گا؟ اے بلال رضی اللہ عنہ جتنا مزہ محبوب علیہ السلام کی محبت میں کوڑے کھانے پر آتا ہے، کائنات کی کسی چیز میں وہ مزہ آتا ہی نہیں۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، عمار رضی اللہ عنہ کا یہ جملہ میرے دل پر اثر کر گیا، میں نے سوچا یہ آدمی کس طرح کا ہے؟ جو کوڑے کھانے کو سعادت سمجھ رہا ہے۔

میں نے کہا امیہ مجھ میں اتنی ہمت نہیں کہ میں اس پر کوڑا اٹھا سکوں، امیہ نے اس طرح زور سے میرے منہ پر طمانچہ مارا اور مجھے کہتا ہے، جاؤ دفعہ ہو جاؤ۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں وہاں سے چلا آیا، اللہ کی طرف سے میرا دل تو پہلے ہی نرم ہو چکا تھا، صبح صبح جب میں بکریاں لے کر کے گیا تو اچانک میرے اور تمہارے پیرومرشد جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک پہاڑی پر بیٹھے ہیں۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، اے ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھے پیاس لگی ہوئی ہے، وہ جو کالا سا چرواہا پھر رہا ہے، اس کو میرے پاس لے کر کے آؤ، اس سے کہیں کہ یہ بکریوں کا دودھ پلا دے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

بلال رضی اللہ عنہ کو پاس لے کر کے آئے۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: اے بکریوں کے چرواہے مجھے پیاس لگی ہے، کوئی تمہاری بکری دودھ دینے والی ہے تو مجھے دودھ پلاؤ، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، جناب میرے ریوڑ میں کوئی بکری ایسی نہیں ہے۔ جو اس وقت دودھ دیتی ہو، فرمایا چلو تم اجازت دو اور وہ بکری لے کر کے آؤ، جس نے کبھی دودھ نہ دیا ہو۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں ایک بکری لے کر کے آیا، باتیں تو میں نے پہلے ہی سنی ہوئی تھیں کہ یہ جو آدمی ہے یہ کہتا ہے میں اللہ کا رسول ہوں۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے کہا چلو آج دیکھوں تو سہی کہ ماجرا کیا ہے؟ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے اپنی آنکھیں آمنہ کے دریتیم کے چہرہ مبارک پر لگائی ہوئی تھیں، میرے آقا علیہ السلام نے پڑھا ہے: بسم اللہ الرحمن الرحیم. اللہ کا نام لے کر کے نئے دودھ نہ ہوئی بکری کو میرے محبوب علیہ السلام نے ہاتھ لگایا تو بکری نے دودھ دینا شروع کر دیا۔ دودھ آ رہا ہے۔ اس طرح برتن میں دودھ جا رہا ہے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، جس طرح برتن دودھ سے بھرتا گیا، اسی طرح میرا سینہ ایمان سے بڑھتا گیا، اس طرح میرے سینے میں اسلام داخل ہوتا گیا، پہلا دن گزرا، دوسرا دن گزرا، تیسرا دن گزرا، تیسرے دن میرے آقا علیہ السلام نے پھر جب دودھ پیا، اس طرح میرے آقا علیہ السلام نے برتن اپنے ہاتھ میں پکڑا ہے۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، بلال آج تین دن ہو گئے ہیں، میری اور تمہاری ملاقات ہو رہی ہے۔ بلال تمہیں پتہ نہیں لگا کہ میں اللہ کا سچا نبی ہوں۔

میں اللہ کا سچا رسول ہوں، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، محبوب علیہ السلام کی زبان سے یہ بات نکلی تو میں نے کہا، سوہنیا! یہ بلال کی ہتھیلی لیں اور مجھے اپنا مرید بنا کر کے جنت کا حق دار بنا دیں۔ میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا، جاؤ بلال کلمہ پڑھ لو، میرے محبوب نے کلمہ پڑھا دیا، کلمہ پڑھنے کے بعد بکریاں چرا کر کے شام کو میں اپنے گھر آ گیا اور میں اپنے کمرے میں چلا گیا، میرے بلال رضی اللہ عنہ پر نیا نیا توحید کا رنگ چڑھا ہوا تھا، میرے بلال رضی اللہ عنہ پر نیا نیا توحید کا جذبہ چڑھا ہوا تھا۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اس طرح کمرے میں بیٹھے ہیں، اور بیٹھ کر کے پڑھ رہے ہیں، اللہ احد، اللہ احد، پڑھتے پڑھتے جوش میں آوازیں بلند ہوئیں۔ امیہ کے کان میں آواز پڑی، وہ کہتا ہے یہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ترانہ ہے، یہ میرے گھر میں کیسے گونج رہا ہے؟ جلدی سے اٹھا اور کیا دیکھا؟ کالے رنگ کا بکریاں چرانے والا چرواہا میرے محبوب علیہ السلام کی توحید کے نعرے لگا رہا ہے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، اس طرح جیسے غلاموں کا حال ہوتا ہے، اس طرح کمر سے پکڑ کر کے امیہ مجھے کہتا ہے، مجھے بتاؤ تو سہی کس کو رب مان رہے ہو؟ مجھے بتاؤ تو سہی کس کی عبادت کر رہے ہو؟ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں اللہ تعالیٰ کی عبادتیں کر رہا ہوں۔ امیہ کہتا ہے، پھر لات کہاں گیا؟ منات کہاں گیا؟ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو توحید کا جوش تھا، کہتے ہیں۔ امیہ تمہارا لات بھی جھوٹا اور تمہارا منات بھی جھوٹا ہے۔ اس سے برداشت نہ ہوا، کہتا ہے میرے خداؤں کو گالیاں دے رہے ہو۔ مارنا شروع کر دیا، کہتا ہے صبح تم سے بات کروں گا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رات گزری تو میں نے ساری رات رب کی توحید میں گزاری۔ اللہ تعالیٰ کی عبادتیں کرتے گزار دی، صبح ہوئی۔ آفتاب کی کرنیں نکل رہی ہیں بلکہ اس طرح کہہ لو کہ میرے بلال رضی اللہ عنہ کے ستم کا دن چڑھ رہا ہے۔

صبح صبح امیہ نے مجھے اپنے پاس بلایا، امیہ بلا کر کے کہتا ہے۔ اے بلال! بتاؤ رات کو کیا کر رہے تھے؟ رات کو زبان سے کیا ترانے گا رہے تھے؟ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بول کر کے کہتے ہیں:

پوج پوج بت ساری عمر لنگا لئی
شکر خدا دا دولت وحدت دی پائی

امیہ میں نے تو ساری زندگی رب سے بیگانہ ہو کر کے گزارے لی ہے، مجھے تو کل محبوب علیہ السلام کے ہاتھ پر ہاتھ رکھنے سے پتہ چلا ہے کہ رب سے پیار کرنے کا مزہ ہی بہت زیادہ آتا ہے، کائنات کے رب کی توحید کا ورد کرنے سے مزہ ہی بہت زیادہ آتا

ہے۔ امیہ کہتا ہے، میں ابھی تمہیں مزہ چکھادوں گا، اس طرح کمرے میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اس نے پھینک دیا، مارنا شروع کر دیا، کبھی میرے بلال رضی اللہ عنہ کو تھپڑ مار رہا ہے، کبھی میرے بلال رضی اللہ عنہ کو چھری سے مار رہا ہے۔

یہ میری مجلس میں کئی نوجوان میرے سامنے ہیں، اوئے نوجوانو! میں انصاف کی بھیک مانگنا چاہتا ہوں، یہ کون ہے؟ جس نے رب کی توحید کا اعلان کیا، آج رب کی توحید کی خاطر رب کے شیر کو ماریں پڑ رہی ہیں، بلال رضی اللہ عنہ کلمہ پڑھے تو ماریں کھائے اور تم کلمہ پڑھو تو سود کھاؤ۔ بلال رضی اللہ عنہ کلمہ پڑھے تو آگ کے انگاروں پر لیٹے اور تم کلمہ پڑھو تو انڈیا کی کنجری کا مجرا دیکھو۔ بتاؤ نہ تمہارا ایمان مانوں یا بلال رضی اللہ عنہ کا ایمان مانوں؟ بتاؤ، تمہیں آقا کا محبّ مانوں یا بلال رضی اللہ عنہ کو آقا علیہ السلام کا محبّ مانوں؟ اللہ اکبر اللہ

امیہ مار رہا ہے اس طرح اپنے رب لات کے پاس لے گیا، لات کے پاس لے جا کر کے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو پھینک دیا، ساتھ اس طرح ڈنڈے مارتا ہے۔ ساتھ کہتا ہے لات کو سجدہ کرو، آج جتنی دیر تک سجدہ نہیں کرو گے، اتنی دیر تک میں تمہیں معاف نہیں کروں گا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے غصے میں آ کر کے اس لات پر تھوک دیا، فرمایا جاؤ ظالم اس بت کی مورت کو لے جاؤ، بلال اب سجدہ کرے گا تو کائنات کے رب کو ہی کرے گا، اس کو دکھ ہوا کہ ایک تو میرا غلام ہے، دوسرا اس نے میرے رب کی گستاخیاں کی ہیں، جلدی جلدی اپنے نوجوان غنڈوں کو بلایا، کہتا ہے یہ کالے سے رنگ کا مجھے تنگ کر رہا ہے، اس کا باپ بھی میرا غلام تھا اور یہ بھی میرا غلام ہے، لیکن آج اس نے میرے رب کی گستاخیاں کی ہیں، اس طرح کرو اس کے پاؤں میں رسیاں ڈال دو اور اس کو مکہ کے بازاروں میں لے کر کے چلو، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آگے میں سوچتا تھا، جب میرے سامنے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو مارا جاتا تھا، تو میں کہتا تھا پتہ نہیں عمار رضی اللہ عنہ اتنی ماریں کیسے برداشت کر لیتا ہے؟

لیکن مجھے آج پتہ چلا جتنا مزہ رب کی توحید میں مار کھانے کا آتا ہے، اتنا کسی اور

چیز میں آتا ہی نہیں۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، اس طرح میرے پاؤں میں رسیاں ڈال دی گئیں، میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ میرے بلال رضی اللہ عنہ نے کونسا جرم کیا تھا؟ مکہ کی پتھریلی زمینوں پر میرے بلال رضی اللہ عنہ کو مکہ کے غنڈے گلیوں میں گھسیٹ رہے ہیں، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے پھٹ رہے ہیں، اس طرح نظریں آسمانوں کی طرف لگی ہیں۔ یار میرے جذبات میرے کنٹرول میں نہیں، جب مکہ کے بازاروں میں میرے بلال رضی اللہ عنہ کو اس طرح گھسیٹا جاتا ہوگا، آسمانوں سے کائنات کا رب بھی دیکھ کر کے کہتا ہوگا۔ فرشتو! دیکھو میرے نبی کا دیوانہ ماریں کھا رہا ہے، میرے نبی کا دیوانہ مکہ کے بازاروں میں تکلیفیں برداشت کر رہا ہے۔ رب اپنوں کو تکلیفوں میں ڈال ڈال کر کے آزماتا ہے۔ مکہ کے بازاروں میں بلال رضی اللہ عنہ کو گھسیٹا جا رہا ہے۔ مکہ کے بازاروں میں میرے بلال رضی اللہ عنہ پر دکھ اور ستم کی آندھیاں چل رہی ہیں۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، صبح سے لے کر کے شام تک مکہ کے بازاروں میں مجھے گھسیٹا گیا اور شام کو جب لا کر کے میرے کمرے میں پھینکا گیا تو میرا جسم اس طرح ہو گیا، جس طرح جسم کے ایک ایک انگ پر تلواریں لگی ہوتی ہیں، اس طرح میرے جسم کی چمڑی اور جوڑ سارے ڈھیلے ہو گئے اور آتے ہی امیہ پھر میرے پاس آ گیا، کہتا ہے۔ بتاؤ بلال (رضی اللہ عنہ) توحید کا مزہ اچھا ہے یا امیہ کی ماریں اچھی ہیں؟ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، یہ تو کچھ بھی نہیں، میں تو سب کچھ برداشت کرنے کے لیے تیار ہوں، کہتا ہے، صبح تمہیں بتاؤں گا، رات کو امیہ ابوجہل کے پاس چلا گیا، جا کر کے کہتا ہے، یار یہ غلام تو بہت زیادہ پریشان کر رہا ہے، صبح تم میرے ساتھ آؤ ہم اس کا کوئی فیصلہ کر لیں، صبح صبح ابوجہل اور امیہ دونوں میرے پاس آ گئے اور مجھے حرّہ نامی جگہ پر لے گئے۔ عربی میں حرہ گرم زمین کو کہا جاتا ہے، عربی میں حرہ اس زمین کو کہا جاتا ہے، جہاں آگ جیسی گرمی پڑتی ہو۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، مکہ کی ایک سائیڈ میں پتھریلا علاقہ تھا اور پورے مکہ میں سب سے زیادہ گرمی اس علاقے میں ہوا کرتی تھی۔

اس لیے اس علاقے کا نام حرہ رکھ دیا گیا، یعنی آگ والا علاقہ، سخت گرمی والا علاقہ۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، مجھے وہاں لے جا کر کے پھینک دیا گیا اور ابوجہل آ گیا۔ ابوجہل کہتا ہے، بلال (رضی اللہ عنہ) بات سن لو! آج شام تک یا تو بت کو سجدہ کرو گے یا تو اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے، آج یا مر جاؤ گے یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ کفر کرو گے۔ امیہ آ کر کے کہتا ہے لَا تَـزَالُ كَـذَا حَتّٰـى تَـكْفُرَ مُحَمَّدًا اَوْ تَمُوْتَ اَوْ تَعْبُدَ اِلَّا عَبْدِالْعُزَّةِ، بلال (رضی اللہ عنہ) یا تو تمہیں آج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کفر کرنا پڑے گا، اگر کفر نہیں کرنا تو پھر لات کو سجدہ کرنا پڑے گا، اگر لات کو سجدہ نہیں کرو گے حَتّٰـــی تَـمُوْتَ، آج رات کو پھر تمہاری لاش ہی جائے گی۔ آسمانوں پر میرا رب بھی مسکراتا ہوگا۔ اے وقت کے کفر تم کہتے ہو، اس کی لاش جائے گی، میں رب کہتا ہوں بلال رضی اللہ عنہ یہاں سے جائے گا تو جنت کی حوروں کا سردار بن کر کے جائے گا۔ جنت کی حوروں کا دلہا بن کر کے جائے گا۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، مجھے مارنا شروع کر دیا۔ امیہ تھک جائے تو ابوجہل مارتا ہے، ابوجہل تھک جائے تو امیہ مارتا ہے۔ ادھر سے ڈنڈا ایک بجتا تھا اور بلال رضی اللہ عنہ زبان سے دوبار احد کا نعرہ بلند کرتے تھے، ادھر سے مار رہے ہیں، ادھر سے بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ الـلــہ احد، اللـہ احد، امیہ تم مارتے مارتے تھک جاؤ گے۔ مگر بلال رضی اللہ عنہ توحید کا اعلان کرتے نہیں تھکے گا۔ امیہ مارتا مارتا گر گیا، ابوجہل مارتا مارتا تھک گیا۔ جب دوپہر کا وقت ہوا، اس نے اپنے غنڈوں کو حکم دے دیا۔

سیر الصحابہ رضی اللہ عنہم کتاب میں موجود ہے، فرماتے ہیں: سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، انہوں نے اپنے غنڈوں کو حکم دیا اس طرح کرو آگ جلا دو۔ جب آگ جلا دی گئی۔ اس کے کوئلے اور انگارے تیار ہو گئے، فرماتے ہیں، مجھے اس طرح ان کوئلوں پر لٹکا دیا گیا، اس آگ کے انگاروں پر لٹا دیا گیا، جب مجھے آگ کی شدت محسوس ہوئی تو میں نے اس طرح کروٹ لینے کی کوشش کی، امیہ نے ایک وزنی پتھر لا کر کے میرے سینے پر

رکھ دیا۔ وزنی پتھر میرے سینے پر پڑا ہوا ہے اور میرا جسم اس طرح آگ کے ساتھ آگ ہوتا جا رہا ہے۔

ادھر سے امیہ کہتا ہے، بولو بلال (رضی اللہ عنہ) توحید کا مزہ اچھا ہے یا امیہ کا ستم اچھا ہے؟ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، امیہ آج تم اپنا ستم آزماؤ اور میں اپنے محبوب علیہ السلام کی محبت آزماتا ہوں، آج پتہ چلے گا تمہارا ستم جیتے گا یا بلال رضی اللہ عنہ کی محبت جیتے گی۔ ماریں ہی ماریں پڑ رہی ہیں، تکلیفیں ہی تکلیفیں دی جا رہی ہیں، جب دوپہر کا وقت ہوگیا، وہاں گرمی جو بہت زیادہ تھی، کہتے ہیں، یہاں ہی لیٹے رہو، ہم ذرا گھر سے آرام کر کے آلیں۔ آ کر کے تمہیں ٹھنڈے ہوئے پوچھیں گے، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ دونوں اپنے گھروں کو چلے گئے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھیتی باڑی کیا کرتے تھے، مکہ کے باہر ایک علاقہ میں کھیتی باڑی کرتے تھے، جب ظہر کی نماز کا وقت ہوا تو وہاں سے چلتے چلتے آئے، جب میرے پاس سے گزرے تو میں نڈھال ہو کر کے، بے ہوش ہو کر کے پڑا ہوا تھا۔ دور سے گزرے تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نظریں دوڑائیں، اس طرح جلدی جلدی وہ میرے پاس آئے اور میرا چہرہ صاف کر کے پوچھتے ہیں، اے میرے بلال رضی اللہ عنہ پیارے یار اس دن تم ملے تھے، اس کے بعد تم سے ملاقات نہیں ہوئی۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ابوبکر رضی اللہ عنہ کیا پوچھتے ہو؟ اس دن کے بعد میں تو امیہ کی قید سے چھوٹا ہی نہیں، اس دن سے ماریں کھا رہا ہوں۔ تکلیفیں برداشت کر رہا ہوں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی طرح میرے آقا علیہ السلام کے پاس گئے، عرضیں کرتے ہیں: سوہنیا یاد ہے؟ وہ کالا سا غلام جو ہمیں تین دن تک دودھ پلاتا رہا ہے، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، ہاں ہاں اس کو تو کلمہ بھی پڑھایا تھا، فرمایا محبوب وہ امیہ کا غلام ہے اور امیہ نے اس غلام کو مار مار کر کے اس کی تو حالتیں ہی بگاڑ کر کے رکھ دی ہیں، میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو آ گئے، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، ابوبکر رضی اللہ عنہ جاؤ بلال رضی اللہ عنہ کے پاس چلے جاؤ اور جا کر کے

بلال سے کہو، بلال رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو اور صبر کرو۔ کائنات کا رب ضرور تمہاری مدد یں کرے گا، اور بلال رضی اللہ عنہ اگر زیادہ ماریں تو کلمہ اور توحید والی بات دل میں ہی رکھ لیا کرو، یار بلال رضی اللہ عنہ ابھی ہماری قوتیں اتنی زیادہ نہیں جو ہم تمہیں آزاد کرو اسکیں۔ ایک صبر کرو اور دوسرا اپنے دل میں توحید کا نعرہ لگایا کرو۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھوڑا سا چلے۔ طبقات ابن سعد میں یہ بات موجود ہے، میرے آقا علیہ السلام نے دوبارہ بلایا، فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آؤ۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ پاس آتے ہیں، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، جانا اور پہلے جا کر کے میرے بلال رضی اللہ عنہ کو میرا سلام کہہ دینا، پہلے میرا سلام کہنا باقی باتیں بعد میں کرنا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چلتے چلتے آئے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اس طرح بے ہوش اور مار کھا کر کے نڈھال ہوئے پڑے ہیں، اس طرح جا کر ان کا چہرہ صاف کیا اور جاتے ہی سب سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، بلال رضی اللہ عنہ خوش ہو جاؤ، آمنہ کے در یتیم نے تمہیں سلام بھیجا ہے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں ماریں کھا کھا کر تھک گیا تھا، ستم برداشت کرتے کرتے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا جسم بہت نازک ہو چکا تھا، کئی دن ہو چکے تھے، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے لبوں پر مسکراہٹ آئی ہی نہیں تھی، کئی دن ہو چکے تھے، بلال رضی اللہ عنہ کے چہرے پر شہنائیاں آئی ہی کوئی نہیں تھیں اور جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آمنہ کا در یتیم تمہیں سلام کہتا ہے تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ آسمانوں کی طرف منہ کر کے کہتے ہیں، اے کائنات کے رب! میں کتنا نصیبوں والا ہوں؟ آج میرے محبوب علیہ السلام نے مجھے سلام بھیجا ہے، آج میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر سلام بھیجا ہے۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، آقا کا سلام سن کر کے مجھے سارے دکھ ہی بھول گئے، ساتھ ہی فرما کر کے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے کہتے ہیں، بلال پیارے دوسری بات سن لو! غور کرو نوجوانوں ذرا غور کرو، میری مجلس میں جتنے نوجوان بیٹھے ہیں، ذرا توجہ کریں، آج تم تسلی سے نمازیں پڑھتے ہو، آج پانچ وقت کی نماز تمہاری زندگی کا اصول بن جائے، تم

نمازیں پڑھتے رہو۔ اچانک کوئی پریشانی آ جائے یا کوئی شادی غمی کا موقع آ جائے تو تم دو چار نمازیں چھوڑ دیتے ہو، کہتے ہو یار پریشانی جو آ گئی تو کیا ہوا؟ آج تھوڑی سی تکلیف آ جائے تو تم کہتے ہو، یار رب کی نمازیں بھی پڑھتے ہیں، پھر بھی تکلیفیں آتی ہیں، اوئے کبھی سوچا ہے؟ اس کے ایمان کا جس نے کلمہ پڑھا ہے اور کلمے کے بعد دیکھی ہیں، تو مصیبتیں ہی دیکھی ہیں۔ اللہ اکبر اللہ

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، بلال رضی اللہ عنہ آقا علیہ السلام فرماتے تھے، دل میں توحید کا نعرہ بولا کرو، زبان سے نہ کہا کرو تاکہ مکہ کے کافر تمہیں زیادہ نہ ماریں، یارو دیکھو نہ بلال رضی اللہ عنہ کے دل میں توحید کا رنگ کیسا جما ہے؟ اللہ کی قسم میں تو اس طرح کہا کرتا ہوں۔ بلال رضی اللہ عنہ رنگ کا کالا تھا مگر اندر بڑا سفید تھا۔ بلال رضی اللہ عنہ کا رنگ تو بڑا کالا تھا، مگر بلال رضی اللہ عنہ کا جسم بڑے کرموں والا تھا، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، پیارے ابوبکر رضی اللہ عنہ اب یہاں نہ رہنا بلکہ سیدھے میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے جاؤ اور جا کر کے محبوب علیہ السلام سے کہنا، میرے محبوب علیہ السلام کو جا کر کے میرا پیغام دے دینا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا پیغام کیا ہے؟ اے محبوب علیہ السلام! پہلے اونچا پڑھنے کا طریقہ نہیں بتانا تھا، اب بلال کو اونچا پڑھنے کا طریقہ آ گیا ہے، اب بلال رضی اللہ عنہ مر تو سکتا ہے لیکن قیامت کی دیواروں تک بلال کی زبان سے توحید کا نعرہ نہیں جا سکتا۔ بلال رضی اللہ عنہ مر جائے گا، امیہ کا ستم ختم ہو جائے گا، جہاں امیہ کے ستم کی انتہا ہوگی وہاں بلال رضی اللہ عنہ کے پیار کی ابتدا ہوگی۔ اللہ اکبر اللہ۔

پوچھنا چاہتا ہوں، سوال کرنا چاہتا ہوں، بلال رضی اللہ عنہ نے بھی کلمہ پڑھا، تم نے بھی کلمہ پڑھا، تم بھی میرے آقا علیہ السلام کے مرید، بلال رضی اللہ عنہ بھی آقا علیہ السلام کے مرید، بلال رضی اللہ عنہ کلمہ پڑھے، انگاروں پر لیٹے، بلال رضی اللہ عنہ کلمہ پڑھے ماریں کھائے، بلال رضی اللہ عنہ کلمہ پڑھے تکلیفیں برداشت کرے، بلال رضی اللہ عنہ کلمہ پڑھے جلتے انگاروں پر لیٹ جائے۔ تم کلمہ پڑھو سود کھاؤ، تم کلمہ پڑھو، رشوت کھاؤ، تم کلمہ پڑھو، مجرے دیکھو، تم کلمہ پڑھو، ہندوؤں کو

اپنے سینے سے لگاؤ، بتاؤ تمہارے ایمان کو مانوں یا بلال رضی اللہ عنہ کے ایمان کو مانوں؟ بلال رضی اللہ عنہ نے اپنی ہتھیلی پر جان رکھ کر کے جنت لی ہے، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ جنت میں ماریں کھا کر کے جائے، تم جنت میں رشوت کھا کر کے جاؤ، ذرا فیصلہ تو کروا۔

﴿مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ۝﴾ (یونس: ۳۵)

کون فیصلہ کرے گا؟ کلمہ پڑھا ہے تو محبت اس طرح کر کے دکھاؤ، جس طرح بلال رضی اللہ عنہ نے کر کے دکھائی ہے، ذرا توجہ کرتے جائیں، غور کرتے جائیں۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا پیغام میرے آقا علیہ السلام تک پہنچا تو میرے آقا علیہ السلام کو بڑی خوشیاں ہوئیں، میرے محبوب علیہ السلام کے پیغام کا ترجمہ کرنے والا اس طرح کرتا ہے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کیا کہہ رہا ہے؟ اے پیارے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) میرے محبوب علیہ السلام کو جا کر کے اس طرح کہو نہ ؎

کسی سے دل کا رشتہ یا تو ہم جوڑا نہیں کرتے
اور ملا لیں ہاتھ تو عمر بھر چھوڑا نہیں کرتے

اللہ اکبر اللہ!

میں قربان جاؤں، ادھر بلال رضی اللہ عنہ ماریں کھاتا ہے، ادھر شاعر قلم اٹھا کر کے لکھ رہے ہیں، ایک اور بول کر کے اپنے انداز میں اس طرح کہتا ہے، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ امیہ کا ستم دیکھ کر کے کہتے ہیں، امیہ بات سنو!

او جنا مرضی ظلم کما لے او پانویں بلدی اگ تے لٹا لے
میں کلمہ نئیں چھڈنا، میں کلمہ نئیں چھڈنا
میرے آقا نوں تو جاندا نئیں کوئی ثانی اس دے نال دا نئیں
سوہنا آمنہ دا اولال اے جناں میرے جئے سینے نال لا لے
میں کلمہ نئیں چھڈنا، میں کلمہ نئیں چھڈنا

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، یار ابوبکر رضی اللہ عنہ نیکی کرلو، اللہ تعالیٰ سے اجر لے لو، اس

طرح کرو میرے بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد ہی کروا دو۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گھر گئے اور جا کر کے اپنے گھر کا مال جمع کیا اور ایک غلام بڑا طاقتور اور نوجوان سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، اس کو لے کر کے امیہ کے پاس آئے، کہتے ہیں، اے امیہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو، بلال رضی اللہ عنہ کو کیوں اتنا مار رہے ہو؟ امیہ کہتا ہے اگر تمہیں بلال رضی اللہ عنہ اتنا ہی اچھا لگتا ہے، تو تم اس کو خرید لو اور اپنے ساتھ لے جاؤ۔ فرمایا چلو میرے بلال رضی اللہ عنہ کا سودا کرو، کیا کرنا چاہتے ہو؟ یہاں کالے رنگ کا پتہ چلنا ہے، یہاں کالے رنگ کی قیمت ادا ہونے لگی ہے۔ اللہ اکبر اللہ

یہ وہی بلال رضی اللہ عنہ ہے، جس کو کوئی دیکھتا نہیں تھا، یہ وہی بلال رضی اللہ عنہ ہے، جس کی کوئی بات نہیں کرتا تھا، آج میرے آقا علیہ السلام کا کلمہ پڑھا ہے تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی قیمت ادا ہو رہی ہے۔ امیہ کہتا ہے ہاں کرو کس طرح کرنا ہے؟

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، یہ میرا طاقت ور غلام لے لو اور بلال رضی اللہ عنہ مجھے دے دو، یہ کہتا ہے اس طرح بلال رضی اللہ عنہ نہیں دینا ہے بلکہ مجھے تین کلو سونا دو پھر میں بلال رضی اللہ عنہ دوں گا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، غلام بھی لے جاؤ، تین کلو سونا بھی لے جاؤ۔ مگر بلال رضی اللہ عنہ مجھے دے کر کے چلے جاؤ۔ اے ظالم تمہیں کیا پتہ ہے؟ قیامت کی دیواروں تک اگر اذان دینے والے نے اذان دینی ہے تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی سنت پر عمل کر کے دینی ہے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ میرے آقا علیہ السلام کے پاس آ گئے، میرے آقا علیہ السلام نے دور سے بلال رضی اللہ عنہ کو آتے دیکھا تو میرے آقا علیہ السلام اٹھ کر کھڑے ہو گئے، اس طرح میرے محبوب علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں کو بلند کیا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، بلال رضی اللہ عنہ کا سینہ تو کئی دنوں سے محبوب علیہ السلام کے ساتھ لگنے کو ترس گیا تھا، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ دوڑ کر کے آئے اور میرے آقا علیہ السلام کے سینے کے ساتھ سینہ لگایا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، یقین کرو کائنات والو میرا سینہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کے ساتھ لگا تو رب نے میرے سینے میں ٹھنڈک ڈال دی۔ اللہ اکبر اللہ

اب سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو مرتبہ ملنے لگا ہے، میرے محبوب علیہ السلام کے پاس سیدنا بلال رضی اللہ عنہ زندگی گزار رہے ہیں، مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جاتے ہی میرے آقا علیہ السلام نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تعمیر کروائی۔ جب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مکمل ہوگئی، اذان اللہ تعالیٰ کی طرف سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خواب میں سنائی گئی، فرمایا اذان کے یہ جملے اس طرح کہا کرو، میرے آقا علیہ السلام نے اس طرح اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں دیکھا، فرمایا میرا بلال رضی اللہ عنہ کہاں ہے؟ میرے بلال رضی اللہ عنہ کو تو لے کر کے آؤ۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ میرے آقا علیہ السلام کے پاس آ کر کے کھڑے ہوگئے، فرمایا: بلال رضی اللہ عنہ اذان تم سیکھ لو، آج کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں اذان کہے گا تو کالے رنگ کا بلال رضی اللہ عنہ ہی کہے گا اور میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا، کائنات والو! جو آدمی سات سال اذان کہہ دیتا ہے، مسجد میں سات سال اذانیں کہتا رہتا ہے، کل قیامت کا دن ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کو بڑی اونچی گردن عطا کریں گے، بڑا پیارا قد عطا کریں گے، اور محشر کے میدان کے اندر یہ جھنڈا سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہوگا، اور جتنے مؤذن ہوں گے، وہ سارے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوں گے۔

اللہ پاک فرمائیں گے، اے موذنو! چلو آج بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر کے جنت کے اندر چلے جاؤ، میں نے تمہیں جنت کا داخلہ عطا کر دیا، ہے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ میرے محبوب علیہ السلام کے مؤذن بن گئے۔

بدر کی لڑائی کا موقع آیا، میرے آقا علیہ السلام نے اس طرح جنگوں کی تشکیل کر دی۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اس طرح تلوار پکڑ کر کھڑے ہیں۔ اس طرح سامنے دیکھا تو امیہ نظر آیا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے تلوار پکڑی اور امیہ کے سر پر جا کر کے کھڑے ہوگئے، فرمایا امیہ یاد ہے، مجھے کس طرح مارا کرتا تھا؟ امیہ یاد ہے مجھے کس طرح دکھ دیا کرتا تھا۔ آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے کے بعد حبشی کی تلوار تمہاری گردن اتار کر کے رکھ دے گی۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اس ظالم کے سینے پر چڑھ گئے۔ جاؤ تاریخ کی کتابیں اٹھا کر کے دیکھو، وہ چوہدری آج زمین پر پڑا ہوا ہے، جو کل بلال رضی اللہ عنہ کے سینے پر پاؤں رکھ کر کے

بلال رضی اللہ عنہ کی غیرت کو جگایا کرتا تھا، آج میرا بلال رضی اللہ عنہ اس کے سینے پر بیٹھا ہے اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اس طرح نیزہ پکڑ کر کے اس کے سینے میں مار کر کے اس کو جہنم میں واصل کر دیا۔ اللہ اکبر اللہ

بدر کی لڑائی ختم ہوگئی، میرے آقا علیہ السلام گھر آ گئے، اللہ تعالیٰ نے میرے محبوب علیہ السلام کو معراج کروائی۔ صبح صبح ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر سے جب میرے آقا علیہ السلام مسجد میں آئے، میرے آقا علیہ السلام نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ میرے محبوب علیہ السلام کے پاس آئے ہیں، عرضیں کرتے ہیں محبوب خیر ہو، مجھے کیوں بلایا ہے؟ فرمایا بلال رضی اللہ عنہ سچ سچ بتاؤ دنیا پر کام کیا کرتے ہو؟ فرمایا محبوب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی زیارتیں کرتا ہوں، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، یار تم کوئی اعلیٰ کام کرتے ہو، محبوب ہاں کیا ہے؟ فرمایا: جب رات کو میں معراج پر گیا، اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت بھی دکھائی اور جہنم بھی دکھائی، بلال رضی اللہ عنہ میں اس طرح جنت میں جا رہا تھا، جبرائیل علیہ السلام میرے ہمراہ تھے اور آگے آگے پاؤں کی آہٹ محسوس ہوئی، میں نے پوچھا، اے جبرائیل مجھ سے پہلے تو جنت میں جا ہی کوئی نہیں سکتا، مگر یہ کون ہے؟ جو آگے چلتا جا رہا ہے۔

جبرائیل علیہ السلام عرضیں کرتے ہیں، محبوب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جنت میں دنیا کا کوئی انسان نہیں جا سکتا، دنیا کا کوئی بھی انسان جنت میں موجود نہیں ہے۔ محبوب یہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کالے رنگ کا بلال رضی اللہ عنہ ہے، جو چلتا مکہ اور مدینہ کی گلیوں میں ہے، مگر اس کے پاؤں کی آہٹ پہنچتی ہے تو جنت الفردوس میں پہنچتی ہے۔ اللہ اکبر اللہ

مقام اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا اور پھر وہ وقت بھی آیا۔

فتح مکہ کا موقع ہے، میرے آقا علیہ السلام نے دس ہزار کا لشکر لے کر کے مدینہ پر چڑھائی کی ہے، وہ مکہ کے کافر میرے آقا علیہ السلام کے غلام بنتے جا رہے ہیں، میرے آقا علیہ السلام اس طرح بیت اللہ کے دروازے میں جا کر کے کھڑے ہو گئے، دروازے میں جا کر کے

فرمایا: عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کہاں ہے، عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ میرے آقا علیہ السلام کے پاس آئے، میرے آقا علیہ السلام نے بیت اللہ کی چابیاں لیں، بیت اللہ کا دروازہ کھولا، اندر جا کر کے دو رکعت نماز پڑھی، نماز کے بعد میرے آقا علیہ السلام واپس آئے اور خطبہ ارشاد فرمایا، خطبہ دیتے دیتے ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا، دس ہزار کا لشکر میرے آقا علیہ السلام وہاں سے لے کر کے آئے، یہاں سے مکہ کے سارے لوگ بھی میرے آقا علیہ السلام کے ساتھ مل گئے۔ چوہدری دفعہ ہو گئے، بھاگ گئے، جو موجود تھے، بارہ چودہ ہزار کا مجمع میرے آقا علیہ السلام کے سامنے لگا ہے، اس طرح میرے آقا علیہ السلام نے آسمانوں کی طرف نظر اٹھائی، معلوم ہوا کہ ظہر کی نماز کا ٹائم ہو گیا ہے، ذرا غور کریں۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے کالے رنگ کی قیمت پڑنے لگی ہے، میرے آقا علیہ السلام نے اس طرح بارہ چودہ ہزار کے مجمع پر نظر دوڑائی، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، اَیْنَ بِلَالُ بْنُ رِبَاحٍ، بلال بن رباح کہاں ہے؟ نظر نہیں آ رہا، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ میرے آقا علیہ السلام کے پاس آ کر کے کھڑے ہو گئے۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: بلال بیت اللہ کی چھت پر چڑھ جاؤ اور رب کی توحید کا نعرہ بلند کرو، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، مجھے اتنی خوشی ہوئی، میں جلدی جلدی بھاگ کر کے بیت اللہ کی چھت پر چڑھ گیا اور جلدی چڑھنے کی وجہ سے مجھے سانس چڑھ گیا اور میں اذان کہنے سے تھوڑی دیر پہلے رک گیا۔

جب میں نے اس طرح چاروں طرف مکہ کے گرد نظر گھمائی، مجھے مکہ کے وہ چوک نظر آئے، جن چوکوں میں امیہ میرے پاؤں میں رسیاں ڈال کر کے مجھے گھسیٹا کرتا تھا، مجھے مکہ کے وہ ٹیلے نظر آئے، جن ٹیلوں پر ظالم مجھے تکلیفیں دیا کرتا تھا۔ میں نے آسمانوں کی طرف منہ اٹھا کر کے کہا، میرے رب تمہاری کتنی شانیں ہیں؟ کائنات کے رب جب میں بکریاں چرایا کرتا تھا، اس وقت میری طرف کوئی دیکھنے کو بھی تیار نہیں تھا، مگر آج تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھ لیا ہے اور تم نے مجھے بیت اللہ کی چھت پر چڑھا دیا ہے۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بیت اللہ کی چھت پر چڑھے اور پڑھتے ہیں، اللہ اکبر اللہ اکبر

رب کی توحید کا نعرہ بلند کیا، مکہ کی فضاؤں میں جب توحید کا نعرہ بلند ہوا، مکہ کے لوگوں کو پتہ چل گیا کہ رب کے نزدیک کالے رنگ والوں کا بھی بڑا مقام ہوا کرتا ہے۔ اللہ اکبر اللہ

دنیا والو ہر کسی سے پیار کرو، اللہ کی قسم اٹھا کر کے کہتا ہوں، کوئی رنگ کا گورا ہو تو بھی کوئی بات نہیں، کوئی بکریاں چرانے والا ہو تو بھی کوئی بات نہیں۔ اللہ اکبر اللہ

متاں کسے چرواہے نوں برا آکھیں بکریاں چار خود سرکار گئے نیں
کسے کمی نوں نیچ نہ سمجھیں! کر میرے محبوب کمیاں تائیں بھی کر پیار گئے نیں
میرے محبوب کے پروانے، میرے آقا کے دیوانے جنت کے بن حق دار گئے نیں
اور کسے کالے نوں برا نہ سمجھیا کر حبشی جان حضور توں وار گئے نیں

اللہ اکبر اللہ فرمایا:

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ (الحجرات: ۱۳)

رب کے نزدیک رنگ کی قدر نہیں، رب تو دلوں کو دیکھتا ہے، جس کے دل میں ایمان ہو، رب اس کو جنت کا داخلہ عطا کرتا ہے۔ آؤ کائنات والو! اپنے خوب صورت ہونے پر آج کے بعد مان کرنا چھوڑ دو، اپنے گورا ہونے پر مان کرنا چھوڑ دو، اپنے پیارے ہونے پر آج کے بعد مان کرنا چھوڑ دو کیونکہ مان کرنے سے کچھ نہیں بنتا؟ اگر بنتا ہے تو ایمان سے بنتا ہے اگر تمہارے سینے میں ایمان ہوگا، پھر چاہے تم رنگ کے کالے ہی کیوں نہ ہو۔ رب تعالیٰ تمہیں جنت کا داخلہ عطا کر دے گا۔

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی وہ ایمان عطا فرمائے جو ایمان کائنات کے رب نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا تھا۔

یقین جانیں جوانوں کی زندگی سنور جائے گی، اگر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی سیرت پر عمل ہوگیا، دعا ہے جو کچھ بیان کیا ہے، اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَ أَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾ (التوبة: ١١١)

ہر قسم کی حمد وثناء اللہ جل شانہ کی ذات اقدس کے لیے ہے، درود وسلام آقائے کائنات، سید الاولین، والآخرین، امام اعظم، امام کائنات، امام المرسلین، امام المجاہدین، جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس، اطہر، اعلیٰ وبالا کے لیے ہوں۔

حضرات ذی وقار موجودہ حالات کے مطابق اور اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے، اور جو جو کچھ پوری دنیا میں سنائی دے رہا ہے، اور دکھائی دے رہا ہے۔ برائی اپنی طغیانی پر ہے، لڑائی جھگڑا، جنگ وجدل، ایک ایک بات پر آدمی کا قتل ہو جانا، چار روپوں کی خاطر لوگوں کی عزت کو اچھال دینا، محض شراب کے نشے میں آکر کے زبان سے گندی گالیاں دینا، کسی کی غربت کا ناجائز فائدہ اٹھا کر اس کی زمین، اس کی جائیداد اور اس کی عزت پر ناحق قبضہ کرنا، شراب نوشی، جوا، سود خوری، رشوت، زنا کاری، بدکاری، نخوت، برائیوں کے اڈے، حجروں کے اندر مجرے من وعن جو حالات آج ہیں، یہی حالات آج سے پندرہ، سولہ سو سال پہلے بھی تھے۔ یہ حالات کب تھے؟

جب محبوب کبریاء جناب محمد مصطفیٰ ﷺ اس دنیا کائنات پر نبوت کا تاج پہن کر نہیں آئے تھے۔ یہ برائی اس وقت بھی اپنی طغیانی پر تھی اور پھر ایک وقت آیا، ظلمت کے بادل چھٹ گئے، برائی اور شرک کی راتیں ختم ہو گئیں، نبوت وآفتاب کا سورج طلوع ہوا، غار حراء سے طلوع ہو کر کے پوری کائنات میں پھر اس کی کرنیں پہنچیں اور یہ اس دور کی

بات ہے کہ جو توحید کا نام لیتا تھا، لوگ اس کو قتل کرنا ثواب سمجھتے تھے، جو یکتائی، الٰہیت، الوہیت، ربوبیت اور وحدانیت کا نعرہ لگاتا تھا، اس کا قتل کرنا اس کا خون بہانا ان کے نزدیک باعث اجر اور موجب جنت تھا۔ اللہ اکبر اللہ

میرے محبوب علیہ السلام نے رب العزت کی توفیق سے توحید کا بول بالا کیا اور کائنات کے رب نے چالیس سال کی عمر میں میرے محبوب علیہ السلام کو نبوت کا تاج عطا فرمادیا،

سنو پوری کائنات میں سے سب سے پہلی آنکھیں جنہوں نے سب سے پہلے میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کی حالت میں دیکھا، سب سے پہلی وہ ہستی جب دنیا پر کوئی آدمی مسلمان نہیں تھا، اس وقت ایک ہی مسلمان تھا۔ میرے محبوب علیہ السلام کی بات کو ماننے والی ایک ہی ہستی اور ان کا نام سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہے۔ یہ اسلام کی وہ عورت ہے، جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف عطا کیا کہ پوری دنیا میں سے سب سے پہلے میرے محبوب علیہ السلام کا نبی ہونے کے ناطے دیدار کیا تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کیا۔ کیسا مقام ہے؟ کیسی اس عورت کی عظمت ہے؟ جنہوں نے سب سے پہلے میرے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر لبیک کہا اور میرے آقا علیہ السلام کے نبوت کے اعلان کو مان لیا۔ اس لیے اللہ رب العزت نے اس عورت کو مقام عطا فرمایا اور میں یہ بات ضرور کہوں گا۔

عورتوں کے حوالے سے جو لوگ کہتے ہیں کہ اسلام میں عورت کا مقام ہی کوئی نہیں، اسلام میں عورت کو قید کیا جاتا ہے، عورت کے حقوق نہیں دیئے جاتے، ان غیر مسلم لوگوں کو میں یہ بات کہوں گا۔ تاریخ اٹھا کر کے دیکھو، تاریخ اس بات کی گواہ ہے، اسلام میں سب سے پہلے داخل ہونے والا مرد نہیں بلکہ ایک عورت ہے۔ اسلام نے سب سے پہلے امتیاز عورت کو دیا ہے اور وہ عورت اور وہ خاتون جنت جس کا ذکر میں کرنا چاہ رہا ہوں۔ آؤ ذرا توجہ کرتے جائیں۔

صحیح بخاری میں یہ روایت موجود ہے، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، خَيْرُ نِسَاءِ هَا مَرْيَمُ وَخَيْرُ نِسَاءِ هَا خَدِيْجَةُ رضی اللہ عنہا، میرے محبوب علیہ السلام نے فرمایا کائنات

والو مردوں میں سے اللہ تعالیٰ نے بہت سے مردوں کو بڑے بڑے مرتبے عطا کیے ہیں، نبی بھی بن کر کے آئے تو مردوں میں سے بن کر کے آئے، کوئی عورت نبی نہیں بن سکتی اور نہ ہی کوئی عورت نبی بن کر آئی ہے۔

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، کائنات والو! مردوں میں سے تو اللہ تعالیٰ نے بہت سے درجات والے پیدا کیے لیکن عورتوں میں سے اللہ تعالیٰ نے مقام سیدہ مریم علیہا السلام کو عطا فرمایا، عورتوں میں سے سب سے زیادہ درجہ، سب سے زیادہ عظمت عطا کی ہے تو اللہ تعالیٰ نے میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو عطا کیا ہے۔

میرے نبی کریم علیہ السلام کی بیوی کا مقام اتنا اعلیٰ ہے، فرمایا: پوری کائنات کی عورتوں میں سے سب سے زیادہ مقام اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو عطا فرمایا، کون خدیجہ رضی اللہ عنہا؟ میرے آقا علیہ السلام کی ہمدرد خدیجہ رضی اللہ عنہا، کون خدیجہ رضی اللہ عنہا؟ میرے آقا علیہ السلام کی دکھ دار اور غم خوار خدیجہ رضی اللہ عنہا، کون خدیجہ رضی اللہ عنہا؟ میرے محبوب علیہ السلام کے زخموں پر محبت کی پٹیاں لگانے والی خدیجہ رضی اللہ عنہا، کون خدیجہ رضی اللہ عنہا؟ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی امی جان خدیجہ رضی اللہ عنہا، کون خدیجہ رضی اللہ عنہا؟ کیا مقام ہے اس عورت کا؟ جنہوں نے اپنی دولت کو میرے محبوب علیہ السلام کے سپرد کر دیا، جنہوں نے اپنی جان کو میرے آقا علیہ السلام کے سپرد کر دیا، جنہوں نے اپنی ساری زندگی کو اللہ تعالیٰ کے نام لگا دیا اور کائنات کے رب نے ان لوگوں کو درجہ کیا عطا فرمایا؟ فرمایا:

﴿إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ (التوبۃ: ۱۱۱)

فرمایا: رب کریم نے سودا کر لیا ہے ان مردوں اور ان عورتوں کے ساتھ جنہوں نے اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا، جنہوں نے اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا، جنہوں نے اپنی جائیدادوں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔

یہ میرے محبوب علیہ السلام کی وہ بیوی ہے، جو پورے عرب میں سے، پورے مکہ میں

سے سب سے زیادہ دولت والی عورت ہے، سب سے زیادہ امیر ترین عورت ہے۔ تاریخ والوں نے لکھا ہے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اتنی مالدار عورت تھیں، اللہ تعالیٰ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اتنا مال عطا کیا تھا، جب یہ تجارت کا سامان لے کر کے باہر جایا کرتی تھیں تو باہر جب خیمے لگتے تھے۔ ان خیموں کے ساتھ باندھنے والی رسیاں اور ان رسیوں کو مضبوط کرنے والے کلے بھی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سونے کے رکھے ہوئے تھے۔ اتنی دولت مند عورت تھیں، میں صدقے اور قربان جاؤں لیکن ساری دولتیں میرے آقا علیہ السلام کے سپرد کر دیں۔ ساری جائیدادیں میرے آقا علیہ السلام کے سپرد کر دیں۔ پھر اللہ رب العزت نے اس عورت کو مقام کیا عطا فرمایا؟ ایک دن میرے آقا علیہ السلام تشریف فرما ہیں، آسمانوں سے جبرائیل علیہ السلام چلتے چلتے میرے آقا علیہ السلام کے پاس آ گئے۔

آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، جبرائیل علیہ السلام کیسے آئے ہو؟ جبرائیل علیہ السلام عرض کرتا ہے، محبوب آج میں آسمانوں سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خوشخبری لے کر کے آیا ہوں، فرمایا: بتاؤ، جبرائیل علیہ السلام کیا خوشخبری لے کر کے آئے ہو؟ جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں، بَشِّرْهَا بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ، فرمایا: سوہنیا! اپنی بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہہ دیں، جس نے سارا مال آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دیا ہے۔ صرف ایک موتی اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑا بنا دیا ہے، اس ایک موتی میں کائنات کے رب نے ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا محل تیار کر دیا ہے۔ اللہ اکبر اللہ

میں صدقے اور قربان جاؤں، کتنا مقام کائنات کے رب نے اس عورت کو عطا فرمایا؟ ایک اور روایت صحیح بخاری کی ہے۔ ذرا اس پر بھی توجہ کرتے جائیں۔ میرے آقا علیہ السلام گھر میں تشریف فرما ہیں اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کر رہی ہیں، واہ مالکا میں تیری قدرتوں پر صدقے اور قربان جاؤں، میرے پاس کائنات کی دولتیں ہوں تو میں ان ہاتھوں پر فدا کر دوں، جن ہاتھوں کا پکا ہوا کھانا میری سرکار کھاتی ہے۔ میرے پاس کائنات کی دولتیں ہوں تو میں اس عظمت والی عورت

کے دوپٹے پر قربان کر دوں۔ جس دوپٹے کی اوٹ کے نیچے میرے نبی علیہ السلام آرام کرتے ہیں، کتنے مقدروں والی وہ عورت؟ کتنی عظمتوں والوں وہ عورت؟ جو کھانا پکائے اور جس کے ہاتھوں کا پکا ہوا کھانا کھا کر کے فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کی شہزادی بن جاتی ہے۔ میں صدقے اور قربان جاؤں، سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اس طرح کھانا تیار کیا۔ ادھر کھانا تیار کر کے ایک برتن میں ڈالا، ادھر آسمانوں سے اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیج دیا۔ فرمایا جبرائیل علیہ السلام اتنی جلدی جانا ہے، خدیجہ رضی اللہ عنہا نہ پہنچے اور تم نے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے پہلے ہی میرے محبوب علیہ السلام کے پاس پہنچ جانا ہے۔ سیدنا جبرائیل علیہ السلام میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، جبرائیل علیہ السلام اتنی جلدی آئے ہو، خیر ہو، کوئی قرآن کی آیت لے کر آئے ہو؟ فرمایا نہ نہ محبوب سوہنیا! فرمایا کوئی حدیث کا جملہ لے کر کے آئے ہو؟

فرمایا نہ نہ محبوب سوہنیا! کوئی زراعت کا مسئلہ لے کر کے آئے ہو؟ فرمایا نہ نہ محبوب سوہنیا! کوئی وراثت کا قانون لے کر کے آئے ہو؟ جی نہیں محبوب نہیں لے کر آیا، فرمایا بتاؤ جبرائیل آج کیا لے کر آئے ہو؟ آسمانوں سے لے کر کے آتے ہو تو تم قرآن لے کر آتے ہو، آج کیا لے کر کے آئے ہو؟ جناب جبرائیل علیہ السلام عرضیں کرتے ہیں، سوہنیا آج میں آسمانوں سے قرآن لے کر کے نہیں آیا، آج میں آسمانوں سے ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سلام لے کر کے آیا ہوں۔ حدیث پاک کے الفاظ پر ذرا غور کریں۔ جناب جبرائیل علیہ السلام عرضیں کرتے ہیں:

((هٰذِهِ خَدِيْجَةُ قَدْ اَتَتْكَ وَمَعَهَا اِنَاءٌ فِيْهِ اِدَامٌ اَوْ طَعَامٌ اَوْ شَرَابٌ فَاِذَا اَتَتْكَ فَاقْرَأْهَا السَّلَامَ))

سوہنیا! جب خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس برتن میں کوئی چیز لے کر کے آئے، سوہنیا آسمانوں کے رب کا خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سلام کہہ دینا اور میرا بھی سلام کہہ دینا۔ اللہ اکبر اللہ کتنی عظمت والی عورت ہے؟ پھر میں کیوں نہ محبت اور پیار سے کہوں کہ!

میرے محبوب کی غم خوار، وفادار خدیجہ
میرے محبوب کے گلشن کی بہار خدیجہ
جس کی قسمت میں اماموں کا امام آیا
جس پہ خدائے لم یزل کا بارہا سلام آیا

اللہ اکبر اللہ! اللہ تعالیٰ کا قرآن کہہ رہا ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ (التوبة: ١١١)

میں صدقے اور قربان جاؤں آؤ ذرا توجہ کرتے جائیں، غور کرتے جائیں، میرے محبوب علیہ السلام کی عمر تقریباً اڑتیس سال کے قریب پہنچ گئی۔ نبوت سے کچھ ایام پہلے کی بات ہے۔ چالیس سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے میرے آقا علیہ السلام کو نبوت عطا کی صرف میرے نبی کو ہی نہیں، بلکہ ہر نبی کو نبوت ملتی ہے تو چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی ہے، چالیس سال سے پہلے کسی نبی کو رب نبوت عطا نہیں کرتا، اس وقت اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے۔ جب اس کی سوجھ بوجھ مکمل ہو جاتی ہے، چالیس سال کے بعد اللہ تعالیٰ نبی کو نبوت اور رسالت عطا کرتا ہے۔

میرے آقا علیہ السلام کی عمر ابھی چالیس سال سے کچھ کم ہے اور میرے آقا علیہ السلام کو خواب آنا شروع ہو گئے، صحیح بخاری کتاب بدء الوحی کی روایت ہے، میرے آقا علیہ السلام کو وحی سے پہلے خواب آتے تھے۔ وحی کی آمد سے پہلے، نبوت ملنے سے پہلے میرے آقا علیہ السلام کو رات کو خواب آیا کرتے تھے اور جو چیز میرے آقا علیہ السلام خواب میں دیکھتے تھے، وہی صبح حقیقت ہو جایا کرتی تھی، جو کام رات کو خواب میں دیکھا۔ وہ صبح حقیقت میں بدل جاتا، پھر میرے آقا علیہ السلام خلوت پسند ہو گئے۔ میرے محبوب علیہ السلام علیحدگی میں رہنے لگ پڑے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا، سوہنیا بتائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول کس طریقے سے ہوتا رہا ہے؟ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، مجھے پہلے خواب آیا کرتے

تھے، اس کے بعد پھر مجھ پر ایک دو دن جبرائیل امین علیہ السلام وحی لے کر کے آیا، وحی کے آنے سے پہلے اس طرح شور برپا ہو جاتا ہے، اس طرح لگتا ہے، جیسے کوئی تیز آندھی چل رہی ہے اور جب میرے آقا علیہ السلام پر وحی نازل ہوا کرتی تھی، موسم چاہے سردی کا ہوتا، موسم چاہے گرمی کا ہوتا، میرے آقا علیہ السلام کی پیشانی پر پسینے کے قطرات گرنے لگ جاتے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خود ہی پتہ چل جایا کرتا تھا، جب میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان جگہوں پر پسینہ آ جاتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمجھ جاتے، محبوب علیہ السلام پر وحی کا نزول ہو رہا ہے۔ میرے آقا علیہ السلام سب سے پہلے مکہ کے باہر دوسری طرف پہاڑوں کی وادی میں ایک غار بنی ہوئی ہے، اس غار کو غار حراء کہا جاتا ہے۔ اللہ اکبر اللہ

آج بھی کئی حجاج کرام اس غار کی زیارت کر کے آتے ہیں، میرے آقا وہاں جا کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ ذرا توجہ کریں، آج ہمارے گھروں کی لڑائیاں ہی نہیں جاتیں، آج شوہر مسجد میں نمازیں پڑھنے لگ جائے، بیوی کہتی ہے ہر وقت نمازیں ہی پڑھتے جاتے ہو، تمہیں گھر کا فکر ہی نہیں ہے۔ نہ کبھی تم نے سبزی کا پتہ کیا ہے، نہ کبھی آٹا دانہ پوچھا ہے، نمازیں ہی پڑھتے رہتے ہو، ادھر میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر غور کرو۔

میرے محبوب علیہ السلام صبح اٹھ کر کے سیدھا غار حراء میں چلے جایا کرتے تھے اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا تین تین چار چار دن کا کھانا پکا کر کے میرے محبوب علیہ السلام کے پیچھے لے جایا کرتی تھیں، اس طرح کھانا باندھ کر میرے آقا علیہ السلام کے پاس لے جایا کرتیں۔

اللہ اکبر اللہ!

ہائے کتنی غم خوار میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے؟

رمضان المبارک کا مہینہ، میرے آقا علیہ السلام سارا دن غار حراء میں گزارتے تھے، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کھانا لے کر کے جایا کرتی تھیں، ساتھ میرے آقا علیہ السلام نماز پڑھتے تھے، ساتھ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی نماز پڑھا کرتی تھیں، اور پھر گیارہ رمضان کو یا رمضان کی کسی

اور تاریخ کو تاریخ کے اندر اختلاف ہے، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا گھر میں موجود ہیں، میرے محبوب غار حراء میں موجود ہیں، اچانک میرے پیر و مرشد جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر کسی چیز کا وزن طاری ہوگیا، اس طرح لگتا ہے جیسے کسی چیز کا بوجھ میرے آقا علیہ السلام پر پڑ رہا ہے، اس طرح میرے آقا علیہ السلام پر بوجھ طاری ہوگیا اور میرے آقا علیہ السلام کے جسم سے پسینہ نکلنا شروع ہوگیا۔ اللہ اکبر اللہ

ایک طرف سے آواز آئی، آسمانوں سے رب نے جب پہلی بار جبرائیل علیہ السلام کو میرے نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا، اس وقت کا واقعہ ہے، جبرائیل علیہ السلام آیا، آواز آئی:

((اِقْرَاْ یَا مُحَمَّدُ))

''اے محمد (ﷺ) پڑھو، اے محمد (ﷺ) پڑھیں۔''

آقا علیہ السلام فرماتے ہیں:

((مَا اَنَا بِقَارِئٍ))

''اے مجھے پڑھنے کا کہنے والے میں نے تو کچھ پڑھا ہی نہیں، بتاؤ کیا پڑھوں؟

آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، پھر جبرائیل علیہ السلام نے مجھے پکڑ کر کے اس طرح اپنے کلاوے میں لیا اور مجھے اتنا دبایا اتنا دبایا اور دبانے کے بعد پھر کہنے لگا، اِقْرَأْ، پڑھیں، پڑھیں، پڑھیں۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، میں نے پھر کہا مَا اَنَا بِقَارِئٍ، میں تو پڑھا نہیں ہوں، یار میں پڑھو تو کیا پڑھوں؟ میں تو نہیں پڑھا ہوا، اس نے دوبارہ پھر کہا: اِقْرَأْ یَا مُحَمَّدُ (ﷺ) سوہنیا! پڑھیں، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، میں کیا پڑھوں؟ مجھے بتاؤ میں کیا پڑھوں؟ آگے سے جبرائیل علیہ السلام بول کر کے کہتا ہے:

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝﴾ (العلق: ۱۔۵)

یہ سب سے پہلی وحی جو میرے آقا علیہ السلام پر آسمانوں سے نازل ہوئی، اب

جبرائیل علیہ السلام پڑھاتا جارہا ہے اور میرے آقا علیہ السلام پڑھتے جارہے ہیں۔ ترجمہ کیا ہے؟

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ﴾ اس بابرکت رب کے نام سے پڑھیں جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا ہے، جس رب نے پوری کائنات کو پیدا کیا ہے۔ جس رب نے انسان کو ایک لوتھڑے سے تیار کیا ہے، اس رب کے نام کے ساتھ پڑھو، جس رب نے قلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم سکھا دیا ہے۔

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، میں نے اتنا کچھ پڑھا تو جبرائیل علیہ السلام واپس چلے گئے اور میرا بدن اس طرح کانپنے لگ پڑا، میرے جسم سے پسینہ نکلنا شروع ہوگیا، میرے محبوب علیہ السلام ویسے ہی غار حراء سے نکلے اور کانپتے کانپتے اپنے گھر آئے، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا آقا علیہ السلام سے عرض کرتی ہیں، محبوب جی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ہوا ہے؟ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، زَمِّلُوْنِیْ دَثِّرُوْنِیْ، اس کا معنیٰ یہ ہے، خدیجہ مجھ پر کمبل ڈال دو، خدیجہ مجھے بستر تیار کردو۔ خدیجہ مجھے سمجھ نہیں آرہی میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ مجھ پر بستر ڈال دو، میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔ میرے آقا علیہ السلام لیٹ گئے، کچھ دیر بعد میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر سے رعب کی کیفیت ختم ہوئی، جسم کی کپکپی بند ہوگئی۔ سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا چلتی چلتی میرے آقا علیہ السلام کے پاس آگئیں، عرضیں کرتی ہیں۔ محبوب جی بات بتائیں کیا ہوا ہے؟

جاؤ جاکر کے بخاری کی حدیث اٹھا کر کے دیکھو، میرے آقا علیہ السلام نے زبان سے کتنا درد والا جملہ بولا؟

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، خدیجہ مجھے اپنی جان کا خطرہ پیدا ہوگیا ہے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس طرح میرے محبوب علیہ السلام کے سر کو اٹھا کر کے اپنی گود میں رکھا اور فرمایا كَلَّا وَاللّٰهِ لَا یُخْزِیْكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ. اے محبوب غم کس لیے کرتے ہو؟ میں اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کے کہتی ہوں، کائنات کا رب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی ضائع نہیں کرے گا، سوہنیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضائع نہیں کیا جائے گا۔

آ قا علیہ السلام فرماتے ہیں، خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زبان سے جملے نکلنے کی دیر تھی، رب نے میرا حوصلہ بلند کر دیا، کیوں نہ بلند ہوتا۔ کائنات والو! انسان کا ہم سفر تو ایک ہی ہوا کرتا ہے، ایک بیوی ایسی ہے جس سے آدمی آ کر کے دل کی باتیں کر لیتا ہے۔ اللہ اکبر اللہ

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا عرضیں کرتی ہیں، محبوب غم نہ کریں، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی آپ کو دلاسہ دیتی ہوں، کائنات کا رب کبھی آپ کو ضائع نہیں کرے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشانی نہیں ہوگی، پھر میرے آ قا علیہ السلام نے کئی دن گھر میں آرام کیا، پھر میرے محبوب علیہ السلام نے نبوت کا دعویٰ کیا، اس طرح کوہ صفا پر چڑھ کر کے میرے آ قا علیہ السلام نے مکہ والوں کو توحید بتائی ہے۔

بنگلہ کے باسیو! ذرا توجہ کرو، اردگرد سے آنے والو ذرا میرے آ قا علیہ السلام کے دکھ پر غور کرو، ادھر جو میرے آ قا علیہ السلام کو امین کہنے والے تھے، ادھر جب زبان سے توحید کا نعرہ بلند ہوا تو یہ لوگ میرے آ قا علیہ السلام کو گالیاں دینے لگ پڑے، میرے آ قا علیہ السلام کو پتھر مارنے لگ پڑے، میرے محبوب علیہ السلام کو برا کہنے لگ پڑے۔ ایک دن میرے آ قا اس طرح بیت اللہ کے ساتھ حطیم میں نماز پڑھ رہے ہیں، ایک ظالم دوڑتا ہوا آیا، اس ظالم نے ایک پٹکا اس طرح اپنے ہاتھ میں پکڑا ہے اور پٹکے کو میرے آ قا علیہ السلام کے گلے میں ڈال کر کے بل دینے شروع کر دیئے، میرے محبوب علیہ السلام کے گلے کو دباتا جا رہا ہے اور کہتا ہے، بتاؤ ہمارے خداؤں کو برا کیوں کہتے ہو؟ میرے محبوب علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اللہ ایک ہے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں۔ اللہ اکبر اللہ

کئی سرداروں نے آ کر کے چھڑوایا، یہاں تک مکہ کے کافروں نے میرے محبوب کو پریشان کر دیا۔ ایک سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کسی سہیلی کے گھر میں چلی گئیں، اوپر سے اس کا شوہر آ گیا، جس نے کلمہ نہیں پڑھا تھا، کہنے لگا اس خدیجہ کا تو حال ہی کوئی نہیں، اتنی بڑی دولت مند عورت ہو کر کے غریب سے آدمی سے شادی کر والی ہے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی آنکھیں برس پڑیں اور جلدی جلدی واپس گھر میں آئیں۔ آ قا علیہ السلام فرماتے ہیں، اے

میری پیاری خدیجہ رضی اللہ عنہا کیوں رو رہی ہو؟ محبوب پیارے کیوں نہ روؤں؟ آج ایک ظالم نے مجھے طعنہ مارا ہے، جو طعنہ مجھ سے سنا نہیں جاتا، آج کے بعد میری جتنی دولتیں ہیں۔ وہ ساری میں نے آپ کے نام لگوا دی ہیں اور پھر دوسرے دن سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اس کے گھر میں گئیں، عرضیں کیں: اے ظالم! کل میرا محبوب غریب تھا اور آج کائنات کے رب نے میرے محبوب علیہ السلام کو دولت مند بنا دیا ہے، آج کے بعد مکہ کا کوئی آدمی یہ بات نہیں کرے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم غریب ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دولت کوئی نہیں۔ سبحان اللہ! کیسی وفادار بیوی میرے آقا علیہ السلام کی ہے؟ کیسی غم خوار بیوی میرے آقا علیہ السلام کی ہے؟

اور نسائی میں یہ روایت موجود ہے، ایک دن میرے آقا علیہ السلام اس طرح نماز پڑھ رہے ہیں، مکہ کے کافروں نے مل کر کے ایک اونٹ کی اوجڑی میرے آقا علیہ السلام پر پھینک دی ہے۔ میرے محبوب علیہ السلام کے کپڑے خراب ہوگئے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا اس طرح چھوٹا سا قد ہے، دوڑ کر کے آئے، اس کو پکڑ کر کے کھینچا تو کھال کا وزن نہ ہٹایا گیا۔ چلتے چلتے میرے آقا علیہ السلام کے دروازے پر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا، ماں خدیجہ رضی اللہ عنہا دروازے پر آئیں، فرمایا بتاؤ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کیا ہوا ہے؟ فرمایا: اے اللہ والی مومنوں کی ماں کیا پوچھتی ہو؟ آج مکہ کے کافروں نے میرے محبوب علیہ السلام پر گندی کھال پھینک دی ہے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر آٹھ نو سال کے قریب ہے، اس طرح دوڑ کر کے آئیں، ایک طرف سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پکڑا اور دوسری طرف سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پکڑا اور پکڑ کر کے میرے آقا علیہ السلام سے گندی کھال کا بوجھ ہٹایا۔ میرے محبوب علیہ السلام روتے روتے اپنے گھر کی طرف چلے گئے اور ساتھ زبان سے کہتے ہیں۔ اللہ میری اس امت کو ہدایت ہی عطا فرما دے، اس طرح میرے محبوب علیہ السلام گھر میں پہنچے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب سر سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک میرے محبوب علیہ السلام کی طرف نظریں دوڑائیں۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی آنکھیں برس پڑیں کیوں نہ برستیں؟ کائنات والو! جو بیوی صبح سے لے کر کے شام تک اپنے خاوند کا انتظار کرے اور شام کو

جب اس کا خاوند آئے تو مکہ کے کافروں کے پتھر کھا کر کے آئے تو پھر اس بیوی کو دکھ کیوں نہ ہو؟ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی آنکھیں برس پڑیں، آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور اس طرح میرے آقا علیہ السلام کے چہرہ مبارک کو صاف کرنا شروع کیا۔ اللہ اکبر اللہ

وہ دکھوں کی گھاٹیاں جن دکھوں میں میرے آقا علیہ السلام کو سب چھوڑ گئے، لیکن خدیجہ رضی اللہ عنہا نے میرے آقا علیہ السلام کو نہیں چھوڑا، میں صدقے اور قربان جاؤں اور پھر مکہ والوں نے میرے آقا علیہ السلام کو شعب ابی طالب میں بند کیا، تین سال بند کیا اور بعض روایات میں ڈیڑھ سال کا ذکر ہے۔ میرے محبوب علیہ السلام کو شعب ابی طالب میں بند کر دیا گیا، مکہ والوں نے مشورہ کیا جتنے لوگوں نے کلمہ پڑھ لیا ہے، ان سب کو اکٹھا کر کے ایک حویلی میں بند کر دو۔ نہ ان کو کھانے کے لیے کچھ دیا جائے نہ ان کو پینے کے لیے کچھ دیا جائے، میرے آقا علیہ السلام کے چچا ابو طالب کی ایک حویلی ہے، جسے شعب ابی طالب کہا جاتا ہے، اس میں سب کو اکٹھا کر دیا گیا۔

میرے آقا علیہ السلام بھی اس حویلی میں بند ہیں، میرے آقا علیہ السلام کی بیوی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی اس حویلی میں بند ہیں، میرے آقا علیہ السلام کی بیٹیاں بھی اس حویلی میں بند ہیں، سارے مسلمانوں کو اس حویلی میں بند کر دیا گیا، نہ کھانے کو کچھ دیا جاتا ہے، نہ پینے کو کچھ دیا جاتا ہے۔

سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے لگتے ہیں، کہتے ہیں میں نے مکہ میں خود سنا رات کو جب بھوک کی وجہ سے شعب ابی طالب میں مسلمانوں کے بچے رویا کرتے تھے تو ان کی آوازیں مکہ کی فضاؤں میں آیا کرتی تھیں، ایک دن سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو بہت دکھ ہوا، اس طرح تھوڑا سا کھانے پینے کا راشن لے کر کے نکلے ہیں۔ راستے میں ابو جہل مل گیا، کہنے لگا حکیم یہ کھانا کہاں لے کر کے جا رہے ہو؟ میں تمہیں شعب ابی طالب میں کھانا لے کر کے نہیں جانے دوں گا، مکہ کا ایک سردار آیا، اس نے کہا اے ظالم تم کیوں روک رہے ہو؟ کھانے پینے سے روکا نہیں کرتے، سیدنا حکیم بن

حزام رضی اللہ عنہ چلتے چلتے شعب ابی طالب میں پہنچے ہیں، عرضیں کیں، اے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا میں آپ کے لیے کچھ کھانے کو لایا ہوں، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کھانے کا سامان پکڑ لیا اور رکھ لیا، جب آ کر کے دیکھا کہ میرے آقا علیہ السلام آرام کر رہے ہیں، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، پیارے نبی ﷺ اٹھیں گے تو مل کر کے کھانا کھائیں گے، اس طرح میرے آقا علیہ السلام بیدار ہوئے، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اس طرح کھانا میرے نبی ﷺ کے سامنے کر دیا، ایک کھانے والے میرے آقا، ایک سیدہ خدیجہ، ساتھ میرے کریم نبی ﷺ کی چار بیٹیاں بھی موجود ہیں، کھانا تھوڑا ہے، اور کھانے والے زیادہ ہیں۔ اللہ اکبر اللہ

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا عرضیں کرتی ہیں، سوہنیا آپ ﷺ کھا لیں، ساتھ اپنی بیٹیوں کو کھلا لیں، کوئی بات نہیں میں بھوکی رہ کر کے گزارہ کر لوں گی، میرے آقا علیہ السلام نے بات سنی تو میرے محبوب علیہ السلام کی آنکھیں برس پڑیں، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، اے خدیجہ رضی اللہ عنہا تم نے کھانا کیوں نہیں کھانا؟ سوہنیا کوئی بات نہیں، آپ نے کھا لیا تو میں نے کھا لیا۔ میرے آقا علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، فرمایا محبوب پیارے کیوں روئے جا رہے ہو؟ فرمایا اے میری پیاری خدیجہ مجھے وہ وقت یاد آ گیا ہے، جب مکہ میں سے امیر عورت تم ہوا کرتی تھی، جب مکہ میں سب سے زیادہ دولتیں تمہارے پاس ہوا کرتی تھیں۔ آج خدیجہ! تمہارا وہ مال نہیں رہ گیا، آج سارا مال مکہ کے کافروں نے چھین لیا ہے، ہم روٹی سے تنگ ہو رہے ہیں، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا عرضیں کرتی ہیں، محبوب سوہنیا! مجھے رب کعبہ کی قسم ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے، مجھے دولتوں کی کوئی غرض نہیں، مجھے چاہیے تو اپنا محبوب علیہ السلام چاہیے، مجھے دولت نہیں چاہیے، مجھے دنیا کی جائیدادوں سے کوئی غرض نہیں، ہاں ہاں سنو! میرے آقا علیہ السلام کی بیوی کا کردار سن کر کے لے جاؤ۔

آج کی عورت کو ایک وقت کی روٹی نہ ملے تو گھر میں جھگڑا ہو جاتا ہے، آج تمہارے خاوند سے تمہاری ایک فرمائش پوری نہ ہو تو تم پتہ نہیں کیا کیا کچھ کرتی ہو؟ دیکھو میرے آقا علیہ السلام کی بیوی کیسی ہے؟ جس کے پاس دولتیں پورے مکہ کے لوگوں میں سے

زیادہ تھیں، لیکن ایک ایک دولت کر کے، میرے محبوب علیہ السلام کے نام پر قربان کر دی ہے، آج شعب ابی طالب میں پیارا محبوب علیہ السلام بھی بھوکا رہ کر گزارہ کرتا ہے، اور میرے آقا علیہ السلام کی بیٹیاں بھی بھوکی رہ کر گزارہ کرتی ہیں۔ ہے کوئی اتنی وفات دار بیوی؟ اتنی وفائیں، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے میرے آقا علیہ السلام سے کیں، میں صدقے اور قربان جاؤں، ایسے ہی تو نہیں کائنات کے رب نے اعلان کر دیا، جب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا یہ غم میرے آقا علیہ السلام نے دیکھا، تو آنکھوں سے آنسو نکلے، آسمانوں سے رب نے فوراً جبرائیل علیہ السلام کو بھیج دیا۔ جاؤ جبرائیل جا کر کے میرے محبوب علیہ السلام سے کہہ دو، اچانک میرے آقا علیہ السلام روتے روتے مسکرانے لگ پڑے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا عرضیں کرتی ہیں، سوہنیا! مسکرانے کیوں لگ پڑے ہو؟ فرمایا اے پیاری خدیجہ! کیا پوچھتی ہو؟ آسمانوں پر بیٹھے رب کو بھی تمہارا دکھ اچھا نہیں لگا، آسمانوں کے رب کو بھی تمہاری آنکھوں کے آنسو پسند نہیں آئے، اللہ تعالیٰ نے آسمان سے جبرائیل علیہ السلام کو پیغام دے کر کے بھیجا ہے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہہ دیں، ان دنیا کی مصیبتوں سے خدیجہ رضی اللہ عنہا پریشان نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے جنت میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ایک ایسا محل تیار کیا ہے، فرمایا: اس طرح ایک پانی کی نہر چل رہی ہے، اس نہر کے بالکل اوپر کائنات کے رب نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کا محل تیار کر دیا ہے اور اس محل میں کائنات کے رب نے پتہ نہیں، کتنے نوکر اور کتنے غلام خدیجہ رضی اللہ عنہا کے استقبال کے لیے کھڑے کر دیئے ہیں۔ اللہ اکبر اللہ

میں صدقے اور قربان جاؤں، اے لوگو! ذرا آؤ تو سہی میرے آقا علیہ السلام کی اس بیوی کے کردار پر تو غور کرو۔ ہے کوئی عورت جو آج بھی اپنا کردار اس طرح کا بنانے والی ہو؟ اللہ اکبر اللہ

میں صدقے اور قربان جاؤں، مکہ والوں کی پریشانیاں اور دکھ میرے آقا علیہ السلام نے دیکھے اور ان دکھوں میں ساتھ دیا تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دیا، پھر چلتے چلتے وہ موقعہ بھی آ گیا، میرے آقا علیہ السلام کو نبوت کا اعلان کیے ہوئے دس سال ہو گئے ہیں، گیارہ رمضان

المبارک ہے، سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی عمر چونسٹھ سال ہوگئی، چونسٹھ سال کی عمر کے بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا رب کے پاس جانے لگی ہیں، میرے آقا علیہ السلام کی بیوی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہو رہی ہے، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا فوت ہوگئیں، اپنی بیٹیوں کو چھوڑ کر کے میرے آقا علیہ السلام کی بیوی اپنے مالک حقیقی سے جا ملی ہے، میرے آقا علیہ السلام کو اپنی بیوی کی جدائی کا اتنا غم ہوا۔

ہاں ہاں اپنے پیارے چلے جائیں تو پھر ان کی یادیں ستایا ہی کرتی ہیں۔لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والے چلے جائیں تو پھر ان کی یادیں انسان کو تنگ کیا کرتی ہیں۔ میں صدقے اور قربان جاؤں، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میرے آقا علیہ السلام سب سے زیادہ یاد کیا کرتے تھے تو اپنی بیوی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یاد کیا کرتے تھے، میرے آقا علیہ السلام جب اکیلے بیٹھ جاتے تو بیٹھ کر کے میرے آقا علیہ السلام کہنے لگ جاتے، خدیجہ، خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی تھی، خدیجہ نے جو وفائیں میرے ساتھ کی ہیں، وہ وفائیں کوئی اور نہیں کرسکتا۔ ایک دن میرے آقا علیہ السلام اس طرح بیٹھے ہوئے ہیں، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی چھوٹی بہن اس طرح دروازے پر آئی، اس طرح دروازہ کھٹکھٹایا، اس کی آواز بھی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ملتی ہے۔ میرے آقا علیہ السلام کو اچانک خدیجہ رضی اللہ عنہا یاد آ گئی، میرے آقا علیہ السلام دوڑ کر کے دروازے پر گئے، دروازے پر جا کر کے میرے آقا علیہ السلام ویسے ہی روتے روتے واپس آ گئے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا عرضیں کرتی ہیں، سوہنیا کیا ہوا ہے؟ فرمایا: عائشہ! کیا پوچھتی ہو؟ مجھے اس طرح لگا جیسے دروازے پر سیدہ خدیجہ آ گئی ہیں۔ اللہ اکبر اللہ!

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، مجھے بڑا عجیب سا لگا، میں غصے میں آ گئی، میں نے کہا محبوب سوہنیا، کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ خدیجہ کرتے رہتے ہو؟

ایک بوڑھی سی عورت آپ کی پچیس سال عمر اور اس کی چالیس سال عمر تھی، سوہنیا پھر بھی آپ ہر وقت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نام لیتے رہتے ہو؟ میرے محبوب علیہ السلام نے جب اتنی بات سنی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، اس طرح پیارے محبوب کا چہرہ سرخ ہوگیا،

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، اے عائشہ رضی اللہ عنہا! بس کر دو، خاموش ہو جاؤ، کوئی بات نہ کرو، جس طرح وفائیں میرے ساتھ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کی ہیں۔ اس طرح کائنات کا کوئی انسان وفائیں نہیں کر سکتا۔ سوہنیا! بتائیں تو سہی خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کون سی وفائیں آپ کے ساتھ کی ہیں؟ میرے آقا رونے لگ پڑے، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، عائشہ کیا پوچھتی ہو؟ اس طرح میں صبح صبح گھر سے نکلا کرتا تھا، کبھی چوک میں جا کر کے کہا کرتا تھا، اے لوگو! اللہ ایک ہے تو وہ لوگ مجھے پتھر مارا کرتے تھے۔ میں کسی ٹیلے پر چڑھ کر کے توحید بتاتا تو لوگ مجھے پتھر مارا کرتے تھے اور جب میں شام کو گھر آیا کرتا تھا تو خدیجہ کہتی تھی۔ سوہنیا! سارا مکہ آپ کو مانے یا نہ مانے لیکن خدیجہ تو آپ کو مان رہی ہے۔ عائشہ! خدیجہ میرے زخموں کو اس طرح مرہم لگایا کرتی تھی، جب پورا مکہ مجھے جھٹلایا کرتا تھا۔ خدیجہ میری تصدیقیں کیا کرتی تھی۔ جب میرے اپنوں نے مجھ سے مال چھین لیا، جب میرے اپنے مجھ سے بیگانے ہو کر کے بیٹھ گئے۔ خدیجہ نے مجھے اپنا سارا مال دے دیا۔ فرمایا: سوہنیا پریشان نہ ہوں۔ خدیجہ کا سارا مال آپ کا مال ہے۔ اے میری پیاری عائشہ میں پھر کیوں نہ خدیجہ کو یاد کروں۔ اللہ اکبر اللہ

دیکھو تو سہی ادھر بیوی بھی بے مثال ہے ادھر خاوند بھی بے مثال ہے۔ ادھر بیوی کی مثل کوئی بیان نہیں کر سکتا۔ ادھر خاوند کی مثل کوئی بیان نہیں کر سکتا۔ ہے کوئی آج بھی گھرانہ جو مثالی گھرانہ بننا چاہے؟ رب کعبہ کی قسم اٹھا کر کے کہتا ہوں، آج کی عورت سیدہ خدیجہ کا کردار اپنا لے تو کائنات کا رب اس کو جنت کا داخلہ عطا کر دے گا، کردار بناؤ، جس طرح کا کردار، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بنا کر دکھایا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، گھر میں پکا ہوا گوشت آجاتا تو آقا علیہ السلام فرماتے میں بعد میں کھاؤں گا، پہلے خدیجہ کی سہیلیوں کو بھیج دو، وہ پہلے کھا لیں۔ اللہ اکبر اللہ

اے لوگو! کسی کی وفا ضائع نہیں جاتی، وفا کر کے تو دیکھو۔ محبت پیدا کر کے تو دیکھو، فرمایا:

﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾

کائنات والو! گھر میں پیار و محبت کی زندگی بسر کیا کرو۔ کبھی وہ درگزر کرے کبھی تم در گزر کرو۔ کبھی تم تھوڑا سا دکھ برداشت کرلو، کبھی وہ تھوڑا سا دکھ برداشت کرلے۔ میرے محبوب علیہ السلام نے ایک بہترین طریقہ کائنات کے لوگوں کو بتایا میں صدقے اور قربان جاؤں اور میرے آقا علیہ السلام کی بیوی جب دنیا چھوڑ کر کے چلی گئی۔ آج بھی تاریخ کی کتابیں اٹھا کر کے دیکھو! آج بھی احادیث کی کتابیں اٹھا کر کے دیکھو! میرے نبی علیہ السلام کو اپنی بیوی کے جانے کا اتنا دکھ ہوا۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا: اس سال کا نام ہی میں نے عام الحزن رکھ دیا ہے یعنی غم کا سال، فرمایا پورا سال میرا غم ہی نہیں گیا۔ یہ سال ہی غم کا سال ہے، **عـــام الحـــزن** قرار دیا۔ اس سال کو جس سال میرے نبی کی پیاری بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا جدا ہوئیں۔ میرے آقا علیہ السلام سے جدا ہو گئیں۔ اللہ اکبر اللہ

یہ ہمارے گھروں کے لیے نمونہ ہے، یہ ہمارے گھروں کے لیے دستور ہے۔ میرا پیغام ہے، اس عورت کو جس عورت نے مثالی ماں بننا ہے، میرا پیغام ہے، اس عورت کو جس عورت نے مثالی بیوی بننا ہے۔ میرا پیغام ہے، اس عورت کو جس عورت نے مثالی بہن بننا ہے۔

آؤ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا کردار دیکھو! سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے کردار پر آج کی عورت عمل کرلے، وہ مثالی ماں بھی بن جائے گی۔ مثالی بہن بھی بن جائے گی، مثالی بیوی بھی بن جائے گی اور میں تیس پاروں والا قرآن ہاتھ میں پکڑ کر کہتا ہوں۔ کائنات کا رب جو خدیجہ رضی اللہ عنہا کے کردار کو اپنا لے گا، اللہ تعالیٰ اسے جنت کا داخلہ عطا کردے گا۔

ہمارے گھروں کی لڑائیاں ختم ہو سکتی ہیں، لیکن اس وقت جب ہمارے گھروں میں میرے محبوب علیہ السلام کی بیوی جیسا کردار آ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ماں جی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سیرت پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ○ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ○﴾

(الدھر: ۹)

ہر قسم کی حمد وثنا اللہ جل شانہ کی ذات اقدس کے لیے درود وسلام آقائے کائنات سید الاولین والآخرین، امام اعظم، امام کائنات، امام المرسلین، امام المجاہدین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس اطہر، اعلیٰ وبالا کے لیے ہوں۔

حضرات ذی وقار اللہ رب العزت کا نہایت ہی فضل وکرم ہے، اس کی توفیق خاص سے آج ہم اس مقام پر جمع ہوئے ہیں، دعا کرو اللہ تعالیٰ میرا اور تم سب کا اس مقام پر جمع ہونا اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے آمین اللہ رب العزت نے میرے محبوب علیہ السلام کو چار بیٹیاں عطا فرمائی تھیں سیدہ زینب، سیدہ ام کلثوم، سیدہ رقیہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن یہ چار بیٹیاں اللہ رب العزت نے میرے محبوب علیہ السلام کو عطا فرمائی ہیں۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا ابو العاص رضی اللہ عنہ سے ہوا سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوا سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہا سے ہوا سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ اللہ رب العزت نے سیدہ فاطمہ کو جو اولاد عطا فرمائی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ابن علی سیدنا محسن ابن علی رضی اللہ عنہ اور دو بیٹیاں ام کلثوم اور زینب عطا فرمائی۔

سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کے ایک بھائی محسن تھے جو کم سنی میں وفات

پا گئے تاریخ کی کتابوں میں سے باقی دو بھائی اور دو بہنوں کے واقعات ملتے ہیں سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کی شخصیت وہ شخصیت ہے کہ جس کے ساتھ میرے نبی کریم ﷺ نے گوں نہ گوں محبت کر کے دکھائی ہے اس کی وجہ یہ ہے جب میرے محبوب علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی توحید کا ابتدا میں اعلان کیا میرے کریم نبی ﷺ کی اولاد میں سے سب سے چھوٹی بیٹی اس وقت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی تھیں بیٹیوں میں سے چھوٹی عمر میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بڑے بڑے غم دیکھے ہیں بابا پر آنے والی بڑی بڑی پریشانیوں کا سامنا کیا ہے، ان پریشانیوں کی بنا پر میرے محبوب علیہ السلام اپنی اس بیٹی کے ساتھ زیادہ محبت کیا کرتے تھے زیادہ پیار اور عقیدت کیا کرتے تھے شروع شروع میں جب اللہ تعالیٰ نے میرے محبوب علیہ السلام کو توحید کا اعلان کرنے کا حکم فرمایا اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں اس بات کا ذکر فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے میرے محبوب علیہ السلام کو تبلیغ کا اعلان فرمایا کہ عام لوگوں میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کرو، اللہ کا قرآن اس بات کو بیان کر رہا ہے میرے اور تمہارے پیر و مرشد جناب محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا، حکم فرمایا......فرمایا:

﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ۝﴾ (الشعراء: ٢١٤)

فرمایا: اے محبوب نبی ﷺ اس طرح کریں، اپنے عزیز و اقارب کو جہنم کی آگ سے ڈراؤ اپنی برادری کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کرو، اپنے کنبہ اور قبیلہ کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کرو پہلے میرے نبی کریم ﷺ چھپ چھپ کر اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کیا کرتے تھے ارارقم کے اندر چند لوگ جمع ہو جاتے، اس جگہ پر اعلان کیا جاتا یا کسی بیٹھک کے اندر، کسی گھر کے اندر میرے محبوب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کرتے لیکن قرآن کی اس آیت کے نازل ہونے کے بعد میرے نبی کریم ﷺ نے چھپ کر کے اعلان کرنا چھوڑ دیا، چوکوں کے اندر، چورستوں کے اندر، بازاروں کے اندر، دوکانوں پر جا کر کے پہاڑیوں کی چھوٹیوں پر چڑھ کر کے، مکہ چھوڑ کر بیرون علاقہ

میں جا کر کے طائف کی وادی میں بھی جا کر کے میرے نبی کریم ﷺ نے اعلان فرمایا، میرے نبی اکرم ﷺ نے دنیا والوں کو بتایا اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان میرے نبی ﷺ نے فرمایا جو لوگ میرے نبی کریم ﷺ کو صادق کہا کرتے تھے۔آج وہ میرے نبی ﷺ کو کذاب کہتے ہیں، معاذ اللہ! آگے جو میرے نبی کریم ﷺ کو امین کہا کرتے تھے اب وہ میرے نبی علیہ السلام کو بے دین کہتے ہیں، معاذ اللہ! آگے جو میرے نبی کریم ﷺ کی عزتیں کیا کرتے تھے، اب جس گلی میں سے میرے نبی علیہ السلام گذرتے ہیں لوگ پتھر مارتے ہیں، کبھی میرے نبی کریم ﷺ کے کپڑوں پر اونٹوں کی کھالیں پھینکی جاتی ہیں، کبھی میرے نبی اکرم ﷺ کی بیٹیوں کو طلاقیں سنائی جاتی ہیں کبھی میرے نبی کریم ﷺ کے یاروں کو پریشان کیا جاتا ہے۔اللہ اکبر اللہ

ان ساری مصیبتوں میں، ان ساری پریشانیوں میں میرے محبوب علیہ السلام کی سب سے چھوٹی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا نے اپنی آنکھوں سے اپنے بابا کے غم کم سنی کی عمر میں دیکھے ہیں اپنی آنکھوں کے ساتھ اپنے بابا کا رونا دیکھا ہے، اپنی آنکھوں کے ساتھ اپنے بابا کے دکھ دیکھے ہیں اور شعب ابی طالب کے اندر میرے نبی کریم ﷺ کو مکہ کے کافروں نے بند کر دیا ہے۔ جتنے کلمہ پڑھنے والے مرد یا عورتیں تھیں سب کو کمرے میں الگ بند کر دیا گیا۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی الگ بند کر دیا گیا، اس جگہ پر بھی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کم سنی کی عمر میں بھوک کے عالم برداشت کیے ہیں اس وجہ سے میرے آقا علیہ السلام اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑا ہی پیار کیا کرتے تھے، بلکہ میرے آقا علیہ السلام اس طرح کہا کرتے تھے۔

آقا علیہ السلام فرماتے تھے:

((اَلْفَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّیْ))

فرمایا: کائنات والو! فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جگر کا ٹکڑا ہے فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم کا حصہ ہے، فاطمہ رضی اللہ عنہا مجھ میں سے ہے اور فرمایا:

((فَمَنْ اَبْغَضَهَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ))

فرمایا کائنات والو جس نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دکھ دیا، گویا اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ دیا جس نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پریشان کیا گویا اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پریشان کیا۔ اللہ اکبر اللہ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر، اس حد تک اپنی بیٹی سے پیار کیا کرتے، اس حد تک میرے آقا علیہ السلام اپنی بیٹی سے شفقت کیا کرتے، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں:

فرمایا: کائنات والو! عورتیں تو دنیا پر بڑی بڑی گزری ہیں مرتبے والی تو دنیا پر بڑی بڑی گزری ہیں شان والی تو دنیا پر بڑی بڑی آئی ہیں لیکن فرمایا چار عورتیں کی عظمت بڑی بلند ہے کون کون سی؟ سب سے پہلے نمبر پر فرمایا سیدہ مریم علیہا السلام جس مریم علیہا السلام نے اپنی پاک دامنی کا ثبوت دے کر کے دکھایا جس مریم علیہا السلام نے بیت المقدس کے لوگوں میں کھڑا ہو کر کے اپنی پاک دامنی دکھائی ہے اور فرمایا:

((وَ اٰسِیَۃُ اِمْرَءَ ۃُ فِرْعَوْنَ))

فرمایا: آسیہ رضی اللہ عنہا فرعون کی بیوی جس نے اپنے جسم پر تکالیف برداشت کر کے اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کیا اور فرمایا، خدیجہ رضی اللہ عنہا، فرمایا: میری بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا جس نے پورے عرب کے لوگوں سے دولت مند ہونے کے باوجود بھی میرا ساتھ دے کر کے دکھایا اور فرمایا فاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا میرے جگر کا ٹکڑا سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمۃ جس فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بابا کے غم اور دکھوں کو کم سنی کی عمر میں دیکھا ہے میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پریشانیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اللہ اکبر اللہ

میں قربان جاؤں، حضرات ذی وقار! توجہ کرتے جائیں، میرے اور تمہارے پیرو مرشد جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ، میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ زندگی ہے، میرے آقا جب بھی کسی سفر پر جایا کرتے کسی غزوہ پر جایا کرتے کسی لڑائی پر جایا کرتے، لڑائی کے بعد جب میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں واپس آتے تو اپنے گھر میں بعد میں جاتے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر پہلے جاتے تھے میرے آقا علیہ السلام جا کر کے فاطمہ رضی اللہ عنہا

کے بچوں سے پیار کیا کرتے، حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے محبتیں کیا کرتے، اپنی بیٹی کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھا کرتے، میرے نبی کریم ﷺ اپنی بیٹی سے پیار کیا کرتے۔ سبحان اللہ

اے کائنات والو! میرے نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پیار کر کے کائنات کے لوگوں کو بتایا کہ بیٹیاں منحوس نہیں ہوا کرتیں، بیٹیوں کو منحوس نہ سمجھا کرو، بیٹیوں کو بے برکتی کا سامان نہ سمجھا کرو، بلکہ بیٹیاں تو رحمت ہوا کرتی ہیں، بیٹیاں تو باعث برکت ہوا کرتی ہیں، بیٹیاں تو گھر کی زیب و زینت ہوا کرتی ہیں، میرے نبی علیہ السلام نے اپنی بیٹیوں سے پیار کر کے امت کو سبق دے دیا ہے۔ اللہ اکبر اللہ

توجہ کریں! ماں جی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کائنات والو! سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بولنے کا طریقہ جس طرح میرے نبی کریم ﷺ کی زبان میں سے سچی بات نکلتی ہے، اسی طرح فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی سچ ہی بولا کرتی تھیں، جس طرح میرے نبی کریم ﷺ کی زبان سچی ہے اسی طرح میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زبان بھی سچی ہے۔ اللہ اکبر اللہ

ایک اور حدیث میں اس طرح آیا فرمایا:

((مَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَشْبَہُ صَمْتًا وَلَا دَلًّا وَلَا ھَدْیًا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ))

اماں جی فرماتی ہیں: کائنات والو، دنیا والو! میں نے اپنی زندگی میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اندر اس بات کو نوٹ کیا ہے جس طرح میرے نبی کریم ﷺ کا انداز تکلم ہے اسی طرح فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انداز تکلم ہے جس طرح میرے نبی کریم ﷺ کے بات کرنے کا انداز ہے یہی انداز اللہ تعالیٰ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی عطا کیا ہے جس طرح میرے نبی کریم ﷺ کے چلنے کا انداز ہے یہی انداز کائنات کے رب نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی عطا کیا ہے۔ اللہ اکبر اللہ

میں قربان جاؤں ایک تو پتہ چلا کہ میری ماں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کتنا پیار کرتی ہے کتنی محبت کرتی ہے؟ میرے نبی کریم ﷺ اپنی

بیٹی سے محبت کی انتہاء کرتے ہیں میرے نبی کریم ﷺ اپنی بیٹی سے پیار کی انتہاء کرتے ہیں ایک باپ ہونے کی حیثیت سے جہاں میرے نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی سے پیار کر کے دکھایا ہے وہاں میرے نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی کو زندگی کا سلیقہ بھی سکھایا ہے محض پیار پر بات ختم نہیں کی، محض محبت پر ہی بات ختم نہیں کی، بلکہ میرے نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی کو تربیت سکھائی ہے، اپنی بیٹی کو ادب سکھایا ہے اپنی بیٹی کو دنیا پر چلنے کا انداز سکھایا ہے۔ اللہ اکبر اللہ

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: فاطمہ رضی اللہ عنہا بات سنو! اس بات پر فخر نہ کرنا کہ میں محمد ﷺ کی بیٹی ہوں کل قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ کی عدالت لگی ہوگی وہاں کائنات کے رب نے جنت دینی ہے تو رشتوں کی بناء پر نہیں دینی بلکہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اعمال کی بناء پر دینی ہے اگر دنیا پر عمل کرو گی تو اللہ تعالیٰ سے جنت پاؤ گی اگر یہ سوچ کر کے بیٹھ جاؤ گی کہ میں محمد ﷺ کی بیٹی ہوں تو جہنم میں جاؤ گی جس طرح نوح کا بیٹا جہنم میں چلا گیا جناب نوح علیہ السلام کا بیٹا غوطے کھاتا کھاتا جہنم مین چلا گیا میرے نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی کو تربیت بھی سکھائی ہے اور فرمایا: فَاطِمَه اِعْمَلِيْ اِعْمَلِيْ اِعْمَلِيْ، فاطمہ رضی اللہ عنہا اگر دولتیں چاہیے تو تمہارا بابا تمہیں دولتیں بھی دے سکتا ہے فاطمہ رضی اللہ عنہا دنیا پر میری ذات کا جہاں تک تعلق ہے میں تمہیں دے سکتا ہوں لیکن جنت تمہیں رب ہی دے سکتا ہے وہ جنت اعمال کے سر پر ملے گی فاطمہ رضی اللہ عنہا عمل کرنے پڑیں گے نمازیں پڑھنا پڑیں گی۔

میں پوچھنا چاہتا ہوں اگر نبی کریم ﷺ کی بیٹی نسبت کی وجہ کر کے جنت میں نہیں جاسکتی آج میں اور تم یہ امید لے کر کے نہ بیٹھ جائیں نمازیں بھی چھوڑ دیں زکوٰۃ بھی چھوڑ دیں۔ روزے بھی چھوڑ دیں کوئی بات نہیں نسبتیں پار کر دیں گی نہ نہ سوہنیا نسبتیں بعد میں اور اعمال پہلے ہوں گے اعمال پر بات بنتی ہے نسبتوں پر بات نہیں بنا کرتی یہی تو وہ تربیت ہے جو میرے نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی کو سکھائی ہے یہی تو وہ انداز ہے جو میرے نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کو سکھایا ہے۔ اللہ اکبر اللہ

ذرا توجہ کرتے جائیں! میرے اور تمہارے پیرو مرشد جناب محمد ﷺ کی بیٹی کی تربیت کتنی اعلیٰ ہے؟ ایک دن سیدنا علی رضی اللہ عنہ کام کاج کر کے کچھ جَو گھر میں لے کر کے آئے ہیں فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا کھانا تیار کرو کھانا کھالیں ایک دفعہ کھانا بنایا دروازے پر مسکین آیا کھانا اٹھا کر اسے دے دیا، دوبارہ کھانا تیار کیا، دروازے پر فقیر آیا کھانا اٹھا کر اسے دے دیا دوبارہ کھانا تیار کیا دروازے پر قیدی آیا، کھانا اٹھا کر اسے دے دیا فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا کھانا دوبارہ تیار کرو، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا مسکرا کر عرضیں کرتی ہیں علی رضی اللہ عنہ جی اب تو کھانا بھی ختم ہو چکا ہے جو کچھ آپ رضی اللہ عنہ لے کر کے آئے تھے وہ تو اللہ تعالیٰ کے راستے میں دے دیا ہے آسمانوں کے رب کو میرے نبی کے صحابی کا عمل اتنا پسند آیا، اللہ تعالیٰ نے قرآن بنا کر کے میرے محبوب علیہ السلام کے سینہ اطہر پر نازل فرمایا۔ میرے نبی کریم ﷺ فجر کی نماز پڑھنے کے لیے آئے ہیں، آسمانوں سے اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا۝ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا۝﴾

(الدھر:۸۔۹)

میرے نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلایا فرمایا علی رضی اللہ عنہ یہ دیکھو قرآن کی آیت نازل ہوئی ہے رات کا تمہارا عمل، رات کا میری بیٹی کا صبر تمہارا فراخ دل ہونا اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا ہے کائنات کے رب نے قیامت کی دیواروں تک تمہاری ادا کو قرآن بنا دیا ہے یہ میرے نبی کریم ﷺ کی بیٹی کی تربیت ہے یہ تربیت میرے نبی کریم ﷺ نے آپ کی ہے۔ اللہ اکبر اللہ

میں قربان جاؤں ذرا توجہ کرتے جائیں کیا آج ہماری بیٹیوں کی تربیت بھی اس طرح کی ہے؟ کیا آج ہماری عورتوں کی تربیت بھی یہی ہے؟ جو تربیت میرے نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی کو دی ہے۔

حضرات ذی وقار! نام لینا آسان ہے، محبت کا دعویٰ کرنا آسان ہے لیکن دعویٰ کرنے کے بعدان کے نقش قدم پر چلنا بڑا مشکل ہے ہاں ہاں آؤ ان کا نقش قدم اپناؤ میرے نبی کریم ﷺ کی بیٹی کا طریقہ کیا ہے؟ میرے نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی کوانداز کیا سکھایا ہے؟ غور کرتے جائیں میرے نبی کریم ﷺ نے تربیت کا انداز ہی بڑا پیارا رکھا ہے۔

مکہ سے ہجرت کر کے میرے آقا علیہ السلام مدینہ جا چکے ہیں ہجرت کیے ہوئے میرے نبی کریم ﷺ کو دو سال ہو گئے ہیں، ہجرت کا دوسرا سال میرے نبی کریم ﷺ کو ہے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس طرح میرے نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر بیٹھ گئے ہیں، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: علی رضی اللہ عنہ! تم کوئی بات کرنا چاہتے ہو کرو، سیدنا علی رضی اللہ عنہ شرما کر کے اپنی نظریں جھکا کر کے بیٹھے ہیں میرے آقا فرماتے ہیں علی رضی اللہ عنہ کہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی بات تو نہیں کرنا چاہتے ہو؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ))

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: علی رضی اللہ عنہ! میں نے تمہاری کہی ہوئی بات کو قبول کرلیا ہے میں تمہارا نکاح اپنے جگر کے ٹکڑے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کر دیتا ہوں لیکن علی رضی اللہ عنہ نکاح کیلئے کوئی چیز بھی پاس ہے؟ کائنات والو میں رب کعبہ کی قسم اٹھا کر کے کہتا ہوں، میں پوری کائنات کی برادریوں کے راٹھ اٹھا کر کے اپنے نبی کریم ﷺ کے گھر والوں پر قربان کر دوں ایک طرف تمہارا خاندان ہے دوسری طرف خاندان نبوت ہے ایک طرف تمہارے گھر والے ہیں دوسری طرف میرے نبی کریم ﷺ کے گھر والے ہیں ذرا انداز اپنی آنکھوں کے سامنے لے کر کے آؤ بیٹیوں والے آ کر کے بیٹھے ہو۔ اللہ اکبر اللہ

فرمایا: علی رضی اللہ عنہ کچھ پاس بھی ہے؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں محبوب علیہ السلام جب بدر کی لڑائی ہوئی تھی سوہنیا ایک ذرا مال غنیمت میں سے میرے حصہ میں آئی تھی محبوب سوہنیا! وہی ایک ذرہ میرے پاس موجود ہے باقی میری مالی حالت سے آپ ﷺ واقف ہیں؟ میں تو آپ ﷺ کے پاس ہی رہ رہا ہوں میں تو اب تک آپ ﷺ کی

رداء رحمت کے نیچے گزارہ کر رہا ہوں، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: جاؤ! علی رضی اللہ عنہ مدینہ کے بازار میں زرہ فروخت کر کے آؤ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے زرہ اپنے ہاتھ پر رکھی ہے اور مدینہ کے بازار میں جا رہے ہیں۔ اللہ اکبر اللہ

حیاء کا پیکر عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم مدینہ عثمان رضی اللہ عنہ چالیس دن کا پیاسا عثمان رضی اللہ عنہ قرآن کی تلاوت کرتے ہوئی اپنی جان دینے والا عثمان رضی اللہ عنہ جس عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کے قطرات بھی گرے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے قرآن پر گرے ہیں فرمایا میرے بھائی علی رضی اللہ عنہ کہاں جا رہے ہو؟ فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ آپ کو پتہ نہیں؟ محبوب کبریا علیہ السلام نے اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح مجھ سے کرنا ہے اور میں زرہ فروخت کرنا چاہتا ہوں تا کہ زرہ فروخت کر کے کوئی خرچہ تیار کر لوں، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لاؤ مجھے فروخت کر دو زرہ دے دی پیسے لے لیے علی رضی اللہ عنہ جانے لگے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ اتنی جلدی جانے لگے ہو میری بات تو سن کر جاؤ فرمایا کیا بات کرنا چاہتے ہو؟ فرمایا یار علی رضی اللہ عنہ اس طرح کرو یہ زرہ بھی لے جاؤ اور پیسے بھی لے جاؤ پیسوں کے ساتھ اپنا گھر چلا لینا زرہ پہن کر کے جہاد تم کرو گے تو رب ثواب عثمان کو عطا کر دے گا یہ زرہ بھی لے جاؤ میں قربان جاؤں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رقم اپنے ہاتھوں پر رکھی ہے اور میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے ہیں عرضیں کرتے ہیں محبوب سوہنیا میں زرہ فروخت کر کے آ گیا ہوں فرمایا علی رضی اللہ عنہ جاؤ جا کر برات کی تیاری کرو علی رضی اللہ عنہ جاؤ جا کر شادی کی تیاری کرو۔ اللہ اکبر اللہ

میرے آقا علیہ السلام نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا فرمایا بلال رضی اللہ عنہ بازار سے میری بیٹی کیلئے کوئی سامان ہی خرید کر لے آؤ، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بازار میں گئے ہیں سامان خرید کر کے لے آئے شادی کا سامان تیار ہو چکا ہے شیر خدا دلہا بن چکا ہے اس طرح بارات میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر پہنچتی ہے مجلس نکاح منعقد ہوئی ہے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے ہیں تو میرے علی رضی اللہ عنہ کے باراتی بن کر آئے ہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آئے ہیں تو میرے علی رضی اللہ عنہ کے باراتی بن کر آئے ہیں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ آئے ہیں تو میرے علی رضی اللہ عنہ کے باراتی بن کر آئے

ہیں سیدنا طلحہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہما آئے ہیں تو میرے علی رضی اللہ عنہ کے باراتی بن کر آئے ہیں۔

میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے، میرے آقا علیہ السلام نے خطبہ ارشاد فرمایا میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: سنو کائنات والو! میں نے اپنے جگر کے ٹکڑے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح علی رضی اللہ عنہ سے کر دیا ہے ابوبکر، عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کو میں نے اس نکاح کا گواہ بنا دیا ہے علی رضی اللہ عنہ کا نکاح ہوا ہے تو گواہ میرا ابوبکر رضی اللہ عنہ بنا ہے علی رضی اللہ عنہ کا نکاح ہوا ہے تو گواہ میرا عمر رضی اللہ عنہ بنا ہے علی رضی اللہ عنہ کا نکاح ہوا ہے تو گواہ میرا عثمان رضی اللہ عنہ بنا ہے میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لے گئے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: جلدی کرو میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تیار کر دو، ماں جی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے تیار کیا، مومنوں کی ماں ماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا نے تیار کیا ماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کائنات والو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ خود اپنے ہاتھوں سے لیپا ہے خود اپنے ہاتھوں سے میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ تیار کیا ہے سامان آ گیا، کیا سامان ہے میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا؟

اے دولتوں والو! ذرا سوچو! اے طاقتوں والو ذرا سوچو! یہ تو وہ عورت ہے جس کو کائنات کے رب نے جنت کی عورتوں کی سردار قرار دیا ہے لیکن میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کا سامان کتنا ہے؟ ایک تو سادہ سا بستر، ایک پانی والی مشک ہے دو پانی کے بڑے مٹکے ہیں ایک ہاتھ والی چکی ہے جو اپنے ہاتھ سے آٹا پیسنے کے کام آتی ہے دو لکڑی کے پیالے ہیں میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کا سامان تیار ہو گیا ادھر سے فارغ ہو کر کے میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لے گئے ہیں۔ اللہ اکبر اللہ

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: میری بیٹی کو تیار کرو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تیار کیا گیا تیار کرنے کے بعد لے کر کے آئے ہیں ماں جی ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی ساتھ چلتی آ رہی ہیں میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے گھر کے صحن میں آ کر کے کھڑے ہیں، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی زبان میں سے ایک جملہ نکلا ہے آج دنیا پر خدیجہ رضی اللہ عنہا زندہ ہوتی تو اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے ہاتھوں سے رخصت کرتیں حدیث کے الفاظ ہیں:

((فَبَکَی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ خَدِیْجَۃُ اَیْنَ مِثْلُ خَدِیْجَۃَ))

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: ام سلمہ رضی اللہ عنہا کون سی بات یاد کروادی ہے؟ اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا اللہ کی قسم ہے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی مثال تو کوئی ہو ہی نہیں سکتا خدیجہ رضی اللہ عنہا کی مثالیں تو کوئی دے ہی نہیں سکتا خدیجہ رضی اللہ عنہا تو اس وقت مجھے سچا کہتی تھی جب مدینہ کے سردار مجھے جھوٹا کہا کرتے تھے خدیجہ رضی اللہ عنہا تو اس وقت میرے زخموں پر مرہم لگایا کرتی تھی جب مدینہ کے لوگ مجھے پتھر مارا کرتے تھے ام سلمہ رضی اللہ عنہا خدیجہ رضی اللہ عنہا تو اس وقت میرے کپڑے صاف کیا کرتی تھی جب میرا سگا چچا میرے بدن پر مٹی ڈال جایا کرتا تھا، اَیْنَ مِثْلُ خَدِیْجَۃَ، خدیجہ رضی اللہ عنہا کی مثل کون ہوسکتا ہے؟ اتنی باتیں کرنے کے بعد میرے آقا علیہ السلام نے پلٹ کر اپنی بیٹی کی طرف دیکھا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر کی چار دیواری کے کونے میں کھڑی ہیں اور آنکھوں سے زار و قطار آنسو جاری ہیں اللہ کی قسم یہ موقع ہی اس طرح کا ہوا کرتا ہے ان موقعوں پر ماں باپ موجود بھی ہوں تو پھر بھی آنکھوں کے آنسو رکنے پر نہیں آتے اور جس کے ماں باپ ہی دنیا سے رخصت ہو جائیں اس کے غم کا تم خود ہی اندازہ لگا لو اللہ کی قسم اپنی آنکھوں سے ہم نے دیکھا ہے ہم بھی خاندانوں میں رہنے والے ہیں اپنی آنکھوں سے منظر تو دیکھا ہوگا ادھر رخصتی کا وقت ہوتا ہے حالانکہ باپ بھی موجود ہے ماں اپنی بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھ کر الوداع کر رہی ہے لیکن بیٹی سے پھر بھی آنکھوں کے آنسو روکے نہیں جاتے اندازہ کرو جس کے سر پر ہاتھ رکھ کر رخصت کرنے والی ماں ہی نہ ہو اس کے غم کی کیفیت کیا ہوگی؟

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے ہیں میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: میری بیٹی کو اس کی ماں کیوں یاد کروادی ہے؟ میری بیٹی کی آنکھوں سے آنسو کیوں نکل رہے ہیں؟ میرے آقا علیہ السلام نے اس طرح سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پاس بلایا فرمایا بیٹی جس طرح تمہیں آج اپنی ماں کی یاد آرہی ہے اسی طرح تمہارے بابا کو بھی تمہاری ماں کی یاد اسی طرح آرہی ہے لیکن بیٹی جانے والے کب واپس پلٹ کر آیا کرتے ہیں؟ اللہ اکبر اللہ

شام پئی اتے ڈیگر ویلا اتے پنچھی گھراں نوں آئے

اونئیوں آندے فیر محمد موت جنہاں نوں لے جاوے

قبروں میں جانے والے کب واپس پلٹ کر آیا کرتے ہیں؟ آنکھوں سے آنسو ہی آنسو نکالے جاؤ مگر پیارے جن کو کفن دے دیا جائے وہ دوبارہ کب گھر کی دہلیزوں میں آ کر کے بیٹیوں کے سروں پر ہاتھ رکھتے ہیں؟ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی آنکھوں میں آنسو جاری ہیں، میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مبارک ہاتھ اپنی بیٹی کے سر پر رکھا ہے میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا بیٹی بات سنو! فاطمہ رضی اللہ عنہا آج اکیلا میرا پیار نہ سمجھو بلکہ اپنی ماں کا پیار بھی سمجھو فاطمہ رضی اللہ عنہا آج میں تمہیں تمہارا باپ بن کر بھی رخصت کر رہا ہوں اور تمہار ماں والی محبت بھی دے رہا ہوں فاطمہ رضی اللہ عنہا بات سنو! توجہ کریں تم نے بھی تو اپنی بیٹیاں اپنے گھروں سے رخصت کرنی ہیں آج تمہارے گھر میں کل اڑنے والے پنچھیوں نے اڑ کر کے پتہ نہیں کس دروازے پر چلے جانا ہے؟ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جاتے جاتے اپنی بیٹی کو رخصت کرتے وقت آخری بات کیا کہی ہے؟ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا میں نے علی رضی اللہ عنہ کی دولتیں نہیں دیکھیں علی رضی اللہ عنہ تو اب تک میرے گھر میں رہتا رہا ہے میں نے علی رضی اللہ عنہ کی چودراہٹ نہیں دیکھی میں نے علی رضی اللہ عنہ کا طاقتوار ہونا نہیں، دیکھا فاطمہ رضی اللہ عنہا رب کعبہ کی قسم ہے اگر میں نے دیکھا ہے تو علی رضی اللہ عنہ کے دل کا تقویٰ دیکھا ہے اگر میں نے دیکھی ہیں تو علی رضی اللہ عنہ کی نمازیں دیکھی ہیں میں اپنی بیٹی کا ہاتھ اس شخصیت کے ہاتھ میں دینا چاہتا ہوں جس کے ساتھ رب پیار کرتا ہے میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا مجھے اپنے خاندان میں سے علی رضی اللہ عنہ سب سے اچھا لگتا ہے اس لیے ہی میں نے اپنی بیٹی کا ہاتھ علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیا ہے میری بیٹی جاؤ علی رضی اللہ عنہ کو تنگ نہ کرنا علی رضی اللہ عنہ غریب ہے جس طرح کی بھی مل جائے کھا کر کے گزارہ کر لینا فاطمہ رضی اللہ عنہا علی رضی اللہ عنہ کا گلہ نہیں کرنا فاطمہ رضی اللہ عنہا علی رضی اللہ عنہ کا شکوہ نہیں کرنا۔

یہ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیتیں یہ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحتیں اپنی بیٹی کو

ہیں اس طرح کی وصیتیں اور نصیحتیں اللہ کی قسم گھر بسایا کرتی ہیں گھر اجاڑا نہیں کرتیں جو رشتہ دولت پر مبنی ہو وہ ٹوٹ جاتا ہے جو رشتہ چودھراہٹ پر مبنی ہو وہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن جاؤ، اللہ کا قرآن ہاتھ میں پکڑ کر کہتا ہوں، جو رشتہ دین کی نسبت سے ہو وہ رشتہ کبھی ٹوٹا نہیں کرتا وہ گھر کبھی اجڑا نہیں کرتا جو گھر دین کی نسبت سے بسایا جائے میں قربان جاؤں ادھر میرے نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی کو رخصت کیا ہے۔

ایک دن میرے آقا علیہ السلام سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آئے ہیں کیا دیکھا؟ فاطمہ رضی اللہ عنہا چکی چلانے جا رہی ہے اپنے ہاتھ سے آٹا پیسنے جا رہی ہیں اور ساتھ زبان سے قرآن کی تلاوت کر رہی ہیں میرے نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی کی یہ عادت دیکھی تو آنکھوں میں آنسو آ گئے میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: اللہ تیرا لاکھ بار شکر ہے کہ میری بیٹی کے دل میں قرآن کی کتنی قدر پیدا کر دی ہے؟ ہائے جو روٹی قرآن پڑھتے ہوئے پکائے جو آٹا قرآن پڑھتے ہوئے پیسے، جو گھر کا کام کاج قرآن پڑھتے ہوئے کرے اللہ کی قسم اس طرح کے بطن میں سے پیدا ہونے والے بچے امام حسن رضی اللہ عنہ نہ بنیں، امام حسین رضی اللہ عنہ نہ بیں تو کیا بنیں؟ اللہ اکبر اللہ

میرے نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی کو الوداع کر دیا ہے، میرے نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی کو رخصت کر دیا ہے زندگی گزر رہی ہے زندگی کے ایام گزر رہے ہیں ایک دن اس طرح کا بھی آیا میرے نبی کریم ﷺ کی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور علی رضی اللہ عنہ کا جھگڑا ہو گیا آپس میں میاں بیوی کا کسی بات میں جھگڑا تو ہو ہی جاتا ہے کوئی جھگڑا ہوا علی رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو گئیں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا خاموش ہو کر کے علی رضی اللہ عنہ کے گھر سے نکل آئیں چلتے چلتے میرے نبی کریم ﷺ کے گھر میں آ گئیں میرے محبوب علیہ السلام فرماتے ہیں میں صدقے جاؤں میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا آج کیسے آئی ہے؟ فرمایا ابا جی علی رضی اللہ عنہ سے ناراضگی ہو گئی ہے علی رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ بات کہی ہے میرے نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھا میرے نبی کریم ﷺ کا جملہ لکھ کر کے لے جاؤ میرے نبی

کریم ﷺ کی حدیث جا کر کے اپنے گھر کی عورتوں کو بتاؤ اگر اس جملے پر عمل کیا جائے تو تمہارے گھر اجڑ نہیں سکتے بلکہ بس جائیں گے میرے آقا علیہ السلام نے اپنی بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھا فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا بات سنو! گھر میں رہتے ہوئے چھوٹی موٹی باتیں تو ہو ہی جایا کرتی ہیں میں تمہارے شوہر علی رضی اللہ عنہ کو سمجھاؤں گا لیکن ابھی میرے گھر سے واپس علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں چلی جاؤ اگر اسی حالت میں تمہیں موت آ گئی تو محمد ﷺ تمہارا جنازہ پڑھانا بھی پسند نہیں کرے گا تم پر علی رضی اللہ عنہ ناراض ہے تم میرے گھر میں آ گئی ہو مجھے ڈر لگتا ہے اگر تم فوت ہو گئی تو میں تمہارا جنازہ نہیں پڑھاؤں گا یہ بیٹی تو کون سی ہے؟ جس کو میرے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جگر کا ٹکڑا ہے لیکن جب گھر بسانے کی باری آئی جب تربیت دینے کی باری آئی جب اہل خانہ میں جانے کی باری آئی تو میرے نبی کریم ﷺ نے وہ جملہ بولا جو آج تک کسی باپ نے اپنی بیٹی کو نہ بولا ہو گا۔

تم کہتے ہو بیٹی آ جاؤ آ جاؤ میں تمہاری خاطر عدالتوں میں چلا جاؤں گا آ جاؤ تمہارے آٹھ، دس بھائی کس لیے ہیں؟ اے بے وقوف یاد رکھو کائنات میں اکیلی تمہاری بیٹی نہیں میں اس بیٹی کی بات کر رہا ہوں جس کو کائنات کے رب نے جنت کی عورتوں کی سردار بنایا ہے اس کا خاوند اس پر ناراض ہو تو میرا نبی کریم ﷺ فرمائے میں نے تمہارا جنازہ نہیں پڑھنا۔ اللہ اکبر اللہ!

توجہ کریں، میرے نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی کی تربیت کس طرح کی ہے؟ گھر بسانے کا طریقہ میرے نبی کریم ﷺ نے کتنا اعلیٰ سکھایا ہے؟ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ویسے ہی اٹھیں فوراً اپنے گھر میں چلی گئیں ایک دن میرے نبی کریم ﷺ کسی غزوہ لڑائی سے واپس آ رہے ہیں پتہ چلا کہ میرے ابا جی آج لڑائی میں فتح حاصل کر کے واپس آ رہے ہیں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو بھی نہلایا امام حسین رضی اللہ عنہ کو بھی نہلا کر کے تیار کیا اور گھر میں چاندی کے کنگن پڑے ہوئے تھے وہ دونوں کے ہاتھوں میں ڈال دیئے میرے نبی کریم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی میرے نبی کریم ﷺ سفر سے واپس

آتے تو سب سے پہلے اپنی بیٹی کے گھر میں جاتے اس طرح میرے نبی کریم ﷺ نے گھر کا دروازہ کراس کیا سامنے جب ہاتھوں میں چاندی کے کنگن دیکھے تو میرے نبی کریم ﷺ ویسے ہی واپس چلے گئے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بچوں کو اٹھایا ہے اور میرے نبی کریم ﷺ کے گھر میں آ گئی ہیں عرضیں کرتی ہیں بابا کوئی غلطی ہوئی ہو تو مجھے معاف کر دیں فرمایا میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بات سنو! میں اپنے بچوں میں دولت کی لو نہیں دیکھنا چاہتا، میں پسند نہیں کرتا کہ میرے بچوں میں دنیا کی دولت کی حرص آئے فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کے کنگن یاد کرو دنیا کے کنگنوں میں کیا پڑا ہے؟ میں نہیں چاہتا کہ میری بیٹی کو دولت کا لالچ پیدا ہو جائے۔ اللہ اکبر اللہ

میں قربان جاؤں، یہ میرے نبی کریم ﷺ تربیت ہے۔

میرے نبی کریم ﷺ کا آخری وقت ہے، بخار چڑھا ہے میرے نبی کریم ﷺ کو بہت دن ہو چکے ہیں اتنی کمزوری ہے میرے نبی کریم ﷺ کے بدن میں اتنی طاقت نہیں کہ اٹھ کر کے چلا نہیں جاتا اس طرح چارپائی پر میرے آقا لیٹے ہوئے ہیں آقا فرماتے ہیں آج میرا فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ملنے کو بہت دل کر رہا ہے آج میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تو بلا کر کے لاؤ۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا گیا میرے نبی کریم ﷺ کے جسم کی کیفیت بخار کی وجہ سے بہت نازک ہے بخاری شریف میں آتا ہے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جب بابا کا دکھ دیکھا فرماتی ہیں:

((وَاكَرْبَاهُ)) ہائے! میرے ابا جان کو آج کتنی تکلیفیں ہو رہی ہیں جب میرے نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی کی زبان سے یہ جملہ سنا تو میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: اے میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا غم نہ کرو بس آج کا ہی دن ہے آج کے بعد تمہارے بابا کے سارے دکھ ہی مٹ جائیں گے آج کے بعد تمہارے بابا کو کوئی دکھ نہیں دیا کرے گا آج کے بعد تمہارے بابا کے سر میں کوئی کوڑا نہیں پھینکا کرے گا۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے محبوب علیہ السلام کے پاس آ کر کے بیٹھ گئیں فرمایا بیٹی ذرا اپنا

کان تو میرے قریب کرو اس طرح میرے نبی کریم ﷺ نے کان میں سرگوشی فرمائی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگ پڑیں آقا فرماتے ہیں میری بیٹی کیوں رو رہی ہو؟ پھر میری بات سنو! دوبارہ کان قریب کیا میرے نبی کریم ﷺ نے بات کی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا مسکرا پڑیں پہلے میرے نبی کریم ﷺ نے کہا میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بات سنو! تمہارا بابا تم سے رخصت ہونے والا ہے تمہارا بابا تم سے جدائیاں ڈالنے والا ہے جب یہ بات کی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگ گئے بعد میں روتے دیکھا تو میرے نبی کریم ﷺ نے دلاسہ دیتے ہوئے دوبارہ قریب کیا فرمایا بیٹی غم نہ کرو، میرے جانے کے بعد میرے خاندان میں سے سب سے پہلے تم آ کر کے مجھ سے ملو گی میرے نبی کریم ﷺ دنیا سے رحلت فرما گئے میرے محبوب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پاس چلے گئے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر غم کی حالت اور کیفیت یہ ہے رو رو کر برا حال ہے فرماتی کیا ہیں؟ اے کائنات والو!

((صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّهَا صُبَّتْ عَلَى الْاَيَّامِ کُنَّ لَيَالِيًّا))

فرمایا کائنات والو میرا بابا مجھ سے جدا ہو گیا ہے اور مجھ پر اتنا بڑا غم آیا ہے اگر یہ غم دنوں کے اندر آتا تو دن بھی رات میں بدل جاتے۔ اللہ اکبر اللہ

میرے محبوب علیہ السلام کے جسد اطہر کو دفن کرنے کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم واپس آ گئے ہیں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اندر پردے میں کھڑے ہو کر کے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھتی ہیں اے انس رضی اللہ عنہ مجھے بتاؤ تم میرے بابا کو کیسے دفن کر کے آ گئے ہو؟ میرے بابا کو کیسے تم زمین میں دبا کر کے آ گئے ہو؟ اللہ والا کیا کہتا ہے ع

وے انس بلال نبیؐ دے یارو تسی نبی کتھے چھڈ آئے
ایڈھے سوہنے مکھڑے کیوں کر اندر خاک چھپائے؟
وے تسی تے ہیسو پاک نبی توں جاناں گھول گھماندے
فر کیوں کر یار یاراں نوں اندر خاک چھپاندے

اے بلال رضی اللہ عنہ مجھے بتاؤ نبی کریم ﷺ کے اشاروں پر جان دینے والو بتاؤ میرے

بابا کو کیسے دفن کر کے آ گئے ہو؟ انس رضی اللہ عنہ مجھے بتاؤ میرے بابا کا چاند سا چہرہ کیسے چھپا کر کے آ گئے ہو؟ اللہ اکبر اللہ

تاریخ والوں نے اس بات کو لکھا ہے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے بابا کے جانے کا اتنا غم ہے میرے آقا علیہ السلام کے جانے کے بعد چھ ماہ تک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا زندہ رہی ہیں اور ان چھ ماہ میں کسی نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مسکراتے دیکھا ہی نہیں، اپنے بابا کی جدائی کے بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لبوں کی مسکراہٹیں ہی اڑ گئی ہیں، اور ان چھ ماہ کے اندر زیادہ عرصہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بیماری میں گزارا ہے میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایک دن سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے ہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا میرا دل کرتا ہے میں تم سے ایک بات پوچھوں؟ فرمایا جی میرے سر کے تاج علی رضی اللہ عنہ کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ فرمایا: مجھے ایک بات تو بتاؤ؟ میں کوئی امیر آدمی نہیں غریب سا آدمی ہوں کبھی میں مزدوری کر کے اپنے بچوں کا پیٹ پالتا ہوں کبھی کسی اور طرح گزارہ ہوتا ہے مگر تم نے اتنے اونچے گھرانے اور اتنے عالی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہو کر کے بھی آج تک میرا گلہ نہیں کیا، شکوہ نہیں کیا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی آنکھوں سے زارو قطار جاری ہو گئے فرمایا علی رضی اللہ عنہ مجھے وہ وقت یاد آ گیا ہے، جب میرے بابا نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر مجھے رخصت کیا، جب میرے بابا نے مجھے کہا بیٹی میں تمہیں ماں والا پیار بھی دیتا ہوں، علی رضی اللہ عنہ جی! میرے کان میں میرے بابا نے یہ بات کہی تھی کہ علی رضی اللہ عنہ غریب سا انسان ہے علی رضی اللہ عنہ کا گلہ اور شکوہ نہ کرنا میرے سر کے تاج علی رضی اللہ عنہ جی فاطمہ رضی اللہ عنہا تمہارے دروازے پر جان تو دے سکتی ہے مگر آپ رضی اللہ عنہ کا گلہ اور شکوہ نہیں کر سکتی، فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ رضی اللہ عنہ کا گلہ نہیں کر سکتی کیوں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بابا کا حکم مانا ہے اللہ اکبر اللہ

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آخری ایام ہیں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو نہلایا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو نہلا کر کے تیار کیا کھانا کھلایا سیدنا علی رضی اللہ عنہ گھر میں آئے فرماتے ہیں: الحمد للہ! آج فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طبیعت تو بڑی ٹھیک ہے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں علی رضی اللہ عنہ جی ذرا

میرے قریب آ کر کے بیٹھیں آج میں نے اپنے بچوں کو نہلا کر کے کس لیے تیار کیا ہے؟ ہوسکتا ہے سیدنا حسن وسیدنا حسین رضی اللہ عنہما ترستے رہیں مگر نہلانے والی ماں دوبارہ نہ ملے آج میں نے اپنے ہاتھوں سے روٹیاں پکا کر کے اپنے بچوں کو کھلائی ہیں ہوسکتا ہے آج کے بعد دوبارہ حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو ماں کے ہاتھ کی پکی روٹیاں نصیب ہوں کہ نہ ہوں علی رضی اللہ عنہ جی! کوئی غلطی ہوگئی ہوتو اللہ تعالیٰ کے لیے مجھے معاف کردیں، انسان سے سو غلطیاں، کوتاہیاں ہوجاتی ہیں اللہ کے لیے درگزر کر دینا اور جب میرا جنازہ لے کر کے جاؤ جس طرح عام عورتوں کا جنازہ جاتا ہے اس طرح لے کر کے نہ جانا بلکہ جنازے کی چارپائی پر پردہ کر لینا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہوں، میں نے آج تک شرم وحیاء کا دامن نہیں چھوڑا میں چاہتی ہوں میں دنیا چھوڑ کر کے جاؤں، دنیا چھوڑ کر کے قبر میں چلی جاؤں لیکن فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جسم کا کپڑا بھی کسی کو نظر نہ آئے کسی غیرمحرم کی نظر بھی میرے کفن پر نہ پڑے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا دنیا چھوڑ کر کے چلی گئیں گیارہ ہجری رمضان کے تیسرے دن سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے رب کے پاس چلی گئیں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.

دنیا سے جاتے جاتے اسی عورت نے ہماری عورتوں کے لیے مثالیں چھوڑ دی ہیں آج فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نام لینا تو بڑا آسان ہے آج فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ محبت کا دعویٰ کرنا تو بڑا آسان ہے لیکن چہرے پر نقاب کر کے پردہ کر کے باہر نکلنا بڑا مشکل ہے آج فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نام لینا تو بڑا آسان ہے لیکن اپنے خاوند کے گھر میں رہ کر کے دکھوں میں زندگی گزارنا بڑا مشکل ہے آج فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ محبت کا دعویٰ کرنا تو بڑا آسان ہے لیکن اپنے خاوند کے گلے اور شکوے سے بچ کر کے رہنا بڑا مشکل ہے اللہ کی قسم اٹھا کر کے کہتا ہوں جو تربیت میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کی کی ہے اگر آج تمہاری بیٹی کی وہ تربیت ہو جائے تو تمہارے گھروں کے جھگڑے ختم ہوسکتے ہیں اگر آج کی عورت اپنے اندر وہ حیاء پیدا کرے جو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حیاء ہے اگر آج کی عورت اپنے اندر وہ عاجزی اور انکساری پیدا کرے، آج تمہارے کہنے کی باتیں ہے میں ایم پی اے کی

بیٹی ہوں، میں ایم این اے کی بیٹی میں ہوں، بڑوں کی بیٹی اور میں بڑوں کے گھروں میں جاؤں میرا غریبوں سے تعلق کیا ہے؟ اگر تم ایم پی اے کی بیٹی ہو۔ تو رب کی قسم میں تمہیں محمد ﷺ کی بیٹی کا گھر دکھا چکا ہوں اگر تم سرداروں کے گھر میں پلنے والی ہو تو میں تمہیں علی رضی اللہ عنہ کے گھر والی دکھا چکا ہوں۔

دنیا پر کوئی چادر لے کر کے آؤ جو چادر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دوپٹے کا مقابلہ کرے لیکن فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دوپٹہ سنبھالا لیکن تمہارا دوپٹہ چہرے سے اتر کر کے تمہارے گلے میں بدمعاشوں کی طرح آ گیا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نام لے کر کے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے محبت کا دعویٰ کر کے بازاروں میں بے پردہ نکل کر کے غیر مسلموں کو بتانا چاہتی ہیں ہم فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹیاں ہیں ہم فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نام لیوا ہیں نہ نہ حضرات ذی وقار!

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پردے کی پابند ہے میرے نبی کریم ﷺ کی بیٹی اپنے خاوند کے حکموں کی پابند ہے میرے نبی کریم ﷺ کی بیٹی حیاء والی ہے میرے نبی کریم ﷺ کی بیٹی عاجزی اور انکساری والی ہے اس لیے تو رب کے قرآن نے ان کے گھر کا نقشہ کھینچ دیا ہے فرمایا:

﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ○ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ○﴾

(الدھر: ۸۔۹)

اللہ اکبـــــــر اللہ! یہ وہ گھرانہ ہے جس گھرانے کی عزت اور جس گھرانے کے اوصاف حمید کا ذکر رب کے قرآن نے کیا ہے آج ہم اس گھرانے کا نام تو لیتے ہیں لیکن اس گھرانے کے نقش قدم پر نہیں چلتے، اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



شانِ اولیاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُونَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًاo﴾ (الفرقان:٦٣)

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ﴾ (البقرة: ٢٥٧)

کس سے مانگیں کہاں جائیں کس سے کہیں؟
اور دنیا میں حاجت روا کون ہے؟
سب کو دیتا ہے تو سب کا داتا ہے تو
تیرے بندوں کا تیرے سوا کون ہے؟
کون مقبول ہے کون مردود ہے؟
بے خبر ہے خبر تجھ کو، کیا کون ہے؟
جب تلیں گے عمل سب کے میزان پر
تب کھلے گا کہ کھوٹا کھرا کون ہے؟

ہر قسم کی حمد وثنا اللہ جل جلالہ کی ذات اقدس کے لیے ہے، درود وسلام آقائے کائنات، سید الاولین والآخرین، امام اعظم، امام کائنات، امام المرسلین، امام المجاہدین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس اطہر اعلیٰ و بالا کے لیے ہوں۔

حضرات! ذی وقار آج کے خطبہ جمعۃ المبارک میں ان شاء اللہ اولیاء الرحمٰن کے حوالے

سے گفتگو کی جائے گی، حضرات ذی وقار اولیاء الرحمٰن کا تذکرہ کرنے سے پہلے اللہ پاک کے ولی کی پہچان کرنا بہت ضروری ہے، ولی وہ نہیں ہوتا جس کو میں ولی کہوں، نہ ہی وہ ولی ہوتا ہے جسے تم ولی کہو! نہ ہی ولی وہ ہوا کرتا ہے جس کے پاس ہر وقت رش لگا ہو، بلکہ ولی وہ ہوتا ہے جسے اللہ کریم کا قرآن ولی کہے اور میرے پیارے محبوب علیہ السلام کا فرمان ولی کہے، نہ ولی وہ ہوتا ہے جو نالیوں سے گند نکال نکال کر کھائے، سر سے پاؤں تک ننگا رہے، سات سات فٹ کے بال رکھے ہوں۔ ڈھول کی تاپ پر ناچتا ہو، گندی گالیاں منہ سے نکالتا ہو، وہ شیطان کا دوست تو ہوسکتا ہے لیکن اللہ کی قسم وہ ولی نہیں ہوسکتا۔

افسوس اس بات کا ہے، جو اللہ کے ولی ہیں، جن کی زندگی قرآن اور حدیث کی روشنی میں بالکل ٹھیک ہے، جنہوں نے قرآن اور حدیث کے مطابق زندگی گزاری ہے۔ آج ان اولیاء کا نام لے کر کروڑوں روپے کمایا جارہا ہے، لیکن ان اولیاء کی تعلیم پر آج تک کسی نے غور نہیں کیا، جن اولیاء کی قبروں پر جا کر سجدے، بکرے، دیگیں، چادریں، چڑھاوے اور پتہ نہیں کتنے کتنے نوٹ کمائے جارہے ہیں؟ ان کی قبروں پر بیٹھ کر قوالیاں گانے والے قوالیاں گاتے ہیں۔ کاش ان ظالموں کو پتہ ہوتا کہ یہ دنیا سے جانے والے جاتے ہوئے ہمیں تعلیم کیا دے کر گئے ہیں؟ بس ولی کا نام یاد رہ گیا لیکن ولی کی تعلیم ہمیں بھول گئی ہے۔

اس لیے حضرات ذی وقار میں ان شاء اللہ اپنا اور تیرا درد دل میں رکھتے ہوئے آج تمہیں ولی بھی بتاؤں گا، ولی کون ہوتا ہے اور جن اولیاء کا نام لے کر لاکھوں، کروڑوں روپے لوگ کماتے ہیں، آج ان کی تعلیم بھی تمہارے سامنے رکھوں گا اور پھر یہ ججمنٹ اور اندازہ تم نے کرنا ہے کہ اولیاء کی ان باتوں پر، اولیاء کی قبروں پر مجاور بن کر بیٹھنے والوں کو، اپنے آپ کو اولیاء کا وارث کہلوانے والوں کو، اولیاء کی کسی ایک بات پر بھی عمل کرنا آتا ہے کہ نہیں آتا؟ اللہ اکبر اللہ

آیئے حضرات ذی وقار سمجھئے، غور کیجئے!

ضروری نہیں کہ ہر وہ آدمی جس نے سر پر پگڑی باندھی ہو وہ عزت والا ہوا کرتا ہے، اس

پگڑی کے ایک ایک تار کی تحقیق کرو کہ یہ سر پر پگڑی رکھنے والا عزت والا ہے بھی کہ نہیں؟ محض قبے، جبے دیکھ کر پاؤں میں نہ جھک جایا کرو، تمہیں رب نے ایک دین دیا ہے، تمہیں رب نے ایک کمپیوٹر دیا ہے ہے، جو کمپیوٹر تمہیں کھوٹے اور کھرے کی پہچان کر کے بتاتا ہے، پھر اس کو استعمال کیوں نہیں کرتے ہو؟ یہ رب نے صرف تمہیں اس لیے دیا ہے کہ جو آدمی تمہارے سامنے کھڑا ہو کر تمہاری عزت کا، تمہارے مال کا، تمہاری دولت کا ڈاکو بن کے کھڑا ہے، اس ڈاکو کا پہلے جائزہ لو، آیا کہ وہ تمہارا ہمدرد ہے یا کہ تمہاری عزت کو لوٹنا چاہتا ہے؟ یہ تمہارے دماغ کا استعمال ہے اگر تم کرنا چاہو۔ بیان کرنا، میرا حق ہے میں کروں گا۔ آگے اس کو میزان میں رکھ کر عوام الناس کے آج کل کے گدی نشینوں کو تولنا تمہارا کام ہے۔

آیئے توجہ کرنا، غور کرنا، میری دعا ہے، میں جو کچھ بیان کروں اللہ کریم میرے سمیت ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

میرے اور تمہارے پیرومرشد جناب محمد ﷺ کے سینے پر نازل ہونے والا قرآن بیان کر رہا ہے، اللہ کے قرآن کی آیات پر غور کرتے جائیں۔ اللہ کے قرآن کا انیسواں پارہ ہے، سورۃ الفرقان میں میرے پروردگار نے اپنے ولی کی بارہ نشانیاں بیان کی ہیں۔ ولی بننا آسان نہیں، کپڑے اتار کر پھینکنے سے کوئی ولی نہیں بن جاتا، قرآن کی آیات الٹا پڑھنے سے کوئی آدمی ولی نہیں بن جاتا، قبر کا گڑھا کھود کر اس میں زندہ لیٹ کر قرآن کی تلاوتیں کرنے سے آدمی ولی نہیں بن جاتا، ولی تب بنتا ہے جب اس میں یہ بارہ نشانیاں پائی جائیں۔ ان نشانیوں کو دل کی تختیوں پر لکھ کر لے جاؤ! اور اپنے ہاتھ میں ترازو پکڑ کر ولی اور شیطان کا وزن کرو۔ اللہ اکبر اللہ

حضرات ذی وقار! میرا پروردگار اولیاء کی علامت بیان کر رہا ہے۔ اللہ کریم فرماتے ہیں:

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا۝﴾ (الفرقان: ٦٣)

اللہ کا قرآن اپنے بندوں کا تعارف کروا رہا ہے۔ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ کا ذکر اللہ کریم کا قرآن کر رہا ہے۔ فرمایا: اللہ کے ولی وہ ہوا کرتے ہیں۔ زمین پر اکڑ کر چلنا ان کا شیوہ نہیں ہوا کرتا، زمین پر تکبر کی چال چلنا ان کا شیوہ نہیں ہوا کرتا، بلکہ فرمایا:

﴿عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا﴾

اللہ کا ولی جب زمین پر چلتا ہے تو نظریں جھکا کر چلتا ہے، رب کا ولی جب زمین پر چلتا ہے تو قدم آہستہ آہستہ زمین پر رکھتا ہے۔ عاجزی اور انکساری کے ساتھ چلا کرتا ہے۔ دوسری علامت یہ ہے، فرمایا:

﴿وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا﴾

جب کوئی جاہل آدمی آگے سے مل پڑے، وہ اپنی بے حیائیاں مارنے لگ جائے تو رب کا ولی کیا کرتا ہے؟ قَالُوْا سَلَامًا پاگل کے ساتھ پاگل نہیں بنتا، جاہل کے ساتھ جاہل نہیں بنتا بلکہ رب کا ولی جاہلوں کو سلام کر کے اپنے راستے کی طرف چل پڑتا ہے۔

﴿وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا﴾ (الفرقان: ٦٣)

اور فرمایا:

﴿وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا﴾ (الفرقان: ٦٤)

جو رب کا بندہ اور رب کا ولی ہوا کرتا ہے۔ اس کی رات کالا منتر پڑھتے ہوئے نہیں گزرتی، اس کی رات بھنگ پیتے نہیں گزرتی، اس کی رات قبر پر بیٹھ کر قوالی گاتے نہیں گزرتی، بلکہ اس کی ساری رات گزرتی ہے تو اللہ کریم کی عبادت کرتے گزر جاتی ہے۔ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا کبھی سجدے میں، کبھی رکوع میں، کبھی ہاتھ باندھ کر معافیاں مانگتا ہے، کبھی سجدے میں گر کر معافیاں مانگتا ہے۔ رب کا ولی وہ ہوا کرتا ہے جس کی آنکھوں میں سے آنسو گرتے ہیں تو مالک کے سامنے آ کر گرتے ہیں۔ سُجَّدًا وَّقِیَامًا

آگے فرمایا رب کا ولی کون ہوتا ہے؟

﴿وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَكَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ

قَوَامًاo﴾ (الفرقان: ٦٧)

فرمایا: جو رب کا ولی ہوا کرتا ہے وہ عیاشیاں نہیں کیا کرتا، فضول خرچیاں نہیں کیا کرتا، اللہ رب العزت کے راستے میں مال خرچ کیا کرتا ہے۔ مریدوں کو لوٹ کر اپنے پاس دولتیں جمع نہیں کیا کرتا بلکہ جو گھر میں پڑی ہوں، وہ تقسیم کر دیا کرتا ہے۔ اللہ کریم کے راستے میں خرچ کر دینے والا ولی ہوا کرتا ہے۔ اپنے گھر میں نوٹوں کی ڈھیریاں لگانے والا ولی نہیں ہوا کرتا، فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا﴾ (الفرقان: ٦٧)

الله اكبر الله!

حضرات ذی وقار! فرمایا: جو رب کا ولی ہوا کرتا ہے، وہ فضول خرچ نہیں ہوا کرتا، دولتوں کو ضائع نہیں کیا کرتا، بلکہ اگر رب مال زیادہ دے دے تو رب کے راستے میں خرچ کیا کرتا ہے، آگے ذرا غور کریں۔ آگے فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًاo﴾

(الفرقان: ٦٨)

فرمایا: وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ. اللہ کے ولی کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ رب کا ولی جگہ جگہ پر جا کر سر نہیں جھکایا کرتا، لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ ، اللہ کے علاوہ نہ کسی کو حاجت روا سمجھتا ہے، نہ مشکل کشاء سمجھتا ہے، نہ غوث اعظم سمجھتا ہے، نہ دستگیر سمجھتا ہے، نہ داتا سمجھتا ہے۔ ولی وہ ہوتا ہے جو ساری صفات منسوب کرتا ہے، تو اکیلے پروردگار کی طرف کرتا ہے اور جائیے جائیے!

اس آیت کو آئینے میں رکھ کر دیکھو، پیر عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کو اس آیت کے آئینے میں رکھ کر دیکھو، علی ہجویری رحمہ اللہ کو اس آیت کے آئینے میں رکھ کر دیکھو۔

بابا بلھے شاہ رحمہ اللہ کو اس آیت کے آئینے میں رکھ کر دیکھو، پیر مہر علی شاہ رحمہ اللہ کو اس آیت کے آئینے میں رکھ کر دیکھو، معین الدین چشتی رحمہ اللہ کو اس آیت کے آئینے میں رکھ کر دیکھو، بختیار کاکی رحمہ اللہ کو اس آیت کے آئینے میں رکھ کر دیکھو۔ سلطان التمش رحمہ اللہ کو اس آیت کے آئینے میں رکھ کر دیکھو۔ تم نہیں دیکھ سکتے، تمہارے پاس ٹائم کوئی نہیں، تم نے ان کی تعلیم نہیں پڑھی، ہاں میں تمہارا نوکر ہوں، میں تمہارا خیال کرنے والا ہوں، میں ناصح ہوں۔ آج تم توجہ کرو، میں ان کی تعلیمات تمہاری آنکھوں کے سامنے رکھتا ہوں۔ توجہ کرتے جائیں! غور کرتے جائیں۔

حضرات ذی وقار! اللہ تعالیٰ کا قرآن بیان کرتا ہے:

فرمایا: جو رب کا بندہ اور رب کا ولی ہوا کرتا ہے، اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ اللہ پاک کے علاوہ کسی کے سامنے جھکا نہیں کرتا، اللہ کریم کے علاوہ کسی کو مشکل کشاء اور حاجت روا نہیں سمجھا کرتا، میں ولی اس کو مانتا ہوں جو قرآن کی اس آیت کے مطابق اپنی زندگی گذارتا ہے۔ کون کہتا ہے؟ میں اولیاء کا انکار کرتا ہوں، کون کہتا ہے؟ میں اولیاء کا گستاخ ہوں، اللہ کی قسم ہے میں اولیاء کی قدر بھی کرتا ہوں، اولیاء کی عزت بھی کرتا ہوں، لیکن تم اکیلا صرف ولی کا نام استعمال کرتے ہو، مگر میں ولی کی تعلیم پر بھی عمل کرتا ہوں، ولی کی کیا تعلیم ہے؟ توجہ کرنا۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اللہ کا ولی غنیۃ الطالبین کے صفحہ چھ (٦) پر لکھتے ہیں: فرماتے ہیں، سنو کائنات والو! دنیا والو! اللہ سے ہٹ کر کے، خالق سے ہٹ کر کے مخلوق سے امید رکھنا بھی شرک ہوا کرتا ہے، مخلوق سے کسی قسم کا ڈر بھی دل میں رکھنا شرک ہوا کرتا ہے، مشرک وہ ہوتا ہے جو خالق کے بدلے میں مخلوق کو ساتھ شریک بنائے، وہ آدمی مشرک ہوا کرتا ہے۔ فتوح الغیب میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اپنے بیٹے عبدالوہاب کو نصیحت فرماتے ہیں، ناموں پر بھی غور کیا کرو، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے اپنے ایک بیٹے کا نام عبدالوہاب رکھا، ایک کا نام عبدالرزاق رکھا، پیراں دتہ کوئی نام نہیں رکھا، اگر

تمہیں اولیاء سے پیار ہے تو نام بھی اولیاء والے رکھا کرو۔

عبدالقادر رکھو، عبدالرزاق رکھو، عبدالوہاب رکھو، اگر تعلیم پر عمل کرنا چاہتے تو اس طرح کرو، توجہ کرو شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اپنے بیٹے عبدالوہاب کو وصیت اور نصیحت فرماتے ہیں، فرماتے ہیں:

((عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ))

اپنے آپ پر اللہ پاک کے تقویٰ کو لازم کرلو، ڈرا کرو تو اکیلے رب سے ڈرا کرو، اپنے دل میں اللہ کریم کا تقویٰ اختیار کرو، پھر فرمایا:

((وَكِّلِ الْحَوَائِجَ اِلَى اللّٰهِ))

اپنی زندگی کی ہر قسم کی مشکل اور حاجت کا حاجت روا مانا کرو تو اکیلے رب کو مانا کرو۔ اپنے بیٹے کو شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کہہ رہے ہیں، اے میرے بیٹے اپنی ساری حاجتیں اللہ کے سپرد کردو، کیوں؟ حاجت روا اللہ ہے، میں کہوں گا تو غلط نہیں ہوگا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے حاجت روا مانا ہے تو اللہ کو مانا ہے، آج تم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کو حاجت روا کیوں کہتے ہو؟ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تو رب کو حاجت روا سمجھا کرتے تھے، آج تم نے اگر پیر عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا نام لینا ہے، آج اگر تم نے پیر عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے نام پر زندہ رہنا ہے، آج اگر تم نے گیارہویں والے پیر سے پیار کرنا ہے تو پھر آج کے بعد عقیدہ یہ بناؤ کہ گیارہویں والا پیر بھی حاجت روا اللہ تعالیٰ کو مانتا رہا ہے، مشکل کشاء اللہ تعالیٰ کو مانتا رہا ہے۔ اللہ اکبر اللہ

آیئے توجہ کرتے جائیں! پیر علی ہجویری رحمہ اللہ اللہ کا ولی ہے، میں رب کے ولی کی عزت بھی کرتا ہوں، میں رب کے ولی کا احترام بھی کرتا ہوں لیکن میں اکیلا نام ہی نہیں استعمال کرتا، میں ولی کی تعلیم پر بھی عمل کرتا ہوں۔ کتاب کھولو! کشف الاسرار کا مطالعہ کرلو اور اسی بات کو میر علی خاں نے قصص الاولیاء کے صفحہ ایک سو چھ پر نقل کیا ہے۔ ایک دن علی ہجویری رحمہ اللہ اپنے آپ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں، اے علی ہجویری! اتنا فخر نہ کیا

کرو، یہ لوگ تو پاگل ہیں جو تمہیں داتا کہتے ہیں، مگر تم تو ایک دانے پر بھی قدرت نہیں رکھتے ہو، تم تو ایک دانے کے بھی مالک نہیں ہو، اور نیچے یہ بھی لکھا ہے، بات سنو! علی ہجویری! اگر حقیقی داتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہے، اصلی داتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کیا کرو، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا کرو، میں پوچھنا چاہتا ہوں، میں پیغام محبت پیش کرنا چاہتا ہوں، آج جس ولی کو تم داتا کہتے ہو، وہ تو رب کو داتا کہتا ہوا رخصت ہو گیا ہے، اس نے اپنی زندگی میں داتا رب کو کہا ہے اور جب وہ دنیا سے چلا گیا تو تم نے اس کو داتا کہنا شروع کر دیا۔ ولی کا نام تو تم نے استعمال کیا ہے مگر ولی کی تعلیم پر تم نے عمل نہیں کیا۔ ولی تو دنیا پر یہ کہتا چلا گیا ہے، داتا اللہ تعالیٰ ہے، حاجت روا اللہ تعالیٰ ہے، مشکل کشاء اللہ تعالیٰ ہے، بگڑیاں بنانے والا اللہ تعالیٰ ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات سب کچھ عطا کرنے والی ہے، کائنات کا رب سب کو عطا کرنے والا ہے۔ یہ کس کا عقیدہ ہے؟ یہ علی ہجویری رحمہ اللہ کا عقیدہ ہے اور یہ عقیدہ اللہ کریم کے قرآن سے ملتا ہے۔

اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا﴾ (الفرقان:٦٣)

حضرات ذی وقار اولیاء کی تعلیم کو نوٹ کر کے لے جاؤ، پیر معین الدین چشتی رحمہ اللہ کا نام تو تم نے سنا ہوگا؟ نام تو تمہارے لب پر ہوگا، نام تو تمہیں بڑا یاد ہوگا۔ نام کو تو تم اچھے طریقے سے جانتے ہوگے، مگر کبھی ان کی تعلیم بھی پڑھ کر دیکھو! معین الدین چشتی رحمہ اللہ کیا فرماتے ہیں؟ فرماتے ہیں: سنو کائنات والو، دنیا والو! قصص الاولیاء کے صفحہ ۱۸۱ پر ان کے اقوال کو نقل کیا گیا ہے، ان کے اقوال میں سے ایک قول یہ بھی ہے، فرماتے ہیں: عارف وہ ہوا کرتا ہے عارف کا مطلب اللہ تعالیٰ کو پہچاننے والا، اللہ تعالیٰ کی پہچان کرنے والا، اللہ رب العزت کی معرفت رکھنے والا، فرمایا: جو اللہ کریم کی معرفت رکھنے

والا ہوا کرتا ہے، وہ رب کے علاوہ کسی پر توکل نہیں کیا کرتا اور جو رب پر بھروسہ کرنے والا ہوا کرتا ہے۔فرماتے ہیں، وہ مخلوق کی طرف جانا تو دور کی بات ہے، مخلوق کی طرف التفات بھی نہیں کیا کرتا۔ التفات کا معنیٰ جھاتی مارنا ہے، اس طرح چھپ کر دیکھنا۔ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کی تعلیم یہ ہے کہ جو اللہ کریم کی پہچان کرنے والا ہو، جو رب تعالیٰ کی ذات کا تعارف سمجھتا ہو، وہ توکل بھی اللہ کریم پر کرتا ہے اور اللہ رب العزت کی مخلوق کی طرف جھاتی مار کر بھی نہیں دیکھتا۔ اللہ اکبر اللہ

آج ولی کا نام تو تمہیں یاد رہا، آج ولی کے نام پر کروڑوں کمانے تو تمہیں یاد رہے مگر ولی کی تعلیم تمہیں کیوں بھول گئی ہے؟ آؤ میں بھی معین الدین چشتی رحمہ اللہ سے پیار کرتا ہوں، تم بھی پیار کرتے ہو لیکن آؤ آج کے بعد ان کی تعلیم پر بھی عمل کر کے دکھاؤ، آج کے بعد بھروسہ کیا کرو تو اکیلے رب پر کیا کرو، توکل کیا کرو تو اکیلے رب پر کیا کرو، میں اولیاء کا نام ہی نہیں لیا کرتا بلکہ اولیاء کی تعلیم پر بھی عمل کیا کرتا ہوں، بابا جی بلھے شاہ رحمہ اللہ کیا سبق دے کر گئے ہیں؟ فرماتے ہیں ؎

علم پڑھیاں اشراف نہ تھیون تے جہڑے ہوون اصل کمینے
پیتل تھیں کدی سونا نئیں بن دا پانویں جڑیے لال نگینے
شوم تھیں کدی صدقہ نئیں ہوندا پانویں ہوون لکھ خزینے
اور بنا توحید نجات نئیں بلھیا پانویں مریے وچ مدینے

اللہ اکبر اللہ! بلھے شاہ رحمہ اللہ جاتے جاتے سبق دے کر گئے ہیں، فرماتے ہیں چاہے تمہیں مدینے کی نگری میں موت آئے، لیکن اگر رب سے شرک کرتے رہو گے تو پھر رب تمہیں معاف نہیں کرے گا۔ چاہے تم مدینے میں جا کر مر جاؤ۔ اگر رب کو چھوڑ کر سجدہ کسی ولی کی قبر پر بھی کرتے ہو گے تو رب تمہیں معاف نہیں کرے گا، بابا بلھے شاہ رحمہ اللہ دنیا سے چلا گیا مگر تمہیں توحید کا سبق دے کر گیا۔ آج مجاوروں نے قبروں پر بیٹھ کر قبریں تو بڑی خوبصورت بنا لیں اور نوٹ کمانے شروع کر دیئے۔ مگر بلھے شاہ رحمہ اللہ کا شعر ہے،

ہر محفل میں پڑھا جائے، ہر کتابچے پر لکھا جائے مگر پھر بھی تم اس شعر پر عمل نہ کرو، کیا شعر کو بس پڑھنا جانتے ہو؟ اس شعر کو سمجھنا کیوں نہیں جانتے ہو؟ اکیلا بابا بلھے شاہ رحمہ اللہ کے شعر کو پڑھا ہی نہ کرو، بلکہ اس پر غور بھی کیا کرو۔ اللہ اکبر اللہ

میاں وارث شاہ رحمہ اللہ کیا فرما گئے ہیں؟ وہ فرماتے ہیں ؎

رات دا جاگنا بڑا اوکھا نئیوں جاگدا کوئی بے کار راتیں
اک جاگدا عشق دی مرض والا تے دوجا جاگدا سخت بیمار راتیں
اک جاگدا چور جوسن اتے تے دوجا جاگدا رب دا طلب گار راتیں
او وارث شاہ جدوں سارے سو جاندے اکو جاگدا پروردگار راتیں

اللہ اکبر اللہ! جب مخلوق سو جاتی ہے، رب اس وقت بھی جاگتا ہوتا ہے، قرآن کیا کہتا ہے؟

﴿اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ﴾ (البقرة: ٢٥٥)

میرے پروردگار کی ذات وہ ذات ہے جو ہر وقت جاگتی ہے، میرے رب کو نیند بھی نہیں آتی، نیند تو دور کی بات ہے، اونگھ تک بھی نہیں آتی، اللہ کا ولی قرآن میں سے اللہ کریم کی عظمت بیان کرتا ہے۔ آج تمہیں میاں وارث شاہ رحمہ اللہ کا نام یاد رہ گیا ہے مگر ان کی تربیت تمہیں یاد نہیں رہی۔ اگر تم توجہ کرو تو میں دور کی بات نہیں کرتا، بات قریب کی کر لیتا ہوں۔

پیر نصیر الدین شاہ رحمہ اللہ گولڑہ والے وہ دنیا سے جاتے جاتے کیا سبق دے کر گئے ہیں؟ فرماتے ہیں ؎

کس سے مانگیں اور کس سے کہیں اور کہاں جائیں ہم
اس دنیا میں حاجت روا کون ہے؟
سب کو دیتا ہے تو سب کا داتا ہے تو
تیرے بندوں کا تیرے سوا کون ہے؟

اور کون مقبول ہے کون مردود ہے؟
بے خبر ہے خبر تجھ کو کیا کون ہے؟
جب تلیں گے عمل سب کے میزان پر
تب کھلے گا کہ کھوٹا کھرا کون ہے؟

وہ بھی دنیا سے جاتے جاتے کہہ گئے ؏

سب کو دیتا ہے تو سب کا داتا ہے تو

آج تمہیں پیر نصیر الدین رحمہ اللہ کا نام یاد ہے، تمہیں یہ شعر پھر یاد کیوں نہیں؟ پیر نصیر الدین رحمہ اللہ بھی رب کو داتا مانتا تھا، پھر تم رب کو داتا کیوں نہیں سمجھتے ہو؟ اولیاء کا نام لینا آسان ہے، اولیاء کے نام پر دھمالیں ڈالنا آسان ہے۔ اولیاء کے مزاروں پر جا کر قوالیاں گانا تو آسان ہے۔

لیکن اولیاء کی تعلیم پر عمل کرنا بہت مشکل ہے، ہاں میں ولی کی عزت کرتا ہوں۔ میں ولی کا احترام کرتا ہوں، میں ولی کی قدر کرتا ہوں، مگر میں ساتھ ولی کی تعلیم بھی تمہارے سامنے رکھتا ہوں۔ ہاں آؤ تم بھی میرے ساتھ مل جاؤ، ولی کی عزت بھی کرو، مگر ولی کا پیغام بھی یاد رکھا کرو، یہی بات تو اللہ کریم کا قرآن بیان کرتا ہے، فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا۝﴾

(الفرقان: ٦٨)

حضرات ذی وقار! ذرا غور کرتے جائیں! ایک اور مقام اللہ کے قرآن کا سنو، ایک اور مقام پر کائنات کا رب اپنے اولیاء کی عظمت کا ذکر اس طرح کر رہا ہے۔ فرمایا:

﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ﴾

(البقرة: ٢٥٧)

فرمایا: اللہ تعالیٰ ولی ہے ان لوگوں کا، اللہ تعالیٰ دوست ہے ان لوگوں کا، اللہ تعالیٰ

پیار کرتا ہے ان لوگوں کے ساتھ، اللہ تعالیٰ اپنا دوست بناتا ہے ان لوگوں کو جو لوگ ایمان لائے ہیں اور کائنات کا رب ان کو اندھیروں سے نکالتا ہے اور روشنیوں کے راستے پر چلا دیتا ہے۔ پتہ چلا جو رب کا ولی ہوتا ہے وہ گمراہی سے نکل جاتا ہے، جس کا تعلق رب سے جڑ جائے وہ اندھیروں سے باہر نکل جاتا ہے کیوں؟ وہ رب کا پیارا بن جاتا ہے، اللہ کا ولی بن جاتا ہے۔ اللہ کے قرآن کا ایک اور مقام سنیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ۝﴾ (الجاثية: ١٩)

فرمایا: کائنات کا رب متقی لوگوں کا ولی ہے، اللہ تعالیٰ دوست ہے ڈرنے والے لوگوں کا، متقی کن کو کہا جاتا ہے؟ تقویٰ والا کون ہوا کرتا ہے؟ اللہ کا قرآن سنیں۔ فرمایا:

﴿وَالَّذِىْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۝﴾

(الزمر: ٣٣)

فرمایا: بے شک وہ جو سچ لے کر آیا ہے۔ وَالَّذِىْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وہ جو سچ لے کر آیا ہے۔ وَصَدَّقَ بِهٖ اور پھر سچ کی تصدیق کرنے والے نے کی ہے۔ سچ لے کر آنے والا بھی، سچ کی تصدیق کرنے والا بھی، اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۝ دونوں متقی ہیں، دونوں جنت میں داخل ہونے والے ہیں۔ سچ لے کر آنے والا، میرا پیرومرشد محمد ﷺ ہے اور سب سے پہلے سچ کی تصدیق کرنے والا میرا پیارا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی اللہ کا ولی ہے، میرے نبی اکرم ﷺ کا ہر صحابی اللہ کا ولی ہے۔

جس نے آقا علیہ السلام کے آئے ہوئے سچ کی تصدیق کی ہے، کیوں؟ وہ سارے متقی ہیں۔ متقی کس کو کہا جاتا ہے؟ متقی وہ ہوتا ہے جس کے دل میں اللہ کا تقویٰ ہو۔ تقویٰ کس کو کہا جاتا ہے؟ اللہ کے قرآن کا دوسرا مقام ہے، میرا پروردگار اعلان فرما رہا ہے۔ اللہ کا قرآن کیا ذکر کرتا ہے؟ فرمایا: تقویٰ اس آدمی کے پاس ہوا کرتا ہے جو آدمی رب سے ڈرتا ہے، جس کے دل میں اللہ کریم کا ڈر موجود ہو۔ اللہ اکبر اللہ

مفسرین رحمہ اللہ تقویٰ کی مثال اس طرح دیتے ہیں۔ جس طرح کوئی آدمی اپنے جسم پر چادر اوڑھ کر جائے اور ایک تنگ راستے، ڈنڈی سے گزرے، اس کے دونوں طرف کانٹے ہوں۔ وہ آدمی بغیر کسی کانٹے کے لگنے سے وہاں سے گزر جائے۔ اس کو متقی کہا جاتا ہے۔ یعنی آدمی زندگی کا سفر کر رہا ہے۔ زندگی کی ڈنڈی پر چل رہا ہے۔ ادھر بھی گناہوں کے کانٹے ہیں۔ ادھر بھی گناہوں کے کانٹے ہیں۔ کہیں شرک کا کانٹا ہے، کہیں بدعت کا کانٹا ہے، کہیں زنا کا کانٹا ہے، کہیں سود کا کانٹا ہے۔ متقی رب کا ولی وہ ہوتا ہے، جو ڈنڈی سے گزر جائے، نہ شرک کی طرف دیکھے، نہ بدعت کی طرف دیکھے، نہ زنا کی طرف دیکھے، نہ بغیرتی کی طرف دیکھے، یہ اللہ کا ولی ہے کیونکہ رب متقی کو اپنا ولی کہہ رہا ہے۔ اللہ اکبر اللہ

کیا آج تم نے ولی کی اس تعلیم پر عمل کیا ہے؟ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ دنیا چھوڑ کر جا رہے ہیں، دنیا سے جاتے ہوئے وصیت یہ کی ہے۔ میرا جنازہ پڑھنے سے پہلے میری وصیت کو پڑھا جائے، وصیت میں کیا لکھا ہے؟ میرا جنازہ وہ آدمی پڑھائے جس میں یہ تین صفات موجود ہوں۔ ولی کی عزت پر غور کرو، ولی کی قدر پر غور کرو، ولی جاتے جاتے پیغام کیا دے کر گیا ہے؟ اس پر غور کرو! فرمایا: میرا جنازہ وہ پڑھائے، جس میں یہ تین صفات موجود ہوں۔ پہلے نمبر پر اس نے کبھی زنا نہ کیا ہو، بے غیرتی نہ کی ہو، غیر محرم کو چھیڑ نہ کیا ہو، دوسرے نمبر پر فرمایا: اس آدمی نے عصر سے پہلے چار سنتیں کبھی نہ چھوڑی ہوں۔ تم تو عصر کی نماز ہی نہیں پڑھتے ہو، تو تم چار سنتیں کیسے پڑھو گے؟ چار سنتوں کی بات تو دور کی ہے، آج کئی قبروں پر بیٹھ کر کہتے ہیں۔ ہم نے نمازیں کیا پڑھنی ہیں؟ ہم نے تو عشق کی پڑھی ہیں۔

جنھوں نے عشق کی پڑھی ہوں، ان کو اور نمازوں کی کیا ضرورت ہے؟ نہ نہ میرے بھائیو! ولی کی یہ تعلیم نہیں، ولی دنیا سے جاتے ہوئے کہہ کر گیا ہے، میرا جنازہ وہ پڑھائے، جس نے عصر سے پہلے چار سنتیں کبھی نہ چھوڑی ہوں، تیسری خوبی یہ ہو اس

آدمی نے ہر نماز تکبیر اولیٰ کے ساتھ پڑھی ہو۔ تکبیر اولیٰ سے مراد یعنی جب تکبیر اقامت ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ مل کر نماز پڑھی ہو۔ وہ آدمی میرا جنازہ پڑھائے، پورے جنازے میں اعلان کر دیا گیا۔ پورے جنازے کے مجمع پر سناٹا چھا گیا۔ کوئی آدمی آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ کا ایک شاگرد ہے، جس کا نام سلطان التمش رحمہ اللہ ہے۔ وہ ایک سائیڈ سے ہو کر آگے آیا۔ جنازہ پڑھایا اور فرمایا: سنو! لوگو میں اپنا عمل ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لیکن میرا استاد کہہ کر کے گیا ہے، مجھے اس لیے ظاہر کرنا پڑا ہے۔ میں نے اپنا ایمان ظاہر نہیں کرنا تھا۔ لیکن میرا استاد دنیا سے جاتے ہوئے کہہ کر گیا ہے، میں نے اس لیے جنازہ پڑھایا ہے۔ اللہ اکبر اللہ

میں آج پوچھنا چاہتا ہوں، آج سوال کرنا چاہتا ہوں۔ آج قبروں پر بیٹھنے والے مجاور کو بھنگ یاد رہ گئی، چرس یاد رہ گئی، نماز یاد کیوں نہیں؟ ولی کی تربیت یاد نہیں، ولی کا پیغام یاد کیوں نہیں؟ نہ نہ تم ولی سے پیار کرنے والے نہیں ہو سکتے۔ ولی کے ساتھ پیار وہ کرتا ہے، جو ولی کے پیغام پر عمل کرتا ہے۔ تم ولی کی تعلیم پر عمل نہ کرو تو تم ولی کے پیارے کیسے بن جاؤ گے؟ ولی کا پیارا وہ ہوتا ہے جو ولی کی تعلیم پر عمل کرتا ہے۔ سید وہ ہوتا ہے جو نبی کریم ﷺ کی بتائی تعلیم پر عمل کرتا ہے۔ سید کس کو کہتے ہیں؟ سوہنیو! سید کس کو کہا جاتا ہے؟ کبھی سید کے لفظ پر غور کرو! سید اس کو ہی کہتے ہیں جو نبی کریم ﷺ کے خاندان میں سے ہو، کیوں جی بات اسی طرح ہے؟ جو نبی کریم ﷺ کے خاندان میں سے ہو، وہ سید ہوتا ہے، اس کو سید کہا جاتا ہے۔ جاؤ جاؤ میں علی الاعلان کہوں گا۔ جو سید اپنے قدموں میں سجدہ کروائے وہ یا تو سید نہیں، اگر وہ سید ہے تو پھر وہ نبی کریم ﷺ کا نافرمان ہے۔ اس سید سے جا کر پوچھو، سوال کرو، سید صاحب، شاہ صاحب تم اپنے پیروں میں سجدے کروا رہے ہو، گھٹنے ٹخنے چھوا رہے ہو۔ تم نبی اکرم ﷺ کے خاندان میں سے ہو، تمہارا تعلق نبی کریم ﷺ کے خاندان میں سے ہے۔ اس سید کا سب سے بڑا سردار میرا محبوب ہے، اس خاندان کا سب سے بڑا سردار میرا نبی علیہ السلام ہیں۔ رہبر میرا

نبی اکرم ﷺ ہیں، اس خاندان کا سب سے بڑا سردار میرا محبوب ہے۔ کالی کملی والا ہے، مدینے والا ہے، مکے والا ہے۔ میرے نبی کریم ﷺ نے آج تک اپنے قدموں میں سجدہ نہیں کروایا، اپنے گھٹنے ٹخنے نہیں چھوائے، میرے نبی کریم ﷺ کے سامنے نہ سجدہ کیا جاتا ہے، نہ میرے آقا علیہ السلام کی قبر پر آج تک سجدہ کیا گیا ہے۔ اگر تم سید ہو تو پھر میرے نبی کریم ﷺ کے فرمانبردار کیوں نہیں ہو؟ اس خاندان کے بڑے کے قدموں میں سجدہ نہ ہو، تو تم سید ہو کر اپنے قدموں میں سجدہ کیسے کروا سکتے ہو؟ جاؤ جاؤ وہ سید نہیں ہو سکتا، یا تو وہ اپنے آپ کو سید کہلوانا چھوڑ دے، یا پھر یہ کہے کہ میں نافرمان ہوں۔

آؤ بھائیو! نبی کریم ﷺ کی تعلیم کو ذرا سمجھیں۔ ایسے ہی نہ کسی کے پیچھے چل پڑا کرو، قبے جبے دیکھ کر پیچھے نہ جایا کرو، میں تمہیں تعلیم یہ دینا چاہتا ہوں۔ تمہیں پیغام یہ پیش کرنا چاہتا ہوں، تمہاری حوصلہ افزائی یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آؤ!

ولی اس کو مانو جس کو رب کا قرآن ولی کہتا ہے، ولی اس کو کہو جس کو میرے نبی ﷺ کا فرمان ولی کہتا ہے۔ اللہ کا قرآن ہے۔ ذرا توجہ کریں۔ حضرات ذی وقار غور کریں، میں جن باتوں کا ذکر کر رہا ہوں۔ اللہ کا قرآن اولیاء کی عظمت بیان کر رہا ہے۔ فرمایا: کائنات والو!

﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ﴾ (الفرقان: ٦٨)

آگے فرمایا:

﴿وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ○ يُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ﴾

(الفرقان: ٦٨۔٦٩)

آگے فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ﴾ (الفرقان: ٦٥)

فرمایا: جو رب کا ولی ہوا کرتا ہے وہ جہنم کے عذاب سے بہت ہی زیادہ ڈرا کرتا ہے۔ اس کے سامنے جب جہنم کی وادی کا ذکر کیا جاتا ہے، اس کے دل میں ایک عجیب

کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ایک اور مقام اللہ کے قرآن کا ہے۔فرمایا:

﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝﴾ (الرعد: ٢٨)

مومن کے دل کو قرار پہنچتا ہے تو اللہ کے ذکر سے پہنچتا ہے۔

علی ہجویری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اے لوگو! اللہ کا ولی وہ ہوتا ہے، جس کے دل کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے سکون ملتا ہے اور علی ہجویری رحمہ اللہ نے لوگوں کو تبلیغ کیا کی ہے؟ فرماتے ہیں، لوگو قرآن کی مجلس میں جایا کرو، قصص الاولیاء کتاب کے اندر ان کی یہ ساری وصیت اور نصیحت موجود ہے۔فرماتے ہیں: لوگو! قرآن کی محفلوں میں جایا کرو، قرآن کی محفلوں میں جا کر بیٹھا کرو، کیونکہ آدمی میں قرآن سنتا ہے تو آدمی کے دل کو اطمینان مل جاتا ہے۔ یہ رب کے ولی کی پہچان ہے۔رب کا ولی قرآن کے آئینہ میں سے دیکھا جاتا ہے۔اللہ اکبر اللہ

آگے غور کریں،فرمایا:

﴿وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ۝﴾ (الفرقان: ٧٤)

یہ بات بڑی پیاری ہے،فرمایا: جو رب کا ولی ہوا کرتا ہے۔وہ بیٹے بھی رب سے مانگتا ہے،اس طرح کہتا ہے: اللہ مجھے بیوی بھی عطا کر دے، مجھے بیٹے بھی عطا کر دے۔ هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا، اللہ مجھے بیوی عطا کرو۔وَذُرِّیّٰتِنَا، اور اولاد عطا کرو۔اللہ کے قرآن سے پتہ چلا ولی وہ ہوتا ہے، جو اولاد کا سوال اکیلے پروردگار سے کرے، جو زندگی کے آنے والے مشکل وقت پر پکارے تو اکیلے پروردگار کو پکارے، پتہ چلا ولی وہ ہوتا ہے جو اولاد کا سوال رب سے کرتا ہے۔یہاں تو قرآن ولی اس کو کہتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے اولاد مانگے اور تم قبروں پر جا کر اولاد مانگ رہے ہو،کبھی اس قبر سے بیٹا مانگتے ہو،کبھی اس قبر سے بیٹا مانگتے ہو، اے بے وقوف! اگر قبروں سے بیٹے ملتے ہوتے تو جن کی

قبروں پر جا کر تم مانگ رہے ہو، ان کے کبھی دنیا سے جاتے ہی نہ، ان کے اپنے بیٹے دنیا سے چلے گئے، وہ خود دنیا سے چلے گئے۔ تم ان کی قبروں پر جا کر بیٹے کیوں مانگتے ہو؟ بیٹے مانگا کرو تو اکیلے پروردگار سے مانگا کرو، یہ ولی کی نشانی ہے۔ ولی اولاد مانگتا ہے تو اکیلے رب سے مانگتا ہے۔

میری مائیں بہنیں بھی پیغام نوٹ کر کے لے جائیں، رب سے مانگا کرو، رب کے علاوہ کوئی بھی عطا نہیں کرتا۔

او جے دیوے تے دیندا ای اللہ نی
رکھ اوہدے اتے توں تسلا نی
اوندا کٹ کے پھڑ لے پلہ نی
تیرا ہو جاؤ بیڑا پار
نی اک دن مر جائیں گی
اللہ باجھ نہ غیر پکار نی اک دن مر جائیں گی

﴿رَبَّنَآ هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۝﴾ (الفرقان: ٧٤)

ولی رب سے سوال کرتے ہیں، اولیاء رب سے مانگتے رخصت ہو گئے، تم بھی رب سے مانگا کرو۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اپنے بیٹے سے کہہ گئے، بیٹا حاجتوں کا سوال رب سے کیا کرو، تم بھی حاجتوں کا سوال رب سے کیا کرو۔ علی ہجویری رحمہ اللہ دنیا سے کہتے رخصت ہو گئے۔ داتا اللہ تعالیٰ ہے، تم بھی اللہ تعالیٰ داتا کو کہا کرو۔ پھر تم ولی کی تربیت کے مطابق ہو جاؤ گے۔

دعا ہے جو کچھ بیان کیا ہے، اللہ رب العزت عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

جنگ بدر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ﴾ (ال عمران: ۱۲۳)

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے؟
ارے وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

ہر قسم کی حمد وثنا اللہ جل شانہ کی ذات اقدس کے لیے ہے، درود وسلام آقائے کائنات سید الاولین والآخرین، امام اعظم، امام کائنات، امام المرسلین، امام المجاہدین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اطہر، اعلیٰ وبالا کے لیے ہوں۔

حضرات ذی وقار! سامعین محترم! میرے بھائیوں، دوستو! بزرگو! ساتھیو! میری ملت کے مجتہد نوجوانوں معززات، مکرمات، محترمات پردہ نشیں میری اسلامی ماؤں بہنوں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں دعا اور التجا ہے کہ اللہ جل ذکرہ میرا اور تم سب کا اس جگہ پر مل بیٹھنا اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے آمین۔

آج کے خطبہ جمعۃ المبارک میں رمضان المبارک کے ہی حوالہ سے اسلام کے اس فیصلہ کن معرکہ کا ذکر کیا جائے گا جو اسلام کا پہلا فیصلہ کن معرکہ جس کو غزوہ بدر کہا جاتا ہے، یہ ایسے حالات میں پیش آئی کہ جب مسلمانوں کے پاس نہ ہی جنگی قوت زیادہ موجود تھی نہ ہی ضروری قوت زیادہ موجود تھی معاشی اور معاشرتی لحاظ سے بھی اسلام اور مسلمان نہایت ہی کمزور تر تھے لیکن اللہ رب العزت کی مدد اور کائنات کے رب کی نصرت اور میرے نبی کریم ﷺ کی ہچکیاں میرے نبی کریم ﷺ کی دعاؤں نے ایسا رنگ لگایا، ایک طرف تین سو تیرہ ہیں ایک طرف ایک ہزار کا لشکر ہے ایک طرف جنگی ٹرینگ یافتہ ہیں ایک طرف چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ایک طرف زرہ پہن کر کے لوہے کے

ساتھ ڈھکے ہوئے ہیں دوسری طرف صرف سات آٹھ تلواریں اور دو گھوڑے لے کر کے نکلنے والے ہیں میرے نبی کریم ﷺ کی دعائیں، میرے نبی کریم ﷺ کی سسکیاں میرے نبی کریم ﷺ کی عاجزیاں، انکساریاں اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند آئیں کائنات کے رب نے ایک ہزار کو تباہ کیا اور تین سو تیرا کو فتح عطا فرمادی۔

یہ غزوہ بدر ہے، اسلام کا فیصلہ کن پہلا معرکہ اور خصوصا اس معرکہ میں میرے نوجوان ساتھیوں کے لیے بہت بڑا اسبق ہے ملک پاکستان اس وقت جن حالات سے دوچار ہے اور پاکستان میں اور مسلمانوں پر جو اس وقت کیفیات مقرر ہو چکی ہیں، میں سمجھتا ہوں، اس دور میں مسلمانوں کو اپنے ماضی کی طرف پلٹنا چاہیے، مسلمانوں کو اس وقت فلمیں چھوڑ کر کے جوانوں کو مجرے چھوڑ کر کے میرے نبی کریم ﷺ کے تین سو تیرہ یاروں کی طرف دیکھنا چاہیے کہ انہوں نے دنیا پر غلبہ کیسے حاصل کیا؟ انہوں نے دنیا پر کیسے قوتیں حاصل کیں؟ چونکہ پہلا معرکہ تھا اللہ تعالیٰ نے کچھ جنگ کے اصول بھی سکھائے کچھ جہاد کے قوانین بھی سکھائے زیادہ تذکرہ سورہ انفال میں اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر کا کیا ہے اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے کچھ جنگی ٹریننگوں کا بھی ذکر کیا کچھ جنگی معرکہ کے اصولوں کا بھی ذکر کیا کچھ کائنات کے رب نے جہاد کے اصول بھی بیان فرمائے میں اس لیے کوشش کروں گا پہلے دو چار جنگی ٹرینگیں، پہلے دو چار جہادی معرکے، پہلے دو چار جہادی اصول بیان کروں اور پھر غزوہ بدر کا ذکر کروں میری دعا ہے میں جو کچھ بیان کروں اللہ تعالیٰ میرے سمیت ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین توجہ کریں۔

بخاری شریف میں یہ روایت موجود ہے میرے نبی کریم ﷺ کا ایک صحابی رضی اللہ عنہ چلتا چلتا آیا عرضیں کرتا ہے، پیارے محبوب ایک آدمی اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتا ہے ایک آدمی محض دولت حاصل کرنے کے لیے لڑتا ہے ایک آدمی محض شہرت حاصل کرنے کے لیے لڑائی کرتا ہے ایک آدمی مال غنیمت حاصل کرنے کے لیے لڑائی کرتا ہے، ایک آدمی اپنی بہادری دکھانے کے لیے لڑائی کرتا ہے اور ایک آدمی صرف اللہ تعالیٰ

کے جھنڈے کو بلند کرنے کے لیے لڑتا ہے محبوب علیہ السلام ان سب میں سے ان سب مجاہدوں میں سے ان سب جہادیوں میں سے اللہ تعالیٰ کو کون سا آدمی پسند لگتا ہے؟ ان جہاد کرنے والوں میں سے کائنات کے رب کو کون سا مجاہد پسند لگتا ہے؟ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں میرے صحابی رضی اللہ عنہ جو آدمی اپنی شہرت کی خاطر جہاد کرتا ہے وہ آدمی رب کو پسند نہیں لگتا جو آدمی دولتیں اکٹھی کرنے کی خاطر جہاد کرتا ہے وہ آدمی رب کو پسند نہیں لگتا جو آدمی مال غنیمت اکٹھا کرنے کی خاطر جہاد کرتا ہے وہ آدمی رب کو پیارا نہیں لگتا محبوب رب کو کون سا آدمی اچھا لگتا ہے؟ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔

((مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةَ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ))

فرمایا: جو آدمی اللہ تعالیٰ کے جھنڈے کو بلند کرنے کی خاطر لڑائی کرتا ہے جو آدمی اللہ تعالیٰ سے جنت لینے کی خاطر اپنا خون بہا دیتا ہے جو آدمی اللہ تعالیٰ سے جنت لینے کی خاطر کافروں کی گردنیں کاٹ دیتا ہے فرمایا یہ آدمی یہ مجاہد اور یہ جہاد کرنے والا رب کو اتنا پیارا لگتا ہے یہ لڑائی کرنے والا رب کا سپاہی رب کو اتنا پسند لگتا ہے فرمایا جب تک یہ لڑتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کی مدد کرتے رہتے ہیں اور جب اس آدمی کی گردن میں تلوار لگ جاتی ہے، جب اس کے سینے میں آ کر کے گولی لگ جاتی ہے اس کے جسم سے خون کا فوارہ نکلتا ہے فرمایا اس کا خون کا قطرہ زمین پر بعد میں گرتا ہے رب جنت کے دروازے پہلے ہی کھول دیتا ہے کائنات کا رب جنت پہلے ہی لکھ دیتا ہے اس آدمی کی خاطر جو جہاد اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے کرتا ہے كَلِمَةَ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا اللہ تعالیٰ کے کلمہ کی بلندی کے لیے نعرہ توحید کو بلند کرنے کے لیے جو لڑتا ہے اللہ تعالیٰ کو وہ آدمی بڑا پیارا لگتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن ہے، سورہ انفال ہے۔ فرمایا:

﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ يَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ۝﴾

(الانفال: ۷)

فرمایا: اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہیں کائنات کا رب پسند کرتا ہے کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کے

راستے میں نکلے اللہ تعالیٰ کے کلمے کو بلند کرنے کے لیے نکلے، اللہ تعالیٰ اس چیز کو پسند فرماتے ہیں۔ اللہ اکبر اللہ

توجہ کریں، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں:

((مَا اِغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ))

فرمایا: ایک آدمی گھوڑے پر سوار ہوگیا یا ایک آدمی جنگی ٹریننگ یافتہ ہوگیا اپنے ہاتھ میں تلوار پکڑ کر کے نکلتا ہے اپنے ہاتھ میں کلاشن پکڑ کر کے نکلتا ہے، دشمنوں کی گردنیں اڑانے کے لیے، اللہ تعالیٰ کے دین کے دشمنوں کو ختم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے دین کو مٹانے والوں کو مٹانے کے لیے نکلتا ہے فرمایا جس جگہ پر اس پر مٹی پڑ جائے گی آخر جہاد پر جو گیا ہے کبھی ٹھوکر لگے گی تو زمین پر گر جائے گا کبھی ٹھوکر لگے گی تو ادھر گر جائے گا، فرمایا: للہ تعالیٰ کے راستے میں اس آدمی کے جس جس حصے پر مٹی لگ جائے گی کائنات کا رب اس اس حصے کو جہنم سے آزاد کر دے گا اللہ تعالیٰ اس حصے کو جہنم کی آگ نہیں لگنے دے گا جو حصہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خاک آلود ہوگیا جو بدن کائنات کے رب کے راستے میں کٹ گیا۔ اللہ اکبر اللہ

توجہ کریں، صحیح بخاری میں یہ روایت موجود ہے، جناب سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے سو بیویاں عطا کیں ایک دن کہنے لگے میں اپنی سو بیویوں کے پاس جاؤں گا اللہ تعالیٰ مجھے سو بیٹا عطا کریں گے اور سو کا سو مجاہد بن جائے گا سو کا سو لڑائیاں کرے گا سو کا سو جہاد اور قتال کرے گا مگر انشاء اللہ نہ کہا صرف ایک بیٹا پیدا ہوا وہ بھی تندرست پیدا نہ ہوا میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کائنات والو! اگر اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سلیمان علیہ السلام ان شاء اللہ کہہ دیتے کائنات والو! اگر اللہ تعالیٰ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سلیمان علیہ السلام ان شاء اللہ کہہ دیتے کائنات کا رب سو بیٹے عطا کرتا اور سو کو ہی اللہ تعالیٰ مجاہد بنا دیتا سو کو ہی کائنات کا رب جہاد کرنے والا بنا دیتا پتہ چلا جہاد کرنا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے لیکن جہاد کرنے سے پہلے ذہن بناؤ جہاد دولت کے لیے نہیں، جہاد شہرت کے لیے نہیں، اللہ تعالیٰ

کے راستے میں لڑنا ہے اللہ تعالیٰ کے کلمے کو بلند کرنے کے لیے لڑنا ہے یہ جہاد کا پہلا اصول یاد رکھو! دوسرا اصول ذرا غور سے سنتے جائیں۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن کیا بیان کرتا ہے؟ فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ﴾ (الانفال: ١٥)

فرمایا مومنو! جب اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکل پڑو، آگے سے تمہارا کافر دشمن تمہارے مقابلے میں آ جائے ﴿فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ﴾ ان کو زیادہ دیکھ کر کے دوڑ نہ جانا پیٹھ نہ پھیر جانا بلکہ ان سے لڑائی کرو ڈٹ کر کے ان کا مقابلہ کرو، میرے آقا فرماتے ہیں: میدان جہاد میں سے دشمنوں سے ڈر کر کے بھاگ جانا کبیرہ گناہ ہے اللہ تعالیٰ کو وہ آدمی پسند نہیں لگتا جو کافر کے مقابلے میں نکلے تو پھر اس سے ڈر کر کے بھاگ جائے ڈر کر کے جانے والا مسلمان نہیں، مسلمان وہ ہے جو کافر کا ڈٹ کر کے مقابلہ کرتا ہے۔

غزوہ احد کا موقع ہے میرے نبی کریم ﷺ کی ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے تین بیٹے عطا کیے ہیں احد کی لڑائی میں جانے سے پہلے ان کو اپنے پاس بٹھالیا فرمایا میرے بیٹو میری بات سنو! آج تک میں نے تمہیں اپنی چھاتی کا دودھ پلایا ہے آج تک میں نے تمہاری پرورشیں کی ہیں آج تک میں نے تم پر محنتیں کر کے تمہیں جوان کیا ہے آج احد کا موقع آ گیا ہے جاؤ جا کر کے میرے نبی کریم ﷺ کی حفاظت کرو جاؤ جا کر کے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرو پہلی بات تو یہ ہے کہ تم نے واپس مڑ کر نہیں آنا مجھے پتہ چلے کہ میں شہیدوں کی ماں بن گئی ہوں اور میرے بیٹوں یاد رکھو! میں تمہیں اپنے دودھ کا بدلہ کبھی معاف نہیں کروں گی اگر تم میں سے کسی کی پیٹھ پر تیر لگا ہوگا اگر تم میں سے کسی کی پشت پر تلوار کا نشان لگا ہوا اگر دشمن تلوار کا وار کرے وہ تمہارے سینے پر لگنی چاہیے کوئی تلوار، کوئی زخم تمہاری پشت پر نہیں ہونا چاہیے کیوں کہ میں نے جو بچے پیدا کیے ہیں بہادر پیدا کیے ہیں بزدل بچہ میں نے کوئی نہیں پیدا کیا۔ اللہ اکبر اللہ

پتہ چلا میدان جہاد میں نکل کر کے زخم آئے تو سینے پر آئے پشت پر زخم نہیں آنا چاہیے مسلمان وہ ہوتا ہے جو دشمن کے مقابلے میں ڈٹ کر کے لڑائی کرنے والا ہو میں قربان جاؤں یہ دوسرا اصول ہے تیسرا اصول اللہ تعالیٰ کے قرآن نے بیان کیا ہے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ﴾ (الانفال: ١٥)

فرمایا جب اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکل پڑو تو پھر ثابت قدم ہو کر کے لڑائی کیا کرو اور جہاد میں اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی کثرت سے کیا کرو، ادھر تلوار چلتی ہو، ادھر زبان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہو ادھر میدان جہاد میں نکلے ہو ادھر زبان سے اللہ تعالیٰ کی تعریفیں کرتے رہو آگے فرمایا: وَصَابِرُوا اگر کوئی زخم لگ جائے تو صبر کیا کرو میدان جہاد میں واویلا نہ کیا کرو اور فرمایا!

﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ﴾ (الانفال: ٤٦)

فرمایا: میدان جہاد میں اللہ تعالیٰ کا حکم مان کر جہاد کرنا ہے نبی ﷺ کی اطاعت کے مطابق جہاد کرنا ہے اپنے حکم کے مطابق نہیں چلنا ہے۔

غزوہ احد کا موقع ہے میرے نبی کریم ﷺ نے سو صحابہ رضی اللہ عنہم ایک درے پر کھڑے کر دیئے فرمایا: جب تک میں نہ کہوں تم نے یہ درہ نہیں چھوڑنا ہے اللہ تعالیٰ نے احد میں فتح عطا کر دی ہے صحابہ رضی اللہ عنہم بٹ گئے کچھ کہتے ہیں جا کر کے مال غنیمت اکٹھا کر لیں کچھ کہتے ہیں نہیں جانا کیوں کہ نبی کریم ﷺ کا آرڈر نہیں آیا، محبوب علیہ السلام کہیں گے پھر نیچے اتریں گے بعض کہتے ہیں جہاد تو ختم ہو گیا ہے، جنگ تو ختم ہو گئی ہے۔ اب چلے جانا چاہیے ایک حصہ میرے نبی کریم ﷺ کے صحابہ اوپر رہ گیا باقی سب نیچے اتر آئے کائنات کے رب کو یہ بات پسند نہ آئی اللہ پاک فرماتے ہیں میرے نبی کریم ﷺ کا حکم تم نے چھوڑ دیا کائنات کے رب نے غزوہ احد کی فتح کو شکست میں

بدل کر کے رکھ دیا فرمایا تم نے میرے نبی کریم ﷺ کا حکم چھوڑ دیا ہے میرے نبی کریم ﷺ کا آرڈر چھوڑ دیا ہے میں تمہاری فتح کو شکست میں تبدیل کر دوں گا۔

پتہ چلا جب آدمی میدان جہاد میں ہو، اللہ تعالیٰ کے حکم کی پاسداری کرنی چاہیے میرے نبی کریم ﷺ کے حکم کی پاسداری کرنی چاہیے جب اس طرح جہاد کیا جائے گا جب اس طرح لڑائیاں کی جائے گی پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آوازیں آئیں گی فرمایا:

﴿وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۝﴾ (آل عمران: ۱۲۳)

فرمایا: لوگو! بدر کے میدان میں میں نے اپنے محبوب علیہ السلام کے یاروں کی مدد فرمائی ہے خود فرمائی ہے آؤ اب ذرا غزوہ بدر پر نظر دوڑائیں یہ ایک ایک اصول اس جنگ میں ملے گا ایک ایک طریقہ میرے نبی کریم ﷺ کی اس زندگی سے ملے گا توجہ کرتے جائیں! میرے آقا علیہ السلام کو ہجرت کیے ہوئے دو سال گزر گئے ہیں مدینہ منورہ میں میرے آقا علیہ السلام موجود ہیں میرے نبی کریم ﷺ تک خبریں پہنچ گئی ہیں محبوب مکہ کے کافر آپ ﷺ کے خلاف لڑائی کرنے کے لیے جمع ہو چکے ہیں مکہ کے کافر حملہ کرنے کے لیے تیار ہو چکے ہیں میرے نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع فرمایا آقا علیہ السلام فرماتے ہیں ساتھیو! بات سنو! مکہ کے کافر مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے آ رہے ہیں، ہے کوئی آدمی جو جہاد کرے گا؟ ہے کوئی آدمی جو قتال کرے گا؟

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے عرض کرتے ہیں، محبوب ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سوہنیا میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہوں، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سوہنیا میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہوں سیدنا علی رضی اللہ عنہ حیدر کرار فرماتے ہیں محبوب ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہیں میرے نبی کریم ﷺ کے مہاجر صحابہ رضی اللہ عنہم نے گواہی دی آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: کیا کوئی انصار بھی ساتھ جانا چاہتا ہے؟ مہاجر تو بلکہ لینے کے لیے جائیں گے کوئی انصار بھی ہے جو ساتھ جہاد کرنے

کے لیے جانا چاہتا ہے سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ انصار کے سردار کھڑے ہوئے عرض کرتے ہیں محبوب پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، محبوب غم کرنے کی ضرورت نہیں جس طرح مہاجر آپ ﷺ کے ساتھ ہیں، اس طرح انصار بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔

محبوب ہم کوئی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کی طرح تو نہیں ہیں جب کھانے کی باری آئے تو سب سے آگے اور جب لڑائی کرنے کی باری آئے۔

﴿فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَآ﴾ (المآئدة: ٢٤)

موسیٰ علیہ السلام خود چلے جاؤ اپنے رب کو لے کر کے چلے جاؤ اور جہاد کر کے آؤ ہم سے جہاد نہیں کیا جاتا محبوب غم نہ کریں ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہیں سوہنیا جہاں آپ ﷺ کے پسینے کا قطرہ گرے گا رب کعبہ کی قسم ہے وہاں ہمارے خون کا قطرہ گرے گا محبوب آپ ﷺ اشارہ کرو گے ہم سمندر میں گھوڑوں کو داخل کر دیں گے محبوب آپ ﷺ آرڈر کرو گے ہم آگ میں گھوڑے دوڑا دیں گے محبوب آپ ﷺ کا حکم ہونا چاہیے جب تک مقداد رضی اللہ عنہ کے بدن میں خون کا ایک قطرہ بھی رہے گا، سوہنیا! ہم کٹ جائیں گے مگر آپ ﷺ تک ہم کسی دشمن کو نہیں پہنچنے دیں گے۔ اللہ اکبر اللہ

میں اپنے نبی کریم ﷺ کے یاروں پر قربان جاؤں ایک عورت چلتی چلتی آ گئی چھوٹا سا بچہ اٹھایا ہوا ہے عرض کرتی ہے محبوب! مجھے پتہ چلا ہے آپ ﷺ نے جہاد کا اعلان کر دیا ہے فرمایا ہاں ہاں میں نے جہاد کا اعلان کیا ہے سوہنیا پھر یہ میرا بچہ بھی لے جائیں سوہنیا میرا بچہ بھی میدان جہاد میں لے جائیں آقا علیہ السلام فرماتے ہیں بی بی یہ چھوٹا سا بچہ ہے ہم اس کو سنبھالیں گے یا جہاد کریں گے؟ عرض کرتی ہے محبوب علیہ السلام میرا تو کوئی اور بیٹا بھی نہیں ہے میں چاہتی ہوں کہ میں شہید کی ماں بن جاؤں اس کو آپ ﷺ اپنے ساتھ لے جائیں جب دشمن کا تیر آپ ﷺ کی طرف آئے جب دشمن کا وار آئے تو آپ ﷺ میرے بیٹے کو آگے کر دینا وہ تیر آ کر کے میرے بیٹے کو لگ جائے گا میرا نام بھی شہیدوں کی ماؤں میں لکھ دیا جائے گا میں بھی کہوں گی میرا بیٹا بھی

محمد ﷺ کی عصمت پر قربان ہو گیا۔ اللہ اکبر اللہ

میں اپنے نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جان نثاری پر قربان جاؤں آج تم سے میرے نبی کریم ﷺ کا ایک حکم نہیں مانا جاتا، کہتے ہیں مولانا چودہ گھنٹوں کا روزہ ہم سے نہیں رکھا جاتا مولانا برادری چھوڑ کر کے بینڈ باجا نہیں چھوڑا جاتا، مولانا کاروبار دیکھ کر کے سود نہیں چھوڑا جا سکتا، چھوڑو میں نے تمہاری باتیں کیا کرنی ہیں؟ ادھر دیکھو میرے نبی کریم ﷺ کے دیوانے جو ایک ایک آرڈر پر اپنی جائیں پیش کر رہے ہیں مجھے بات یاد آئی۔

صحیح بخاری میں یہ روایت آتی ہے میرے نبی کریم ﷺ کے صحابی سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو مکہ والوں نے گرفتار کر لیا ہے اس طرح ایک کمرے میں سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو بند کر دیا مکہ والوں نے میٹنگ کی ہے خبیب رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا کرنا چاہیے؟ بات یہ طے ہوئی فلاں دن مکہ کے چوک میں ایک تخت لگایا جائے گا اس تخت پر سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو کھڑا کیا جائے گا پھر سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو پھانسی پر چڑھا دیا جائے گا وقت گزرتا گیا کائنات والو آج بخاری اٹھاؤ تمہیں پتہ چلے گا اس طرح کر کے میرے نبی کریم ﷺ کے یار کو تختے پر لا کر کے کھڑا کر دیا گیا ہے ایک کافر بول کر کے کہتا ہے، اے خبیب رضی اللہ عنہ پیارے مجھے آج بھی تمہاری ذات پر ترس آ رہا ہے آج ایک جملہ اپنے منہ میں سے کہہ دو، ہم تمہیں چھوڑ دیں گے تمہاری زندگی بخش دیں گے فرمایا کیا بات کہنا چاہتے ہو؟ کہا زبان سے اتنا کہہ دو، آج میری جگہ پر میرا محبوب علیہ السلام آ جائے حالانکہ وہ آ نہیں سکتے۔ اللہ اکبر اللہ

سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اے ظالم کس طرح کی بات کر رہے ہو؟ تم کہتے ہو پھانسی کے تختے پر میرا محبوب علیہ السلام آ جائے میں یہیں بیٹھ کر کے کہتا ہوں میں تو یہ بھی گوارا نہیں کرتا کہ میرے نبی کریم ﷺ کی ایڑھی میں کوئی کانٹا بھی لگ جائے ہم جان دے دیں گے مگر نبی کریم ﷺ کی عصمت پر آنچ نہیں آنے دیں گے کہا اچھا خبیب رضی اللہ عنہ تمہیں زندگی پسند نہیں ہے مرنا چاہتے ہو چلو جاتے جاتے اپنی کوئی خواہش ہی بتا جاؤ چلو تمہاری اس خواہش پر ہم عمل کر دیں گے فرمایا: اگر مجھے کچھ دینا ہی چاہتے ہو، مجھے تھوڑا

سا وقت دے دو تاکہ میں دو رکعت نماز ہی پڑھ لو کہا کوئی بات نہیں نماز پڑھ لو سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ نے اس طرح نماز شروع کی ہے اور نماز کو پڑھتے پڑھتے سجدے میں گئے ہیں آنکھوں سے آنسو نکلنا شروع ہو گئے ہیں جلدی جلدی سلام پھیر دیا کافر بول کر کے کہتے ہیں خبیب رضی اللہ عنہ تم تو بہت بڑے دل والے تھے مگر آج تمہارا دل ٹوٹ گیا ہے تمہاری آنکھیں برس رہی ہیں فرمایا اے ظالم آنکھوں سے آنسو اس لیے نہیں نکل رہے کہ میں مر رہا ہوں رب کعبہ کی قسم ہے میری آنکھوں سے آنسو تو اس لیے نکل رہے ہیں خبیب رضی اللہ عنہ تمہاری ایک جان ہے جو تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کرنے والے ہو، کاش! میرے جسم پر جتنے بال ہیں اتنی جانیں ہوتیں تو خبیب رضی اللہ عنہ تڑپ تڑپ کر کے تمہارے قدموں میں دے دیتا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن نہ چھوڑتا یہ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں کا پیار ہے یہ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں کی محبت ہے۔

اپنا ایمان ایک طرف رکھو، دوسری طرف میرے خبیب رضی اللہ عنہ کا ایمان رکھو، ایک طرف اپنا جہاد کا اصول رکھو، دوسری طرف میرے خبیب رضی اللہ عنہ کا اصول رکھو، تم گانے سنو، وہ اپنا جسم کٹوائے، تم فلمیں دیکھو، وہ اپنا جسم کٹوائے، ہاں ہاں فیصلہ کرو، خبیب رضی اللہ عنہ جنت میں سولی پر لٹک کر کے جائے خبیب رضی اللہ عنہ اپنے جسم پر تلواریں لگوا کر کے جنت میں جائے اور تم جنت میں سود کھا کر کے جاؤ، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ نہیں ہو سکتا، اپنا ایمان بچاؤ۔ اللہ اکبر اللہ

توجہ کریں! سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو لا کر کے اس طرح پھانسی کے تختے پر لٹا دیا گیا ہے اے بنگلہ کے باسیو! میرے پاس کائنات کی دولتیں ہوں تو میں خبیب رضی اللہ عنہ کے جوتے پر وار دوں، اس طرح پھندہ سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کے گلے میں ڈالا ہوا ہے اور سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ زبان سے کہتے ہیں ترجمہ کرنے والا اس طرح کرتا ہے ؎

اے صبا جاونج مدینے تے جا کے دیویں سنہا میرا

مکے والیاں سولی دتا یار خبیب جو تیرا

اور اس جرم تھیں پھائے لاون تے میں کیوں تیرے سنگ لائیاں

تے کیوں میں اک رب پوچھیندا تے اے قصور خطائیاں

محبوب علیہ السلام میں جان دے رہا ہوں میرا جرم صرف یہی ہے کہ میں آپ ﷺ کے دین کی خاطر قربان ہورہا ہوں لیکن محبوب غم کرنے کی ضرورت نہیں۔

نام تیرے توں اے محبوبا لکھ ہووے جند واراں

کترا کترا کر کر کترن میرا میں تھیں مول نہ ہاراں

محبوب خبیب رضی اللہ عنہ کی لاکھ جان بھی ہو تو میں آپ ﷺ پر قربان کر دوں یہ تو میرے نبی کریم ﷺ کی وفا داریاں ہیں آقا علیہ السلام فرماتے ہیں ہاں بھئی بتاؤ اور کون جہاد کے لیے تیار ہے؟ سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے محبوب میرے قبیلے والے بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہوں گے سوہنیا ہم جہاد کریں گے قتال کریں گے جانیں دے دیں گے۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: چلو پھر جہاد کے لیے چلیں میرے نبی کریم ﷺ کے یار جہاد کے لیے نکل پڑے ہیں پاس کیا ہے؟ صرف دو گھوڑے ہیں۔

توجہ کریں ذرا غور کریں! آج تم کہتے ہو، دشمن سے کیسے لڑوں؟ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے ادھر تو دیکھو میرے نبی علیہ السلام کے یاروں کے پاس صرف دو گھوڑے ہیں آٹھ زرہ میرے نبی کریم ﷺ کے یاروں کے پاس ہیں کچھ تلواریں پوری ہیں اور کچھ تلواریں ٹوٹی ہوئی ہیں میرے نبی کریم ﷺ کے تین سو تیرہ یار باہر نکل رہے ہیں۔ اللہ اکبر اللہ

تھوڑا سا آگے گئے چھوٹے چھوٹے دو بھائی آ گئے عرضیں کرتے ہیں محبوب علیہ السلام ہم بھی میدان بدر میں جانا چاہتے ہیں آقا علیہ السلام فرماتے ہیں تمہاری عمر کم ہے تم رہنے دو کہا نہیں محبوب ہم آپ ﷺ کی خاطر جان دینا چاہتے ہیں ایک کا نام معوذ رضی اللہ عنہ اور ایک کا نام معاذ رضی اللہ عنہ ہے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، چلو بڑے کو لے جاتے ہیں چھوٹے کو رہنے دیتے ہیں محبوب علیہ السلام اس طرح نہیں ہوسکتا کہ میرا بڑا بھائی چلا جائے اور میں محروم رہ جاؤں، نہ نہ سوہنیا میں بھی ساتھ ہی جاؤں گا آقا فرماتے ہیں چلو کوئی بات نہیں ان دونوں کو بھی ساتھ لے چلو، اب تعداد تین سو تیرہ ہوگئی بارہ رمضان المبارک ہے یا سترہ

رمضان المبارک اور جمعہ کا دن ہے۔ اللہ اکبر اللہ

میرے نبی کریم ﷺ کے یار جہاد کیلئے نکلے ہیں سبحان اللہ! غزوہ بدر بدر کے مقام پر جا کر کے میرے نبی کریم ﷺ نے پڑاؤ ڈال لیا میرے نبی کریم ﷺ رک گئے پڑ گئے۔

آقا علیہ السلام نے ہاتھ میں ایک تیر پکڑا ہوا ہے میرے نبی کریم ﷺ اس تیر کے ساتھ اپنے یاروں کی صفیں سیدھی کر رہے ہیں فرمایا تم نے اس جگہ پر کھڑے ہونا ہے۔ فلاں تم نے اس جگہ پر کھڑے ہونا ہے فلاں تم نے اس جگہ پر کھڑے ہو کر کے جہاد کرنا ہے ایک خیمہ تیار کیا گیا میرے نبی کریم ﷺ اس میں خود تشریف فرما ہوتے ہیں اس کے اردگرد میرے نبی کریم ﷺ کے پانچ سات یار پہرہ دینے کے لیے تیار کھڑے ہیں رات ہو گئی اگلے دن میدان بدر لگنا ہے رات ہو گئی فرمایا: چلو اب جا کر آرام کرو اللہ تعالیٰ مدد یں کرے گا صبح میدان جہاد میں نکلیں گے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آدھی رات کا وقت ہوا تو میں اٹھا میں نے کہا چلو میں اپنے نبی کریم ﷺ کے پاس جا کر کے کچھ مشورہ ہی کر لوں کوئی جنگ کے بارہ میں پوچھ لوں کیا کرنا چاہیے؟ فرماتے ہیں جب میں اپنے نبی کریم ﷺ کے حجرہ میں گیا میں نے کیا دیکھا؟ میرے نبی کریم ﷺ نے آسمانوں کی طرف اپنے ہاتھوں کو اٹھایا ہوا ہے، میرے آقا علیہ السلام روتے جا رہے ہیں روتے جا رہے ہیں کائنات کے رب کے آگے میرا نبی کریم ﷺ آنسو بہا رہا ہے، اے میرے رب دشمنوں کو اپنی قوت کا مان ہے اور اللہ مجھے صرف تیرا ہی مان ہے، کائنات کے رب دشمنوں کو اپنی تلواروں کا مان ہے اور مجھے تیری رحمت کا مان ہے اللہ سوہنیا ہمارے پاس تو اتنی تلواریں بھی نہیں کائنات کے رب طائف کی وادیوں میں پتھر کھا کھا کر کے میں یہ تین سو تیرہ لے کر کے آ گیا ہوں کائنات کے رب کہیں میری یہ محنت ضائع نہ ہو جائے اللہ سوہنیا! میری بات سن لو! سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سن رہے ہیں بخاری میں اسی طرح الفاظ آتے ہیں اے کائنات کے رب میری بات سن لو میں محمد ﷺ دنیا پر ہی اعلان کر رہا ہوں اگر کل تو نے مجھے غلبہ عطا نہ کیا تو دنیا پر تیرا نام لینے

والا کوئی نہیں ہوگا اللہ اگر کل تو نے میری مدد نہ کی تو سوہنیا پھر تمہیں پوجنے والا کوئی نہیں رہ جائے گا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس طرح جا کر کے میرے نبی کریم ﷺ کے ہاتھوں کو پکڑ لیا، محبوب بس کر دیں آج تو رب سے لڑنے ہی لگ پڑے ہو آج تو رب سے شکوے ہی کرنے لگ پڑے ہو، عرضیں کرتے ہیں نہ نہ مجھے میرے مالک سے بات کر لینے دو آج میں اپنے رب سے کھل کر کے باتیں کرلوں اگر میرے تین سو تیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو کچھ ہوگیا تو میرا کیا بنے گا؟ اللہ اکبر اللہ

میں قربان جاؤں میرے نبی کریم ﷺ کے ہاتھ اس طرح زمین کی طرف آ رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے آسمانوں سے جبرائیل علیہ السلام کو بھیج دیا جاؤ جبرائیل علیہ السلام دنیا پر چلے جاؤ میرے نبی کریم ﷺ کو جا کر بتاؤ تو سہی کہ اللہ کریم فرماتے ہیں۔

﴿وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ﴾ (ال عمران: ۱۲۳)

فرمایا محبوب غم نہ کریں ابھی جہاد نہیں ہوا، ابھی میدان نہیں لگا میں رب اعلان کر رہا ہوں میں نے آپ ﷺ کے ساتھیوں کو فتح عطا کر دی ہے میں نے آپ ﷺ کے ساتھیوں کو غلبہ عطا کر دیا ہے لیکن میرے نبی کریم ﷺ کی بے قراریاں ابھی بھی بڑھ رہی ہیں صبح کا وقت ہوگیا قطاریں لگ گئیں میرے نبی کریم ﷺ ساتھ جنگی قطاروں میں کھڑے ہیں، ساتھ میرے نبی کریم ﷺ زبان سے کہہ رہے ہیں:

((اَللّٰهُمَّ اَنْشُدُكَ وَعْدَكَ وَعَهْدَكَ ، اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ فِي الْاَرْضِ اَبَدًا))

اللہ تو نے مرضیاں تو اپنی ہی کرنی ہیں مگر تیری پوجا کرنے والا کوئی نہیں رہے گا اللہ مددیں فرما، میرا وعدہ پورا کر دے، اللہ تعالیٰ نے دوسرا مقام نازل فرمایا فرمایا سوہنیا غم کس لیے کرتے ہو؟ میں نے ایک ہزار فرشتہ آپ ﷺ کی مدد کے لیے دنیا پر بھیج دیا ہے اکیلا آپ ﷺ کا ابوبکر رضی اللہ عنہ نہیں لڑے گا ساتھ جبرائیل علیہ السلام بھی آ کر کے لڑے گا اکیلا عمر رضی اللہ عنہ نہیں لڑے گا ساتھ میکائیل علیہ السلام بھی آ کر لڑے گا محبوب آپ ﷺ کے

تین سو تیرہ نہیں لڑیں گے، میرا ایک ہزار فرشتہ بھی آ کر کے لڑے گا میرے نبی کریم ﷺ کی بے تابیاں اور بڑھتی جا رہی ہیں اللہ تعالیٰ کا قرآن کھولو تو انو کھا ہی مزہ آتا ہے آخر رب کو کہنا پڑ گیا فرمایا جاؤ فرشتو تم بھی چلے جاؤ اور میں رب بھی میدان بدر میں آ رہا ہوں اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کے کہتا ہوں جب انسان کو رب سے مانگنے کا طریقہ آتا ہو تو پھر رب اس طرح مدد یں کیا کرتا ہے میں قربان جاؤں۔

میرے نبی کریم ﷺ اپنے حجرہ پاک میں جا کر کے تشریف فرما ہیں اس طرح بازی گروں نے تلواریں پکڑی ہیں اور میرے نبی کریم ﷺ کے سامنے کھڑے ہیں ادھر سے کفار کی ایک ہزار تعداد کا لشکر نظر آیا انہوں نے ڈھول اٹھائے ہوئے ہیں معاذ اللہ انہوں نے سرنگیاں پکڑی ہوئی ہیں گانے گاتے آ رہے ہیں کنجریاں نچاتے آ رہے ہیں میری بات کا غصہ نہ کرنا میں علی الاعلان بات کہنے کا عادی ہوں نہ مجھے کسی کے اعتراض کا ڈر ہے اعتراض کرنے والے اعتراض آج بھی کرتے ہیں اور کرتے ہی رہتے ہیں مجھے کسی کا ڈر کوئی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کے کہتا ہوں آج بھی جو آدمی بینڈ باجوں پر عمل کرتا ہے وہ کفار کی سنت پر عمل کر رہا ہے ادھر دیکھو کفار آ رہے ہیں ڈھول بجا کر کے آ رہے ہیں کفار آ رہے ہیں شرابیں پی کر کے آ رہے ہیں اس طرح میرے نبی کریم ﷺ کے سامنے آ کر کے کفار کی قطار لگ گئی ہے کفار کا ایک آدمی بولا اے محمد ﷺ ہمارے مقابلے میں کوئی آدمی ہے تو لے کر کے آؤ میرے نبی کریم ﷺ نے انصار کے تین آدمی بھیجے فرمایا جاؤ نہ مقابلہ کر کے آؤ ادھر مقابلے میں عتبہ نکلا، عتیبہ نکلا، شیبہ نکلا، کفار کے تینوں سردار باہر آ گئے کہنے لگے تم کون ہو؟ میرے نبی کریم ﷺ کے یار کہنے لگے ہم انصار ہیں، عتبہ کہنے لگا واپس چلے جاؤ ہمارے مقابلے کا آدمی لے کر کے آؤ، تم ہمارے مقابلے کے نہیں ہو، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: چلو واپس آ جاؤ، میرے نبی کریم ﷺ کی انگلی کا اشارہ ہوا، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: حمزہ رضی اللہ عنہ میرے شیر اٹھ کر کے کھڑے ہو جاؤ، علی رضی اللہ عنہ رب کے شیر اٹھ کر کے کھڑے ہو جاؤ، ابو عبیدہ بن

جراح رضی اللہ عنہ ذرا اٹھ کر کے میدان میں مجھے لڑ کے دکھاؤ میرے نبی کریم ﷺ کے تینوں شیر نکلے ہیں سبحان اللہ! میرے نبی کریم ﷺ کے تینوں شہباز نکلے ہیں، سبحان اللہ اللہ! تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کے کہتا ہوں سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی عظمت کی طرف دیکھوں تو مجھے جنت کی حوریں ہنستی نظر آتی ہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی عظمت کی طرف دیکھوں تو شیطان مجھے کانپتا نظر آتا ہے سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی عظمت کی طرف دیکھوں تو کفار لرزتے نظر آتے ہیں یہ اس طرح سامنے گئے کفار پوچھتے ہیں تم کون ہو؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ابوطالب کا بیٹا علی رضی اللہ عنہ ہوں، میں حمزہ رضی اللہ عنہ ہوں میں ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہوں۔

عتبہ کہنے لگا اب صحیح مقابلہ ہوگا اب لڑائی کرنے کا مزہ آئے گا میرے نبی کریم ﷺ نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا میرے نبی کریم ﷺ کے شیروں نے تلواریں اٹھالیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پہلی تلوار ماری اور عتبہ کا کام تمام کر دیا، سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے پہلا وار کیا اس طرح عتیبہ کا کام تمام کر دیا سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور ولید کے درمیان تھوڑی سی لڑائی ہوئی بعد میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جا کر کے اس کو بھی تلوار ماری اور اس کا کام بھی تمام کر دیا بعد میں پھر اصل جنگ شروع ہوگئی ادھر سے کفار کی فوجیں بھاگ پڑیں ادھر سے میرے نبی کریم ﷺ کے یار نکل پڑے ہیں۔ اللہ اکبر اللہ

میرے محبوب علیہ السلام کا صحابی رضی اللہ عنہ اس طرح کھڑا ہے ایک آدمی سفید پوش گھوڑے کا لگام پکڑ کر کے آ رہا ہے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: میرے صحابی! پتہ ہے یہ کون آ رہا ہے؟ پتہ ہے یہ گھوڑے کی لگام پکڑ کر کے کون آ رہا ہے؟ محبوب میں تو نہیں جانتا، فرمایا: میرے پیارے صحابی رضی اللہ عنہ یہ تو جبریل علیہ السلام امین آ رہا ہے، جبرائیل علیہ السلام میدان میں گھوڑا لے کر کے آیا ہے اللہ تعالیٰ کی مدد نازل ہوگئی ہے میرے نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہ نے اتنی لڑائی کی سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے اتنی کافروں کی گردنیں کاٹ کر کے رکھ دی سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار کو اس طرح کٹ پڑ گئے جس طرح درانتی کے دندے ہوا کرتے ہیں، اتنی گردنیں اور اتنی ہڈیاں سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے توڑ کر کے رکھ دیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی

شجاعت کا مظاہرہ دکھایا سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں بھی اپنی جگہ پر لڑ رہا تھا ایک چھوٹا سا بچہ ان دونوں میں سے میرے پاس آیا مجھے آ کر کہتا ہے چچا جی مجھے یہ تو بتائیں ابوجہل کون ہے؟ میں نے مسکرا کر کے کہا یار تم نے ابوجہل کو کیا کرنا ہے؟ یہ کہتا ہے مجھے پتہ چلا ہے ابوجہل میرے علیہ السلام کو گالیاں دیتا ہے میں گھر سے نکلا ہوں تو عہد کر کے نکلا ہوں اللہ میں ابوجہل کو قتل کر کے آؤں گا فرماتے ہیں ابھی میں اس کی بات سن ہی رہا تھا ادھر سے اس کا دوسرا بھائی آ گیا مجھے کہنے لگا چچا جی یہ تو بتائیں ابوجہل کون ہے؟ میں نے کہا: تم نے ابوجہل کو کیا کہنا ہے؟ یہ کہتا ہے پتہ چلا ہے ابوجہل ہمارے محبوب علیہ السلام کی گستاخیاں کرتا ہے آج ہم نے ابوجہل کو مار کر جانا ہے یا شہید ہو کر کے جانا ہے۔

فرماتے ہیں اللہ کی طرف سے فوراً ابوجہل میرے سامنے آ گیا میں نے کہا شیر نوجوانوں وہ سامنے دیکھو ابوجہل کھڑا ہے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری انگلی ابھی واپس نہیں آئی ہو گی اور شیر پہلے ہی بڑھ کر کے ابوجہل کے کندھے پر چڑھ گئے اس طرح ایک نے ابوجہل کو نیچے گرا لیا، دوسرے نے زور سے تلوار ماری ابوجہل کی آدھی گردن کٹ گئی ادھر سے ابوجہل کا بیٹا عکرمہ آ گیا، عکرمہ نے آ کر کے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو تلوار ماری اس طرح آدھا کندھا کٹ گیا، آدھا ساتھ رہ گیا۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کائنات والو! میں نے بڑے بڑے بہادر دیکھے ہیں مگر ان دو بچوں جیسا بہادر میں نے کوئی نہیں دیکھا فرماتے ہیں میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا وہ معاذ رضی اللہ عنہ جو بچہ لڑ رہا تھا اس کا ہاتھ اس طرح ساتھ لٹک رہا تھا میں نے کیا دیکھا؟ اس کو اتنا جوش آیا کہ اپنا ہاتھ اس طرح پاؤں کے نیچے رکھا اور جو حصہ ساتھ لٹک رہا تھا وہ بھی کاٹ کر کے رکھ دیا فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں جو ہاتھ بھی رکاوٹ بنے گا وہ ہاتھ بھی کاٹ کر پھینک دوں گا اس طرح لڑائیاں کیں کائنات کے رب نے میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں کو فتح عطا کر دی اللہ اکبر اللہ ستر کافر مارے گئے ستر کافروں کو قیدی کر لیا گیا باقی سب اپنا مال چھوڑ کر کے بھاگ گئے اللہ تعالیٰ نے بدر کے میدان میں میرے نبی

کریم ﷺ کے یاروں کو فتح عطا کر دی ہے، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: جاؤ! پتہ تو کر کے آؤ کیا بنا ہے؟ کون مرا ہے اور کون زندہ ہے؟ کوئی آدمی جائے مجھے ابو جہل کی خبر دے ابو جہل کا کیا بنا ہے؟ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہا گئے فرماتے ہیں: میں اس طرح لاشوں کو ٹھوکریں مارتا ہوا جا رہا تھا کیا دیکھا؟ ایک جگہ پر ایک آدمی آہستہ آہستہ سانس لے رہا ہے میں نے دیکھا ابو جہل کا چہرہ خون سے بھرا ہوا ہے ابھی ابو جہل میں کچھ کچھ سانس باقی ہیں میں نے جا کر کے اس کی گردن پر پاؤں رکھا یہ اتنا متکبر اور اکڑا ہوا تھا کہنے لگا اے بکریوں کے چرواہے کہاں پاؤں رکھ دیا ہے؟ تمہیں پتہ نہیں میں سردار ہوں اور تم نے میری گردن پر پاؤں رکھ لیا ہے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے زور سے تلوار پکڑ کر کے ماری ابو جہل کا سر کاٹ دیا ابو جہل کے سر کو میں نے پکڑ لیا میدان بدر میں میں بھاگتا ہوا آ رہا ہوں ساتھ کہتا ہوں محبوب دیکھیں اللہ تعالیٰ نے دشمن اسلام کو ختم کر دیا ہے۔

میرے نبی کریم ﷺ اس طرح تشریف فرما ہیں میں نے جا کر کے آقا علیہ السلام کے قدموں میں ابو جہل کا سر پھینک دیا میں نے کہا محبوب علیہ السلام یہ دیکھیں دشمن مر گیا ہے میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: یہ عام آدمی نہیں بلکہ امت محمدیہ کا فرعون آدمی ہے اس امت کا یہ فرعون ہے جس کا سر رب نے قلم کر کے رکھ دیا ہے فرمایا یہ وہ آدمی ہے جو مجھے گالیاں دیا کرتا تھا یہ وہ آدمی ہے جو مجھے پتھر مارا کرتا تھا یہ وہ آدمی ہے جو میرے یاروں کو تنگ کیا کرتا تھا۔ اللہ اکبر اللہ

کائنات کے رب نے اس طرح میرے نبی کریم ﷺ کے یاروں کی مددیں فرمائیں لیکن آؤ بات سنو جو بات میں آگے کرنا چاہتا ہوں وہ اس سے زیادہ محبت اور پیار والی ہے میرے نبی کریم ﷺ اپنے یاروں کو لے کر کے واپس جا رہے ہیں میرے نبی کریم ﷺ کی بیٹی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا جب آپ ﷺ میدان بدر میں آئے تھے تو بڑی بیمار تھیں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو میرے نبی کریم ﷺ نے ان کے پاس ہی چھوڑ دیا، فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ پیارے تم اس کے پاس ہی رہو اللہ تعالیٰ بدر والوں کا ہی ثواب عطا کر

دے گا اس طرح آقا علیہ السلام واپس گئے، مدینہ کے لوگ میرے نبی کریم ﷺ کا استقبال کر رہے ہیں آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: **مجھے** ہر کوئی نظر آ رہا ہے **مگر** میرا عثمان رضی اللہ عنہ **مجھے نظر** نہیں آتا ہے اور نہ ہی میری بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا **مجھے** نظر آ رہی ہے صحابہ رضی اللہ عنہم عرضیں کرتے ہیں محبوب آپ ﷺ کی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا تو آپ ﷺ کا انتظار کرتے کرتے رب کے پاس چلی گئی ہے میرے نبی کریم ﷺ کی آنکھیں برس پڑیں آقا علیہ السلام فرماتے ہیں:

((دُلُّوْنِیْ عَلٰی قَبْرِهَا))

مجھے میری بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر لے چلو میرے نبی کریم ﷺ چلتے چلتے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر تک پہنچے میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں کائنات کے رب اس کے ساتھ تیرا محبوب بھی پیار کرتا ہے اللہ تو بھی میری بیٹی سے پیار فرما، اللہ تو بھی میری بیٹی پر آسانیاں فرما۔ اللہ اکبر اللہ

خوشی بھی آئی ہے خوشی کے بعد غم بھی آیا ہے لیکن نہ خوشی میں میرے نبی کریم ﷺ نے رب کو بھلایا ہے نہ غم میں میرے نبی نے رب کو بھلایا ہے خوشی میں بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کیا غم میں بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کیا۔

حضرات محترم! آیئے میرے نبی کریم ﷺ کا طریقہ نوٹ کر کے لے جایئے میرے نبی کریم ﷺ پر خوشی آئی ہے تب بھی میرے نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا ہے آج تم پر خوشی آ جائے تو تمہیں اپنی داڑھی کا بھی پتہ نہیں چلتا تم کہتے ہو مولوی صاحب کبھی کبھی تو خوشی آئی ہے کئی مائیں کہنے لگ جاتی ہیں اپنی داڑھی کو صاف کرو، میرا تو ایک ہی بیٹا ہے میرا جو دل کیا میں کروں گی لیکن اگر نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل کرنا چاہتے ہو تو پھر یاد رکھو، خوشی آئے تب بھی رب کو یاد کیا کرو، غم آئے تب بھی رب کو یاد کیا کرو، فتح مکہ کا موقع ہے میرے نبی کریم ﷺ اس طرح مکہ میں داخل ہوئے ایک ہندہ نامی عورت ہے اس نے ابھی تک کلمہ نہیں پڑھا ہے اس کے سر کا تاج آیا کہتا ہے ہندہ آج ہی کلمہ پڑھ لو آج مکہ فتح ہو گیا ہے کہتی ہے مر جاؤں گی مگر کلمہ نہیں

پڑھوں گی دوسرا دن ہوا صبح کا وقت ہے خاوند گھر میں آیا کیا دیکھا؟ ہندہ چارپائی پر بیٹھی ہے اور کلمے کا ورد کر رہی ہے بار بار کلمہ پڑھ رہی ہے، خاوند کہتا ہے ہندہ تمہیں کیا ہوا ہے؟ کل کہتی تھی مر جاؤں گی مگر کلمہ نہیں پڑھوں گی مگر آج کلمہ پڑھ رہی ہو آگے سے یہ جواب میں کہتی ہے اگر مجھ سے سچی بات پوچھو تو وہ یہ ہے مجھ کو خوشی آئے تو میں ڈھول بجاتی ہوں، مکہ والوں کو خوشی آئے تو سرنگیاں بجاتے ہیں لیکن آج نبی پاک ﷺ کے یاروں کو خوشی آئی ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے مکہ فتح کیا ہے یہ اس وقت کے سجدے ہی کیے جا رہے ہیں اس وقت سے نمازیں ہی پڑھتے جا رہے ہیں میں نے دیکھ کر کہا کہ جو قوم اس موقع پر بھی رب کو یاد رکھے وہ قوم جھوٹی نہیں ہو سکتی جو قوم اس موقع پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے وہ قوم جھوٹی نہیں ہو سکتی۔ اللہ اکبر اللہ

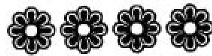
اللہ تعالیٰ کا قرآن نازل ہوا فرمایا:

﴿اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ ٥ وَرَاَيۡتَ النَّاسَ يَدۡخُلُوۡنَ فِىۡ دِيۡنِ اللّٰهِ اَفۡوَاجًا٥﴾ (النصر: ١۔٢)

محبوب آپ ﷺ کو ہم نے فتح عطا کر دی ہے آپ ﷺ کو ہم نے غلبہ عطا کر دیا ہے میدان بدر ہو تب بھی رب کو یاد کیا میدان احد ہو تب بھی رب کو یاد کیا غزوہ احزاب ہو تب بھی رب کو یاد کیا فتح مکہ کا موقع آیا تب بھی رب کا یاد کیا، آج مجھ میں اور تم میں سب سے بڑی کمی یہ ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا چھوڑ دیا ہے، آج دشمن ہم پر ٹوٹ پڑے، دشمن ہمیں مارنے کو لگے ہوئے ہیں لیکن ہم پھر بھی کہتے ہیں وہ تمہاری مسجد ہے یہ ہماری مسجد ہے میں نے تمہاری مسجد میں نہیں جانا تم نے ہماری مسجد میں نہیں آنا مگر حقہ پیتے وقت سب اکٹھے ہوتے ہیں فلمیں دیکھتے وقت سب اکٹھے ہوتے ہیں شرابیں پیتے وقت سب اکٹھے ہوتے ہیں مگر جب مسجد کی باری آتی ہے پھر کہت ہیں یہ تمہاری مسجد ہے اس میں میں نے نہیں آنا ہے وہ میری ہے اس میں تم نے نہیں آنا ہے، ہاں ہاں کب تک لڑتے رہو گے، کب تک گریبان پکڑو گے؟ کب تک مساجد الگ کرو گے؟ مل جاؤ، ایک ہو جاؤ

آئمہ کفر جمع ہو چکا ہے، کائنات کا رب ایسی قوم کو ترقی نہیں دیتا جو قوم آپس میں لڑنے والی ہو ایک بن جاؤ اتفاق کرو اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کبھی کوئی میرے نبی کریم ﷺ کی گستاخی کر گزرتا ہے کبھی کوئی قرآن کی گستاخی کر گزرتا ہے کبھی کوئی مکہ مدینہ کی گستاخی کر گزرتا ہے، ہم میں اتنی پاور ہی کوئی نہیں، ہم میں پاور اتنی ہے ہمارے نوجوان ماتھے پر پٹی باندھ کر پینٹیں شرٹیں پہن کر کے نکل پڑتے ہیں اپنی ہی دوکانیں توڑے جاتے ہیں اپنے آپ کو ہی آگ لگائے جاتے ہیں عقلمند ہو یا بیوقوف ہو؟ جو کرنے کا کام ہے وہ کرو، ایسا کام کیوں کرتے ہو؟ جس پر دوسری قومیں مسکرانے لگ پڑیں ایک ہو جاؤ، مل جاؤ، برابر ہو جاؤ یہ جتنے لوگ تم بیٹھے ہو اگر آج کے بعد ایک ہو کر کے میرے نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کی خاطر نکلو، اللہ کی قسم ہے ایک ملک نہیں کئی ملک کائنات کا رب ہمارے ہاتھ میں دے گا لیکن ہمیں ایک ہونا پڑے گا اللہ تعالیٰ ایک ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ



واقعہ کربلا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا﴾ (الاحزاب: ۲۳)

((وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَلْحُسَيْنُ مِنِّیْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ))

آزمائش کے لپکتے ہوئے ہنگاموں میں
وقت نے ان کے نشانات قدم دیکھے ہیں
اور تختہ دار پہ آئے تو اسے چوم لیا
ایسے جی دار بھی تاریخ نے کم دیکھے ہیں

ہر قسم کی حمد وثنا اللہ جل شانہٗ کی ذات اقدس کے لیے ہے۔ درود وسلام آقائے کائنات سید الاولین والآخرین امام اعظم، امام کائنات، امام المرسلین، امام المجاہدین، جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس، اطہر اعلیٰ وبالا کے لیے ہوں۔

حضرات محترم اسلام کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے، جتنی کہ یہ دنیا قدیم ہے اللہ جل شانہ نے دنیا کائنات کا نظام جب سے چلایا ہے۔ اسلام کی تاریخ بھی اس وقت سے ہی اب تک مسلسل چلتی آ رہی ہے اور آج کے دن تک تاریخ میں بڑے بڑے واقعات بڑے بڑے سانحات دیکھنے میں آئے ہیں کہ جن کو سننے سے انسان کو بڑی خوشی ہوتی ہے دل کو بڑی تسکین پہنچتی ہے لیکن ان کے ساتھ ساتھ کچھ ایسے المیے بھی تاریخ میں موجود ہیں کہ جن کو ہم سنتے ہیں اور سن کر کے آنکھوں سے آنسو برس پڑتے ہیں کئی ایسی کہانیاں بھی

اسلامی تاریخ میں موجود ہیں کہ جن کا ذکر کرتے ہوئے ہر مسلمان کی آنکھ نم ہو جاتی ہے ان داستانوں میں ان قصوں میں حقیقت کی ان باتوں میں سے ایک حقیقت وہ بھی ہے جس کو عرف عام میں واقعہ کربلا کہا جاتا ہے اسلام کی تاریخ میں ایک لکیر موجود ہے اور وہ سرخ لکیر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے خون کی لکیر ہے، اللہ رب العزت نے میرے محبوب علیہ السلام کے اس نواسہ پاک کو شہادت کا یہ مرتبہ نصیب فرمایا اور جہاں یہ بات ہے۔

میں چاہتا ہوں میں شروع میں ہی اس غلط فہمی کو دور کرتا جاؤں میں شروع میں ہی اس خدشے کو تمہارے ذہنوں سے ہٹاتا جاؤں۔ لوگ کہتے ہیں یہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے پیار نہیں کرتے ان کو حسین رضی اللہ عنہ سے محبت نہیں یہ حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کو نہیں مانتے میں مسجد کے محراب میں کھڑا ہو کر کے باوضوء یہ بات کہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے تیس پاروں والی کتاب میرے سامنے موجود ہے میں علی وجہ البصیرۃ کہتا ہوں کہ جو آدمی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا انکار کرتا ہے اس آدمی کا جنت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اس آدمی کا ایمان ہی درست نہیں کہ جو آدمی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کو نہیں مانتا آپ رضی اللہ عنہ کے مقام اور رفعت کو نہیں مانتا اور جہاں تک میرا تعلق ہے۔ میرے اکابر کا تعلق ہے تو میں یہ کہوں گا۔ میرے ایمان میں بھی حسین رضی اللہ عنہ ہے میری نماز میں بھی حسین رضی اللہ عنہ ہے میرے درود میں بھی حسین رضی اللہ عنہ ہے۔ میرے گھر میں بھی حسین رضی اللہ عنہ ہے میرے مذہب میں بھی حسین رضی اللہ عنہ ہے میں بات کو غلط نہیں کروں گا بلکہ بات کو ختم کرتے کرتے کہہ دوں اتنی دیر تک میری اور میرے اکابر کی بلکہ اس طرح کہہ لو! ہر مسلمان کی اتنی دیر تک نماز ہی مکمل نہیں ہوتی جتنی دیر تک نماز میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا تذکرہ نہ کرلوں۔ میری نماز اتنی دیر تک مکمل نہیں ہوتی جتنی دیر تک میری نماز میں حسین رضی اللہ عنہ نہ آ جائے میں تو کہوں گا۔ اگر میں پانچ وقت دن میں اللہ تعالیٰ کے سامنے سر کو جھکاتا ہوں میں تو پانچ وقت ہی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا بھی تذکرہ کرتا ہوں۔ اللہ اکبر اللہ

دلیل کیا ہے؟ دلیل پوچھتے ہو! آؤ ذرا توجہ کرتے جائیں۔ میں ان سے کیوں نہ

پیار کروں، میں ان کا کیوں نہ تذکرہ کروں۔ جن کا تزکرہ آمنہ کے دریتیم نے اپنی زبان میں سے فرمایا ہے آؤ! ذرا محبت سے سماعت فرماؤ! آج میں ان شاءاللہ یہ غلط فہمی دور کروں گا اور یہ بتا کر جاؤں گا کہ جو حسین رضی اللہ عنہ سے پیار نہیں کرتا اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں وہ آدمی ایمان دار نہیں جس آدمی کو حسین رضی اللہ عنہ سے لگن نہیں حسین رضی اللہ عنہ سے محبت نہیں ترمذی شریف میں یہ روایت موجود ہے۔ ابواب المناقب کی روایت ہے۔ میرے اور تمہارے پیرومرشد جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے؟

میرے آقا علیہ السلام کے فرامین اپنے سینوں پر نقش کر کے لے جاؤ۔ میرے آقا علیہ السلام کیا فرماتے ہیں؟ ترمذی شریف یہ میں روایت موجود ہے۔ میرے آقا فرماتے ہیں۔ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ، فرمایا: کائنات کے اوپر زندگی بسر کرنے والے انسانوں سن لو! یہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما جنت کے شہزادوں کے سردار اللہ تعالیٰ نے بنا دیے ہیں جنت کے نوجوانوں کا سردار میرے آقا نے حسن رضی اللہ عنہ کو قرار دیا جنت کے نوجوانوں کا سردار میرے محبوب نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو قرار دیا ایک دوسری روایت پر غور کرتے جائیں۔ یہ روایت بھی ترمذی میں موجود ہے۔ مسند احمد میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں:

((اَلْحُسَيْنُ مِنِّيْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ))

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ مجھ میں سے ہے اور میں حسین رضی اللہ عنہ میں سے ہوں۔ جو حسین رضی اللہ عنہ سے پیار نہیں کرتا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایک تیسری حدیث پر غور کرتے جائیں۔ ابن حبان کی روایت ہے۔ اللہ اکبر اللہ

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ مجمع الزوائد میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ الشیخ ناصر البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں ایک دن چلتا چلتا محبوب علیہ السلام کے پاس آیا۔ اور میری ماں نے مجھے بھیجا ہے اے حذیفہ رضی اللہ عنہ جاؤ کبھی آقا علیہ السلام سے اپنے لیے دعا بھی کروالیا کرو۔ جاؤ آمنہ کے دریتیم

کے پاس چلے جاؤ ایک تو میرے لیے دعا کروانا اور دوسرا اپنے لیے بھی دعا کرواؤ۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں چلتا چلتا آقا علیہ السلام کے پاس آیا۔ مغرب کی نماز کا ٹائم ہوگیا۔ میں نے آقا علیہ السلام کے پیچھے کھڑے ہوکر کے مغرب کی نماز پڑھی ہے۔ نماز سے فارغ ہو گئے۔ آقا علیہ السلام نے نفل پڑھنے شروع کردیئے نفل پڑھتے پڑھتے عشاء کی اذان ہوگئی۔ عشاء کی نماز کا وقت ہوگیا میرے آقا علیہ السلام نے عشاء کی نماز پڑھی ہے۔ عشاء کی نماز کے بعد میرے محبوب علیہ السلام اپنے گھر کی طرف چل پڑے ہیں۔ میں نے آقا علیہ السلام کے پیچھے پیچھے چلنا شروع کردیا۔ دعا جو کروانا چاہتا تھا۔ میرے آقا علیہ السلام آگے آگے چلتے جارہے ہیں اور آگے منہ کر کے فرماتے ہیں۔ میرے پیچھے کون ہے؟ میرے پیچھے کون آرہا ہے؟ کون ہے جو میرے پیچھے آرہا ہے۔ کہیں حذیفہ رضی اللہ عنہ تو نہیں میرے پیچھے آرہا؟

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نعم یا رسول اللہ ﷺ! سوہنا میں آپ ﷺ کے پیچھے چلتا آرہا ہوں۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: حذیفہ رضی اللہ عنہ جاؤ اللہ تعالیٰ تم پر بھی رحمت کرے اور تمہاری ماں پر بھی رحمت کرے۔ اللہ اکبر اللہ

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سوہنیا! میں نے آپ ﷺ سے کوئی بات تو کی نہیں آپ ﷺ کو کیسے پتہ چل گیا کہ میں آپ ﷺ سے دعا کروانے کے لیے آرہا ہوں؟ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ ابھی ابھی آسمانوں سے ایک فرشتہ نازل ہوا ہے۔ یہ فرشتہ کبھی دنیا پر نہیں آیا۔ آج پہلی بار یہ فرشتہ آسمانوں سے آیا ہے۔ یہ کس لیے آیا ہے؟ اس فرشتے نے اللہ تعالیٰ کے پاس جاکر کے عرضیں کیں کائنات کے رب میں دنیا پر جانا چاہتا ہوں اور آمنہ کے دریتیم کو خود سلام کہنا چاہتا ہوں۔ یہ فرشتہ مجھے سلام کرنے کے لیے آیا ہے۔ ساتھ تو مجھے سلام کیا ہے اور ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام لے کر کے آیا ہے۔ آسمانوں سے اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کے ذریعے پیغام بھیجا ہے۔ اے جانے والے جاکر کے میرے محبوب علیہ السلام کو بتا دینا۔

سوہنیا یہ جو حسن اور حسین رضی اللہ عنہ ہیں کائنات کے رب نے ان دونوں کو جنت کی

سرداریاں عطا کر دی ہیں۔ ان دونوں کو اللہ تعالیٰ نے جنت کا سردار بنا دیا ہے۔ ایک چوتھی روایت پر بھی غور کرتے جائیں۔ ابن حبان کی روایت ہے۔ مسند احمد میں بھی موجود ہے۔ ترمذی نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔ میرے آقا علیہ السلام گھر تشریف فرما ہیں۔ میرے آقا علیہ السلام کے صحابی غالباً سیدنا انس رضی اللہ عنہ چلتے چلتے دروازے پر آئے ہیں۔ آ کر کے دروازہ کھٹکھٹایا شام کا وقت ہے۔ رات کا وقت ہے، سردیوں کے دن ہیں، میرے آقا علیہ السلام دروازے سے باہر آئے ہیں میرے محبوب علیہ السلام نے کالی کملی اپنے اوپر لی ہوئی ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے میرے آقا علیہ السلام سے کوئی بات کی اور بات کر کے واپس جانے لگے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے اس طرح لگا جیسے آقا علیہ السلام نے اپنی چادر کے نیچے کسی کو چھپایا ہوتا ہے۔ میں نے عرض کی سوہنیا کس کو چھپایا ہوا ہے؟ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کے نیچے کون ہے؟ جو چھپا ہوا ہے۔ میرے آقا علیہ السلام نے اس طرح اپنی چادر کو ہٹایا تو ایک پہلو میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ موجود تھے، دوسرے پہلو میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ موجود تھے

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ سوہنیا یہ تو دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: انس رضی اللہ عنہ جا رہے ہو تو جاتے جاتے ایک بات بھی سنتے جاؤ۔ میرے آقا علیہ السلام نے اس طرح اپنے دونوں شہزادوں کو پہلوؤں میں لیا ہوا ہے۔ آسمانوں کی طرف میرے آقا علیہ السلام نے چہرہ اٹھایا، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: اللہ یہ دونوں میرے شہزادے ہیں اللہ جو ان سے پیار کرتا ہے تم ان سے پیار کرلو، اللہ جو میرے ان شہزادوں سے پیار نہیں کرتا، اللہ تم ان سے بھی پیار نہ کرنا۔ اللہ اکبر اللہ

پتہ چلا میرے آقا علیہ السلام ان سے پیار کرتے ہیں۔ جو حسین رضی اللہ عنہ سے پیار کرتے ہیں۔ پھر میں کیوں نہ حسین رضی اللہ عنہ سے پیار کروں، یار میں کیوں نہ حسین رضی اللہ عنہ سے محبتیں کروں۔ میرے تو ایمان کا جزء ہی حسین رضی اللہ عنہ ہے۔ میرا تو ایمان ہی اتنی دیر تک مکمل نہیں ہوتا، جتنی دیر تک میرے ایمان میں حسین رضی اللہ عنہ نہ آ جائے۔ ایک اور روایت پر ذرا غور کرتے جائیں۔ میرے آقا علیہ السلام اس طرح تشریف فرما ہیں۔ ایک چھوٹا سا بچہ اس طرح

دوڑتا ہوا میرے محبوب علیہ السلام کے پاس سے گزرا میرے آقا علیہ السلام نے بچے کو اپنے پاس بلایا پاس بلا کر کے میرے آقا علیہ السلام نے اس کو اپنی گود مبارک میں بٹھالیا۔ میرے آقا علیہ السلام کبھی اس بچے کا چہرہ چوم رہے ہیں کبھی میرے آقا علیہ السلام اس بچے سے پیار کر رہے ہیں ایک صحابی رضی اللہ عنہ پاس کھڑا پوچھتا ہے۔ سوہنیا یہ کس کا بیٹا ہے؟ جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیار کر رہے ہو۔ آج تک میں نے تو نہیں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اس کو اٹھایا ہو۔ آج پہلی بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں میں نے یہ بچہ دیکھا ہے۔ سوہنیا یہ کس کا بیٹا ہے؟ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: یار! مجھے بھی نہیں پتہ کہ یہ کس کا بیٹا ہے؟ مجھے بھی نہیں پتہ کہ اس کا باپ کون ہے؟ آقا علیہ السلام پھر پیار کیوں کر رہے ہو؟ سوہنیا محبت کیسے لیے کر رہے ہیں؟ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: اے میرے صحابی! (رضی اللہ عنہ) کیا پوچھتے ہو؟ ابھی میں نے کل اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے یہی چھوٹا سا بچہ مدینے کے چوک میں حسین رضی اللہ عنہ سے پیار کرتا تھا اور آج میں اس سے پیار کر رہا ہوں۔ اس نے حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کی اور میں اس سے محبت کر رہا ہوں۔ اس نے حسین رضی اللہ عنہ سے پیار کیا ہے اور میں اس سے پیار کر رہا ہوں۔ اللہ اکبر اللہ

معلوم کیا ہوا؟ حضرات محترم پتہ کیا چلا؟ میں بھی حسین رضی اللہ عنہ سے پیار کرنے والا، میرے محبوب علیہ السلام بھی حسین رضی اللہ عنہ سے پیار کرنے والے، دوسری بات پر بھی غور کرتے جایئے لوگ کہتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم حسین رضی اللہ عنہ سے پیار نہیں کرتے تھے۔ لوگ کہتے ہیں۔ صحابہ حسین رضی اللہ عنہم سے محبت نہیں کرتے تھے۔ یار میں دل نہیں دکھانا چاہتا میں تو پیار کی بات کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن کہتا ہے فرمایا!:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا﴾

(الفتح: ٢٩)

فرمایا: میرے محبوب علیہ السلام کے سارے صحابہ رضی اللہ عنہم آپس میں پیار کرنے والے

آپس میں محبت کرنے والے، ہاں ہاں اگر حسین رضی اللہ عنہ سے دوسرے پیار نہیں کرتے تھے تو پھر قرآن کی اس آیت کا ترجمہ بدلنا پڑے گا قرآن کی اس آیت کو قرآن میں سے نکالنا ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی حسین رضی اللہ عنہ سے پیار کرنے والے، محبوب بھی حسین رضی اللہ عنہ سے پیار کرنے والے، میں بھی حسین رضی اللہ عنہ سے پیار کرنے والا بلکہ ہر مسلمان حسین رضی اللہ عنہ سے پیار کرنے والا ہے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور خلافت ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یعنی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا بیٹا اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ آپس میں کھیل رہے ہیں کھیلتے کھیلتے جس طرح بچوں میں کوئی بات ہو جاتی ہے۔ کوئی بات ہوئی تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بول کر کہنے لگے اے حسین رضی اللہ عنہ تمہیں پتہ ہے میرا بابا وقت کا گورنر ہے میرا بابا وقت کا بادشاہ ہے میرا بابا وقت کا امیر ہے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ آگے سے بول کر کے کہنے لگے اے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تم خاموش ہو جاؤ۔ مانا کہ تمہارا بابا امیر المومنین ہے لیکن تمہارا بابا میرے نانا کا تو غلام ہے اتنی بات سنی تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں سے آنسو نکل آئے رونے لگ گئے اور اسی طرح ہی افسوس کی حالت میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے ہیں جا کر کے کہتے ہیں بابا آج حسین رضی اللہ عنہ سے میں ایک بات سن کر کے خاموش ہو گیا ہوں۔ فرمایا: بتاؤ عبداللہ کون سا جملہ کہا ہے؟ بابا حسین رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ بات کہی ہے کہ تمہارا بابا میرے نانا کا غلام ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس طرح اپنے بیٹے کو بازو سے پکڑ لیا کہتے ہیں۔
حسین رضی اللہ عنہ کہاں ہے؟ مجھے حسین رضی اللہ عنہ کے پاس لے کر کے جاؤ، چلتے چلتے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے ہیں جا کر کے اس طرح سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بازو سے پکڑ لیا چلتے چلتے آ کر کے میرے محبوب علیہ السلام کے روضہ پاک پر کھڑے ہو گئے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حسین رضی اللہ عنہ پیارے وہی جملہ دوبارہ کہو جو جملہ میرے بیٹے کو کہا تھا۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ امیر المومنین میں نے تو یہ بات کہی تھی کہ تمہارا بابا

عمر رضی اللہ عنہ جو ہے وہ میرے نانا کا غلام ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں سے آنسو نکل آئے آسمانوں کی طرف منہ کر کے کہتے ہیں اے کائنات کے رب آج نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بول کر کے گواہیاں دے رہا ہے کہ میں تیرے محبوب علیہ السلام کا غلام ہوں۔ کائنات کے رب! میں تیرے محبوب کا واقع ہی غلام ہوں۔ ہوسکتا ہے دنیا پر مجھے اس طرح بخشش نہ ملے چلو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی وجہ کر کے اللہ تعالیٰ مجھے جنت عطا کر دے گا۔ **اللہ اکبر اللہ**

حسین رضی اللہ عنہ کون ہے؟ حسین رضی اللہ عنہ وہ ہے جس سے علی رضی اللہ عنہ پیار کرتا ہے حسین رضی اللہ عنہ کون ہے؟ حسین رضی اللہ عنہ وہ ہے جس سے عمر رضی اللہ عنہ پیار کرتا ہے۔ حسین رضی اللہ عنہ کون ہے؟ حسین رضی اللہ عنہ وہ ہے جس سے اہل بیت پیار کرنے والے ہیں، میرے محبوب علیہ السلام کے صحابہ رضی اللہ عنہم پیار کرنے والے ہیں۔ میرے آقا علیہ السلام کے سارے پیارے میرے حسین رضی اللہ عنہ سے پیار کرنے والے ہیں غور کرتے جائیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ ایک دن چلتے چلتے میرے آقا علیہ السلام کے پاس پہنچتے ہیں کیا دیکھا؟ میرے آقا علیہ السلام کی آنکھوں میں سے آنسو برس رہے ہیں۔ میرے محبوب علیہ السلام روتے جا رہے ہیں۔ یہ روایت ترمذی میں موجود ہے۔ مسند احمد میں بھی موجود ہے۔ مجمع الزوائد میں بھی موجود ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ میرے محبوب علیہ السلام روئے جا رہے ہیں روئے جا رہے ہیں عرضیں کرتے ہیں محبوب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں رو رہے ہیں آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو کیوں نکل رہے ہیں؟ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: علی رضی اللہ عنہ میں اس لیے رو رہا ہوں۔ ابھی ابھی آسمانوں سے مجھے جبریل علیہ السلام بتا کر کے گئے ہیں۔ سوہنیا! آپ کے نواسہ حسن رضی اللہ عنہ کو فرات کے کنارے پر شہید کر دیا جائے گا۔ تو مجھ سے یہ برداشت نہیں ہوا اور میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے ہیں۔ اس لیے میں نے رونا شروع کر دیا ہے یہ سن کر کے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی رونا شروع کر دیا۔ **اللہ اکبر اللہ**

میرے آقا علیہ السلام نے خود سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیشین گوئیاں فرمائیں چلتے

چلتے وقت گزرتا گیا۔ اللہ اکبر اللہ

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بعد جب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دنیا چھوڑ کر کے گئے ہیں۔ اور بعد میں یزید کو ولی عہد بنا کر کے چلے گئے کئی ایک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جب فوت ہوئے ہیں اس وقت دو سو پچاس یعنی اڑھائی سو کے قریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زندہ موجود تھے۔ جن میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے، سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ اللہ اکبر اللہ

ادھر سے یزید نے اپنے دمشق کے علاقہ میں سے ایک پیغام ولید کے نام لکھا جو اس وقت مدینہ کا گورنر تھا۔ پیغام کیا دے رہا ہے؟ اے ولید اس طرح کرو جن لوگوں نے ابھی میری بیعت نہیں کی ان سے جلدی جلدی میری بیعت لے لو! خصوصی طور پر لکھا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ضرور بیعت لینی ہے۔ حسین رضی اللہ عنہ سے ضرور بیعت لینی ہے۔ کیوں کہ ان لوگوں کا مجھے کچھ زیادہ خطرہ ہے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو گورنر نے اپنے پاس بلایا کہا اے حسین رضی اللہ عنہ یزید کی طرف سے بیعت کرنے کا پیغام آیا ہے۔ بتاؤ کیا کرنا چاہتے ہو؟ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے سوچنے کا موقع دیا جائے میں سوچ کر کے کوئی نہ کوئی فیصلہ کروں گا۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ واپس مدینہ میں آ گئے یہاں سے اپنے اہل وعیال کو لے کر مکہ حرم میں چلے گئے ارادہ یہ تھا کہ حرم میں بیٹھ کر کے کوئی نہ کوئی پروگرام تشکیل دوں گا۔ ادھر سے جب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ مدینہ سے چل کر مکہ پہنچے ہیں۔ ادھر سے کوفہ والوں کو اطلاع پہنچ گئی کون سے کوفہ والے؟ جنہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ کون کوفی؟ جنہوں نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دے دی۔ وہ ایک کوفی کی بیٹی تھی۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی بیوی جس نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دی وہ کوفہ کا رہنے والا تھا۔ جس کی یہ بیٹی تھی۔ اس نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دے کر کے شہادت کے مرتبہ پر پہنچایا سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو بھی شہید کرنے والے کوفہ والے تھے

ادھر سے اب خط آنے شروع ہو گئے۔

ابن عساکر رحمہ اللہ نے تاریخ دمشق میں لکھا ہے بلکہ ساٹھ آدمی کوفہ میں سے پورا وفد بن کر کے آیا۔ آ کر کہتے ہیں: اے حسین رضی اللہ عنہ! ہمارے ساتھ چلو، ہم آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ ہم آپ رضی اللہ عنہ کو اپنا بادشاہ ماننا چاہتے ہیں۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے خط اٹھائے اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس آ گئے ہیں۔ آ کر کہتے ہیں مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی مجھے کچھ بتائیں یہ کوفہ کی طرف سے خط پر خط آ رہا ہے۔ مجھے بتایئے میں کیا کروں؟ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں حسین رضی اللہ عنہ میری بات مانو تو کوفہ کا راستہ اختیار نہ کرو۔ یہ وفادار نہیں ہو سکتے مجھے شک ہے یہ تم سے بے وفائیاں کریں گے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اصرار کر رہے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے مشورہ دیا ہاں اگر تم لازما کوفہ میں جانا چاہتے ہو تو پھر اپنے جانے سے پہلے کوئی آدمی بھیج دیں جو جا کر کے پتہ کر کے آئے کہ وہاں کے حالات کیسے ہیں؟

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو تیار فرمایا جاؤ مسلم جا کر کے پتہ کر کے آؤ کوفہ والوں کے حالات کیا ہیں؟ سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے سفر شروع کر دیا چلتے چلتے کوفہ میں پہنچ گئے ہیں۔ کوفہ کی مسجد میں سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ پہنچے ہیں۔ تاریخ طبری والے نے اس بات کو لکھا ہے البدایہ والنہایہ میں بات موجود ہے امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے، ملاں باقر مجلسی نے اپنی کتاب میں اس بات کو نوٹ کیا ہے۔ سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کوفہ کی مسجد میں ہیں۔ اس طرح کوفہ والوں میں اعلان ہو گیا کوفہ والو حسین رضی اللہ عنہ کا قاصد آ گیا ہے۔ کوفہ والوں نے اپنے اپنے گھروں سے نکلنا شروع کر دیا ہے۔ اٹھارہ ہزار کوفہ والوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر کر لی ہے ادھر سے جاسوسی کرنے والوں نے پیغام یزید تک پہنچا دیا۔ اے یزید! سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا قاصد کوفہ میں آ گیا ہے اور آ کر

کے بیعت لے لی ہے اس وقت کوفہ کے گورنر سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ تھے۔ یزید نے نعمان کو ایک سائیڈ میں کر دیا ان کی جگہ پر ایک بڑی سخت طبیعت کا آدمی عبید اللہ بن زیاد کو کوفہ کا گورنر بنا کر کے بھیج دیا، ادھر سے جب کوفہ والوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے، سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی ہے۔ سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے صرف ڈیڑھ سطر کا خط لکھا کیا لکھتے ہیں؟ السلام علیکم حسین رضی اللہ عنہ کھیتی پک گئی ہے۔ کاٹنے کا وقت آ گیا ہے۔ جلدی جلدی آ کر کے کٹائی کر لیں۔ والسلام بس اتنا خط بند کر کے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیا۔ اللہ اکبر اللہ

ادھر سے عبید اللہ بن زیاد گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ عربی طریقہ کے مطابق اپنے چہرے پر نقاب کر کے آ گیا۔ گھوڑے پر سوار ہے چلتا چلتا جب کوفہ کے بازار میں آیا۔ کوفہ والوں نے شور مچا دیا۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ آ گئے ہیں نبی پاک کے نواسے آ گئے ہیں علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے آ گئے ہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دل کے ٹکڑے آ گئے ہیں۔ آؤ آ کر کے حسین رضی اللہ عنہ کی زیارت اور دیدار کر لو! کوفہ والے چلتے چلتے مسجد میں پہنچے ہیں ابن زیاد نے اس طرح اپنے چہرے سے نقاب ہٹایا کوفہ والے دیکھتے ہی رہ گئے کہ یہ کیا بنا ہے؟ عبید اللہ بن زیاد نے وہاں بڑا سخت خطبہ دیا۔ کہتا ہے اے کوفہ والو سن لو! مجھے یزید نے یہاں کا گورنر بنا کر کے بھیج دیا ہے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی معزولی ہو چکی ہے۔ آج کے بعد جو آدمی مسلم کے ہاتھ پر بیعت کرے گا میں اس کو قتل کر دوں گا۔ اتنا خطبہ دے کر کے واپس چلا گیا۔

سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو جا کر کے اپنے ایک ساتھی اہل بیت سے محبت کرنے والے کے گھر میں چھپ گئے ہیں۔ جب عبید اللہ بن زیاد اتنی باتیں کر کے واپس چلا گیا۔ سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے کوفہ والوں کو جمع کیا، کہنے لگے آؤ مل کر کے عبید اللہ بن زیاد پر حملہ کر کے اس کو ختم کر دیا جائے کوفیوں نے تلواریں کھینچ لیں۔ غور کرتے جائیں۔ تلواریں کھینچ کر کے گورنر کے محل پر پہنچ گئے، عبید اللہ بن زیاد اس وقت اپنے محل

میں موجود ہے تیس آدمی پولیس والے اس کے ساتھ موجود ہیں آئمہ کوفہ میں سے ساٹھ آدمی اس کے ساتھ موجود ہیں، جو بڑے بڑے کوفہ کے سردار کوفہ کے بڑے بڑے چودھری بھی اس وقت عبیداللہ بن زیاد کے پاس موجود تھے۔

سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے ساتھ اٹھارہ ہزار کوفیوں نے محل کو گھیرایا ہے، اب درمیان میں عبیداللہ بن زیاد پھنس گیا۔ اس نے ان سارے کوفہ کے سرداروں کو اپنے پاس جمع کیا، کہتا ہے میری بات سنو! تم اسی علاقے کے رہنے والے ہو ہر چودھری جا کر کے اپنی اپنی برادری کے شخص کو روک دے جو آدمی مسلم کا ساتھ چھوڑے گا میں اس کو بہت سا انعام واکرام دوں گا اور جو مسلم کے ساتھ پکڑا گیا میں اسی وقت اس کو قتل کر دوں گا۔ کوفہ کے چوہدریوں نے محل پر چڑھ کر کے اعلان کر دیا۔ اے میری برادری والو! میں تمہارا چودہری بول رہا ہوں۔ اس طرح کرو چپ کر کے گھروں کو چلے جاؤ تمہیں بڑا انعام ملے گا اگر نہیں جاؤ گے تو قتل کر دیے جاؤ گے سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں اور ادھر سے شام کا سورج غروب ہو رہا ہے۔ اچانک اندھیرا چھا گیا، سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے پیچھے نظر دوڑا کر دیکھا تو اٹھارہ ہزار میں سے صرف تیس آدمی باقی رہ گئے باقی سارے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ جلدی جلدی نکلے، ان تیس آدمیوں نے بھی آہستہ آہستہ سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو چھوڑنا شروع کر دیا۔ اللہ اکبر اللہ

عبیداللہ بن زیاد نے اپنے ساتھیوں کو بھیجا جاؤ جا کر مسلم کو پکڑ کر کے لاؤ، سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی گلیوں میں دوڑنا شروع کر دیا۔ کون مسلم رضی اللہ عنہ ہے؟ جس کو کوفہ کی گلیوں کا بھی پتہ نہیں ہے پردیسی مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے آگے دوڑ رہے ہیں، ابن زیاد کے آدمی پیچھے آ رہے ہیں خون کے پیاسے ہو کر مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ پیچھے پڑے ہوئے ہیں، سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ دوڑتے دوڑتے اندھیرے میں پاؤں کو ٹھوکر لگی اور زمین پر گر گئے منہ پر چھوٹ لگ گئی منہ سے خون نکلنا شروع ہو گیا۔ سیدنا مسلم رضی اللہ عنہ دوڑ کر کے ایک دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں، ایک بڑھیا عورت باہر نکلتی ہے۔ کہتی ہے کون دروازہ کھٹکھٹا رہا

والا ہے؟ سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اے بی بی! اگر مجھ پر ترس کرو تو میں اہل بیت کا آدمی ہوں، میرے ساتھ کوفہ والوں نے بے وفائیاں کی ہیں، اگر مجھ پر رحم کرو تو مجھے اپنے گھر میں پناہ دے دو، اس عورت کے دل میں ترس آ گیا اس نے سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو پچھلے کمرے میں جا کر چھپا دیا، کھانا کھلایا پانی پلایا، اس عوت کا بیٹا گھر میں آیا دیکھا کہ میری ماں فلاں جگہ پر بار بار جاتی ہے، وجہ کیا ہے؟ کہا ماں جی بتاؤ اس کمرے میں بار بار کیوں جاتی ہو؟ کیا وجہ ہے؟ ماں کہنے لگی بیٹا تمہیں میرے دودھ کا واسطہ ہے کسی کو بتانا نہیں آج ہمارے گھر میں مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے پناہ لی ہوئی ہے۔ غور کریں، غور کریں، بے وفائی کی بھی کوئی انتہا ہوا کرتی ہے یہ کہتا ہے ماں جی اتنی بڑی خوشی کی بات ہے، آج ہمارے گھر میں اہل بیت کا آدمی آیا ہے، میں تو نفل پڑھنا چاہتا ہوں جلدی جلدی وضو کیا، وضو کر کے باہر جاتا ہے ماں کہتی ہے، بیٹا کہاں جا رہے ہو؟ ماں آج ہمارے گھر میں حسین رضی اللہ عنہ کا قاصد رہ رہا ہے میں شکرانے کے نفل پڑھنے کے لیے کوفہ کی مسجد میں جانا چاہتا ہوں۔ بے وفائی کوئی اس طرح کی ہوا کرتی ہے وضو کر کے نکلا، مسجد کا بہانہ بنا کر کے نکلا اور سیدھا عبید اللہ بن زیاد کے پاس پہنچ گیا ابن زیاد سے جا کر کے کہتا ہے ابن زیاد اگر تمہارا مجرم میں تمہیں دوں تو بتاؤ مجھے کیا انعام دو گے؟ بتاؤ مجھے کتنے پیسے دو گے؟

اس عبید اللہ بن زیاد نے اپنے قریب کے آدمی بھیج دیئے جنہوں نے آ کر کے اس طرح اس گھر کا گھراؤ کر لیا، کہتے ہیں مسلم رضی اللہ عنہ باہر آ جاؤ اب تم بچ نہیں سکتے، سیدنا مسلم رضی اللہ عنہ نے مجبور ہو کر کے اپنے ہاتھ میں تلوار پکڑی ہے، لڑائی کرنی شروع کر دی قتال کرتے جا رہے ہیں آخر اکیلا آدمی کب تک لڑ سکتا ہے؟ لڑتے لڑتے انہوں نے پتھراؤ کرنا شروع کر دیا۔ پتھر مار مار کر کے سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو لہولہان کر دیا۔ کوفہ کی ایک دیوار کے ساتھ سیدنا مسلم رضی اللہ عنہ اس طرح ٹیک لگا کر کے بیٹھ گئے، ادھر سے ابن زیاد کے سارے آدمی تلواریں لے کر کے آ گئے سیدنا عمرو بن سعد کہتا ہے اسے کچھ

نہ کہنا میں اسے اپنی مان دینا چاہتا ہوں۔اے مسلم! تم میرے ساتھ عبید اللہ بن زیاد کے گورنر کے محل میں جاؤ اس سے تمہیں میں بچاؤں گا اپنی ضمانت دے کر کے ساتھ لے گیا جا کر کے کہتا ہے اے ابن زیاد میں مسلم رضی اللہ عنہ کو ضمانت دے چکا ہوں۔تم مسلم رضی اللہ عنہ کو قتل نہیں کرو گے عبید اللہ بن زیاد کہتا ہے۔تم مجھ پر حکم چلانے والے کون ہوتے ہو؟ اس کو میں ہر صورت قتل کروں گا اور اس طرح کا قتل کروں گا۔آج تک دنیا نے اس طرح کا قتل دیکھا ہی نہیں ہو گا۔

سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو نکلے ہیں، ابن زیاد کہتا ہے بہادر کبھی رویا نہیں کرتے اتنا بڑا بہادر ہو کر کے تم آنسو کیوں بہا رہے ہو؟ سیدنا مسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔میں بہادر ہوں، میں اپنے آپ کے لیے نہیں رو رہا میں تو حسین رضی اللہ عنہ کے لیے رو رہا ہوں میں نے تو ان کو خط لکھ دیا ہے، جلدی جلدی آ جاؤ، میں تو دنیا چھوڑ کر کے چلا جاؤں گا لیکن میرے حسین رضی اللہ عنہ کا کوفہ میں کیا بنے گا؟ میرے حسین رضی اللہ عنہ کے اہل بیت سے کتنا ظلم کیا جائے گا؟ یہ کہتا ہے جو مرضی کر لو، مگر تمہیں قتل کر دیا جائے گا، سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں دو شرائط پیش کرنا چاہتا ہوں۔دو باتیں مان لو، پھر مجھے قتل کر دینا ایک تو مجھے قتل سے پہلے پانی پینے دو، مجھے پیاس بہت لگی ہوئی ہے پانی کا برتن لے کر آئے ہیں، سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے اس طرح پانی کو منہ لگایا، پینے سے پہلے ہی پورا پیالہ خون سے بھر گیا، اتنے زخموں سے چور چور تھے، پیالہ ایک سائیڈ میں رکھ دیا کہتے ہیں دوسرا میں عمرو بن سعد سے کوئی خفیہ بات کرنا چاہتا ہوں، عمرو بن سعد سے کہتے ہیں یار میری بات سنو! اس طرح کرنا میں تمہیں ایک بات کہتا ہوں، میرے حسین رضی اللہ عنہ کو واپسی پیغام بھیج دو، اے حسین رضی اللہ عنہ کوفہ میں نہ آنا کیوں کہ کوفہ والے بڑے بے وفا ہیں، یہ تم سے وفاداریاں نہیں کریں گے۔

دوسرے نمبر پر اے عمرو بن سعد جب یہ مجھے قتل کر دے تو میری لاش کو لے کر کے دفن کر دینا، یہ ظالم کہیں میری لاش کا مثلہ ہی نہ کر دے کہیں میرے ہاتھ کان اور ناک نہ

کاٹ دیئے جائیں، ابن زیاد نے ساری باتیں سن لیں، ایک آدمی کو حکم دیا، وہ مسلم رضی اللہ عنہ کو محل کی چھت پر لے کر گیا، اوپر جا کر کے جلا د نے تلوار مار کر کے سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا سر قلم کر دیا اور اوپر والے محل سے لاش کو زمین پر پھینک دیا، اوئے کائنات والو! کوفہ کے چوک میں مسلم رضی اللہ عنہ کی لاش پڑی ہے اور کوفہ والے کہاں چلے گئے؟ آج کوئی کوفہ کا آدمی میرے مسلم رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے کے لیے تیار نہیں، پورے تین دن تک مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی لاش کوفہ کے چوک میں لٹکی رہی ہے، البدایہ والنہایہ اٹھا کر کے دیکھ لو! تاریخ دمشق اٹھا کر کے دیکھ لو! سیر الصحابہ رضی اللہ عنہم اٹھا کر کے دیکھ لو! کسی کوفی نے بڑھ کر کے بات نہیں کی، ان لوگوں نے کتنی بے وفائیاں کی ہیں؟

میرے حسین رضی اللہ عنہ تک خبریں پہنچ گئی ہیں حسین رضی اللہ عنہ آنے کے لیے تیار ہوئے ہیں کہنے والے کہتے ہیں، اے حسین رضی اللہ عنہ نہ جاؤ، ادھر سے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے پاس خط پہلے ہی پہنچ گیا تھا، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے سفر شروع کر دیا چلتے آ رہے ہیں چند کوفہ کے آدمی ساتھ ہیں ساتھ اپنے اہل خانہ کو لیا ہوا ہے سکینہ بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ لیا ہوا ہے، سیدہ زینب بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی بہن بھی ساتھ ہے، آپ کی بیوی بھی ساتھ ہے آپ کے بچے بھی ساتھ ہیں او یارو میں کہنا چاہتا ہوں میرا حسین رضی اللہ عنہ لڑائی کے لیے نہیں جا رہا جو آدمی لڑنے کے لیے جائے وہ اپنے بچوں کو کب ساتھ لے کر جایا کرتا ہے؟ جو قتل کرنے کے لیے جائے کائنات والو وہ کب اپنی محرموں کو اپنی بیویوں اور بیٹیوں کو ساتھ لے کر جایا کرتا ہے؟ اہل بیت اور مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے بھائی بھی ساتھ چل پڑے ہیں، چلتے چلتے سفر طے کرتے کرتے نینوٰی شہر میں پہنچ گئے کون سا نینوٰی شہر ہے؟ جہاں اللہ تعالیٰ نے جناب یونس علیہ السلام کو بھیجا دریائے فرات کے کنارے سے تھوڑا دور کر کے ایک کنارہ ہے اس نینوٰی شہر میں پہنچ گئے ہیں۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ پوچھتے ہیں ساتھیو یہ کون سی جگہ ہے؟ ساتھی بتاتے ہیں جناب یہ شہر نینوٰی ہے اور جس میدان میں ہم کھڑے ہیں اس کو کرب و بلا کہا جاتا ہے اس میدان

کا نام کرب وبلا ہے، ادھر سے عبید اللہ بن زیاد نے عمرو بن سعد کے ساتھ فوجیں بھیج دیں، چار ہزار کا لشکر آ گیا، عمرو بن سعد سامنے آ کر کے کھڑا ہو گیا، شمل جوش میں آ کر کے فوجیں لے کر کے کھڑا ہو گیا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سعد اکیلے کو بلایا فرماتے ہیں میری بات سنو! ہاں ہاں بتاؤ کیا بات کرنا چاہتے ہو؟ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں کوفہ آیا ہوں میں کوفہ میں داخل نہیں ہونے دینا کوفہ جانے سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ کو یزید کی بیعت کرنا پڑے گی، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں خود نہیں آیا کوفہ والوں نے مجھے خط بھیج کر بلایا ہے۔ اللہ اکبر اللہ

عمرو بن سعد کہتا ہے ہم کسی خط کو نہیں جانتے، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے خیمہ میں سے خطوں کے بھرے ہوئے تھیلے لا کر کے سامنے ڈھیر کر دیئے ہیں، فرمایا میں خود نہیں آیا مجھے تو بلایا گیا ہے عمرو بن سعد چپ کر کے واپس چلا گیا تو محرم کی رات آ گئی عمرو بن سعد دوبارہ پھر آیا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میری بات سنو! میں تمہارے سامنے تین شرائط پیش کرنا چاہتا ہوں، ان تین شرائط میں سے ایک مان لو ایک پر عمل کر لو سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ میں واپسی مدینے چلا جاتا ہوں مجھے مدینے جانے دو، دوسرے نمبر پر یہ کہ مجھے مسلمانوں کی سرحد پر جانے دو، اگر یہ دونوں نہیں مانتے ہو تو تیسرے نمبر پر اس طرح کرو، مجھے واپس یزید کے پاس جانے دو، میں خود جا کر کے یزید سے کوئی بات طے کر لوں گا۔ عمرو بن سعد نے ابن زیاد تک یہ پیغام پہنچایا، ابن زیاد نے سوچ کر کے پیغام یہ بھیجا ہے۔

عمرو بن سعد اگر واپس مدینے جانے دو گے وہاں جا کر کے حسین رضی اللہ عنہ خلافت کا دعویٰ کرے گا، اگر حسین رضی اللہ عنہ کو سرحد کی طرف جانے دو گے تو پھر بھی کام خراب ہو گا اگر حسین رضی اللہ عنہ کو یزید کی طرف جانے دو گے تو وہاں جا کر کے کوئی کمپرومائز ہو جائے گا۔ ملا ہوا شکار ہاتھ سے نہیں جانے دیا کرتے میں یہ کہتا ہوں حسین رضی اللہ عنہ کو اسی جگہ پر ختم کر دیا جائے تا کہ جھگڑا ہی ختم ہو جائے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو آ کر کے پیغام پہنچایا گیا،

جناب اگر آپ رضی اللہ عنہ یزید کے پاس جانا چاہتے ہو۔ جس طرف بھی جانا چاہتے ہو۔ جانے سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ کو بیعت اسی وقت کرنا ہوگی، اگر بیعت کرو گے تو ہم جانے دیں گے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں اس طرح بیعت نہیں کروں گا اس طرح میں کبھی بھی بیعت نہیں کروں گا عمرو بن سعد کہتا ہے جناب پھر لڑائی کے لیے تیار ہو جائیں، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ایک رات کی مہلت دی جائے، تاکہ میں اپنے اللہ کو راضی کر لوں، اللہ تعالیٰ کے سامنے نفل و نوافل پڑھ لوں، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ مغرب کے وقت اپنے خیمہ میں آئے ہیں، آ کر کے مغرب کی نماز کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا ہے، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اے میرے اہل خانہ! اے میرے اہل بیت میری بات سنو! ابن زیاد کی فوج کو اکیلا حسین رضی اللہ عنہ چاہیے میں کہتا ہوں تم سب واپس چلے جاؤ میں اکیلا ہی یہاں رہ جاؤں گا۔ میں ان کے ساتھ چلا جاؤں گا مگر تم تو اپنی جان بچا لو، مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے بھائی آگے بڑھ کر کے کہتے ہیں اے حسین رضی اللہ عنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آج مرنا بھی تمہار ساتھ ہے اور جینا بھی تمہارے ساتھ ہے جہاں تم جاؤ گے وہاں ہی ہم جائیں گے مگر واپس نہیں جائیں گے فرمایا پھر آج رات اپنے رب کو راضی کر لو! آج اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑا کے شکرانے کے نوافل پڑھ لو پھر میرے پیارے حسین رضی اللہ عنہ اور اہل بیت خیموں میں گئے ہیں۔ جا کر کے اپنے اہل بیت کو صبر کی تلقین کی ہے پھر باہر نکل کر کے عمرو بن سعد کی فوج کے سامنے تقریر کی ہے خطبہ ارشاد فرمایا ہے شاعر ان خطبہ کی باتوں کا ترجمہ اس طرح کرتا ہے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کوفہ والوں کو کہہ رہے ہیں ؎

مجھے کوفہ والو! مسافر نہ سمجھو
میں آیا نہیں ہوں بلایا گیا ہوں
میں مہماں بنا کر ستایا گیا ہوں
میں رویا نہیں رلایا گیا ہوں
خدا جانے کیسی یہ ہے میزبانی

بہتر پیاسوں کا ہے بند پانی
کہ نہر فراتی پہ پہرے لگے ہیں
میں کوثر کا مالک بنایا گیا ہوں

میں وہ ہوں میں اس نبی ﷺ کا نواسہ ہوں جس کو اللہ تعالیٰ نے حوض کوثر عطا کیا ہے، آج مجھ پر پانی بند کر دیا ہے، مجھے بتاؤ میرا قصور کیا ہے؟ لیکن کسی کوفی پر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی باتوں کا اثر نہ ہوا۔ الغرض بات مختصر دس محرم کا سورج طلوع ہو رہا ہے ادھر لڑائی کے لیے اس کی فوجیں نکل آئی ہیں لڑائی اس طریقہ کے ساتھ شروع ہوئی، ایک آدمی ابن زیاد کی فوج میں سے نکلتا ہے، ایک آدمی اس فوج میں سے نکلتا ہے یہ آپس میں ٹکراتے ہیں، ان کوفیوں کا آدمی ختم ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اہل بیت کے فوجی کو جرأت عطا کرتے ہیں۔ اللہ اکبر اللہ

ادھر سے شمر بول کر کے کہتا ہے اگر ایک ایک کر کے لڑتے رہو گے تو تم ان کا مقابلہ نہیں کر سکو گے، اگر لڑنا چاہتے ہو تو اکٹھے ہو کر کے حملہ کر دو۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی فوج پر حملہ شروع ہو گیا تیر اندازوں نے حملہ کرنا شروع کر دیا۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اپنے خیمہ کے دروازے کے سامنے نکل کر کے کھڑے ہیں آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کے سامنے پہلے عقیل رضی اللہ عنہ کے بھائی لڑنے کے لیے نکلے ہیں مگر لڑائی کرتے کرتے شہید ہو گئے۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ آئے لڑائی کرتے کرتے شہید ہو گئے آپ کا بیٹا علی اکبر آیا لڑائی کرتے کرتے شہید ہو گیا، الغرض بات مختصر ہاشمی خاندان کے سارے لوگ شہید ہو گئے آخر جب دو چار آدمی رہ گئے اندر سے بچے کے رونے کی آواز آئی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ دوڑ کر کے اندر گئے ہیں چھوٹا سا بچہ پانی کی وجہ سے بلک رہا ہے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اس طرح اس بچے کو ہاتھوں پر اٹھایا ہے عمرو بن سعد کی فوج کے سامنے کیا کہتے ہیں، اے سپاہیو ظلم کی بھی کوئی انتہا ہوا کرتی ہے، مجھے بتاؤ اس بچے کا کیا قصور ہے؟ جو پانی کے لیے ترس رہا ہے مجھے بتاؤ اس بچے نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟ لیکن یار وہ کیسا وقت اور وہ کیسے

ظالم لوگ تھے؟ جنہوں نے کلمہ پڑھ کر نواسہ حسین رضی اللہ عنہ پر ظلم کی اخیر کردی۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ابھی بچے کو اٹھا کر کے باتیں کر رہے ہیں، ادھر سے تیر آ کر کے بچے کے حلق میں لگا ہے چھوٹا سا یہ بچہ جان دے کر کے رب کے پاس پہنچ گیا، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، آسمانوں کی طرف منہ کر کے کہتے ہیں۔ اللہ یہ ایک بیٹا تھا، جو تمہارے راستے میں دے کر کے میں نے اپنا پلہ خالی کر دیا ہے۔ اللہ اکبر اللہ

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ لڑائی کے لیے آگے بڑھے ہیں اب کوئی آدمی ہمت نہیں کرتا کوئی کہتا ہے فلاں پہلے تیر چلائے کہیں مجھ پر اتنا بڑا گناہ نہ آ جائے کتنے ظالم تھے؟ پتہ بھی تھا کہ نبی ﷺ کا نواسہ ہے، مگر پھر بھی ظلم کرتے تھے، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ جس طرف جاتے ہیں فوج سائیڈ میں ہو جاتی ہے، ہر آدمی کہتا ہے، میں حملہ نہ کروں، کوئی اور کرے اتنا بڑا گناہ کوئی اور اپنے سر لے لے، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو پیاس بہت زیادہ لگی ہے چلتے چلتے فرات کے کنارے پر پہنچ کر پانی کا چلو بھرا ہے ابھی منہ کے ساتھ پانی کا چلو نہیں لگا ادھر سے ایک آدمی نے تیر چلایا جو آ کر کے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے منہ مبارک پر لگا، منہ میں سے خون نکلنا شروع ہو گیا، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اے ظالمو! مجھے پہنچانتے ہو۔ میں کون ہوں؟ میں نبی پاک ﷺ کا نواسہ ہوں، میں وہی ہوں جب ایک بار مدینہ میں قحط پڑ گیا تھا، پینے کو پانی نہیں ملتا تھا تو میں چھوٹا سا تھا، میں روئے جا رہا تھا، میرے آقا دروازے کے پاس سے گزرے، اندر آئے، پوچھتے ہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا حسین رضی اللہ عنہ کیوں رو رہا ہے؟ حسین رضی اللہ عنہ کس لیے رو رہا ہے؟ فاطمہ رضی اللہ عنہا عرضیں کرتی ہیں بابا پانی نہیں ملتا حسین رضی اللہ عنہ کو پیاس لگی ہے میرے آقا نے حسین رضی اللہ عنہ کو پکڑا اور اپنی زبان میرے آقا نے حسین رضی اللہ عنہ کے منہ میں ڈال دی، فرمایا میرے پیارے حسین رضی اللہ عنہ پیو کہیں میرا نواسہ پانی سے نہ ترس جائے۔

اے ظالموں میں وہی حسین رضی اللہ عنہ ہوں، جس کو محبوب علیہ السلام نے اپنی زبان پلائی

تھی، آج تم مجھے پانی بھی نہیں پینے دے رہے ہو۔ ادھر سے شمر بول کر کے کہتا ہے حملہ کرو کب تک دیکھتے رہو گئے؟ اتنی بات کہنے کی دیر ہے کہ تیروں کی بوچھاڑ آ گی، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ پر تیر چلنے شروع ہو گئے، آخر تلوار سے کتنے آدمی مارے جا سکتے ہیں؟ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے شجاعت کے ساتھ لڑائی کی ہے، مارتے جا رہے ہیں، آخر زخموں سے چُور ہو کر کے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ زمین پر گر گئے ہیں، صغان بن انس نامی آگے بڑھا ہے یہی وہ آدمی ہے جس نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر قلم کیا۔ ایک آدمی کہتا ہے میں جب حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، میں نے اپنی آنکھوں کے ساتھ دیکھا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بدن پر تینتیس زخم نیزے کے لگے ہیں اور ترتالیس زخم تیروں کے لگے ہوئے ہیں، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے جسم سے خون نکل رہا ہے۔ لیکن اس وقت اتنی شقاوت چھائی ہوئی تھی۔ زور سے تلوار مار کر کے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر تن سے جدا کر کے رکھ دیا گیا ادھر سے خطوں کو جلانے کی خاطر ثبوت ختم کرنے کی خاطر خیموں کو آگ لگا دی گئی۔

اہل بیت کی عورتیں نکل کر کے باہر آ گئیں، اے لوگو میں پوچھنا چاہتا ہوں، اس بہن کے دل پر اس وقت کیا گزرتی ہوگی؟ جس کے بھائی کا سر قلم کر کے پھینک دیا گیا ہو، اس بیٹی کے دل پر اس وقت کیا گزرتی ہوگی؟ جس کے بابا کو اتنے درد کے ساتھ شہید کر دیا گیا ہوگا عمرو بن سعد کی فوج نے اس طرح سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر پکڑا ہے اہل بیت کی عورتیں پیچھے پیچھے جا رہی ہیں آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں، روتے ہوئے جا رہی ہیں کوفہ کے بازار میں ابن زیاد کھڑا ہوا ہے لے جا کر کے میز پر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو رکھ دیا گیا، یہ مسلم شریف کی روایت میں بیان کرنے لگا ہوں۔

اسی طرح ایک میز پر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک پڑا ہے ابن زیاد نے اس طرح اپنے ہاتھ میں ایک چھڑی پکڑی ہے، چھڑی پکڑ کر کے ظالم نے اس طرح زور کے ساتھ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے لبوں پر چھڑی ماری میرے پیارے حسین رضی اللہ عنہ کے سر پر چھڑی ماری، سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ میرے آقا علیہ السلام کے صحابی موجود تھے آنکھوں سے آنسو

نکلے، برداشت نہ ہوا۔ بول کر کے کہتے ہیں، اے ابن مرجانہ شالاتم مر جاؤ کس لیے ان لبوں پر چھڑی مارتے ہو؟ میں نے اپنی گنہگار آنکھوں سے دیکھا ہے میرا پیارا نبی ﷺ تو ان جگہوں کا بوسہ لیا کرتا تھا، جس جگہ پر تم چھڑیاں مار رہے ہو میرا محبوب علیہ السلام یہاں سے چوما کرتا تھا، آج ان لبوں پر تم چھڑیاں کیوں مار رہے ہو؟ ابن زیاد نے اپنی آنکھوں کا تیور بدکر کے اس طرح سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا، کہتا ہے اے زید رضی اللہ عنہ اگر تم بوڑھے نہ ہوتے تو میں تمہیں ابھی قتل کروادیتا، یہ لوگ درست نہیں تھے، معاذ اللہ! اچھا ہوا ہے، حسین رضی اللہ عنہ قتل ہوگیا۔ معاذ اللہ! سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے برداشت نہ ہوا۔ کہتے ہیں: اے ظالم! جو تم نے آج کام کیا ہے اس کی سزا اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور دے گا اتنی بات کہہ کر سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کوفہ کے بازاروں سے واپس چلے آئے ہیں۔

اللہ اکبر اللہ

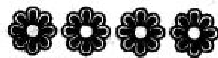
اے دنیا والو! میں نے تو شروع میں بھی کہا ہے میں تو اب بھی کہوں گا، جو اہل بیت رضی اللہ عنہم سے پیار نہیں کرتا، اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھی پیار نہیں کرتا، اور جو اہل بیت کی گستاخی کرے، اللہ تعالیٰ اس کو سزا دنیا پر ہی دیا کرتا ہے، تم پوچھو گے دلیل کیا ہے؟ یہی ابن زیاد جس نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے لبوں پر چھڑی ماری تھی، وقت گزرتا گیا جب یہ فوت ہوا اس کی لاش لا کر کے کوفہ کے بازار میں رکھی گئی ہے ایک کالا ناگ سانپ دوڑتا دوڑتا آیا، لوگوں نے دیکھا سانپ آ گیا ہے، یہ راستہ چھوڑ کر کے سائیڈ میں ہو گئے، سانپ آیا اور آ کر کے ابن زیاد کے وہاں ہی ڈنگ مارا، جہاں یہ میرے حسین رضی اللہ عنہ کو چھڑیاں مارا کرتا تھا، اے کائنات والو! جو اہل بیت سے پیار نہیں کرتا، اس کے ساتھ رب بھی پیار نہیں کرتا، جو اہل بیت سے دشمنی کرے گا، اس کو اللہ تعالیٰ دنیا پر ہی سزائیں دے دے گا۔ ابن زیاد نے میرے حسین رضی اللہ عنہ سے دشمنی کی اور اللہ تعالیٰ نے دنیا پر ہی سزائیں دے دیں، کیوں؟ کس لیے؟

﴿إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ۝﴾ (المعارج: ۱۲)

میرے اللہ کی پکڑ بڑی سخت ہے، جب پروردگار کی لاٹھی برستی ہے اس وقت اللہ تعالیٰ ظالم سے ظلم کا بدلہ لیا کرتا ہے، میرے حسین رضی اللہ عنہ پر ظلم کرنے والے کی آج کوفہ کے بازار میں لاش پڑی ہے، کالے ناگ نے آ کر کے اس کے لب پر ڈنگ مار کر کے بتایا جو اہل بیت سے دشمنی کرے گا۔ وہ دنیا پر کبھی عزت نہیں پا سکتا بات یزید کی رہ گئی یہی قافلہ چلتا چلتا یزید کے پاس پہنچا میں صاف الفاظ میں یہ بات کہوں گا، ہاں ہاں یہ سارا کام ہوا تو یزید کے دور میں ہوا کوفہ کا گورنر نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ تھا، جو اہل بیت کی شان کو سمجھتا تھا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو ہٹا کر کے ابن زیاد کو لایا تو یزید لایا اور دوسری بات یہ ہے مان لیا جائے کہ یزید کا اس معاملہ میں کوئی ہاتھ نہیں یزید کو اس بات کا پتہ نہیں تھا، پھر یارو جب سارا کچھ یزید کے سامنے آ گیا تھا جب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر یزید کے سامنے آ گیا تھا جب پتہ چل گیا تھا اس وقت اس کو چاہیے تھا کہ قتل کرنے والے کو سزا دی جائے، ابن زیاد کو سزا دی جائے لیکن تاریخ کی کوئی ایسی کتاب موجود نہیں کہ جس میں یہ موجود ہو کہ یزید نے ان ظالموں کو سزا دی ہو یا یزید نے ابن زیاد کو سزا دی ہو۔

لہٰذا اسی حوالے کے ساتھ کسی کو جنتی کہنا یا جہنمی کہنا میرے بس میں نہیں، میں نہیں کہہ سکتا لیکن جہاں تک پیار کا تعلق ہے، جہاں تک محبت کا تعلق ہے میں اپنے آپ کو حسینی کہلواؤں گا یزیدی نہیں کہلواؤں گا، مجھے حسین رضی اللہ عنہ سے پیار ہے حسین رضی اللہ عنہ سے پیار کروں گا حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کروں گا، اور میرا دعویٰ ہے جو حسین رضی اللہ عنہ سے پیار نہیں کرتا وہ آدمی لعنتی ہے جو اہل بیت سے پیار نہیں کرتا وہ آدمی کبھی بھی جنت میں نہیں جا سکتا، اللہ تعالیٰ اہل بیت کی محبت کو اہل بیت کے پیار کر سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



حقوق العباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ﴾ (الحجرات: ۱۱)

وَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فِيْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ:

﴿وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ﴾ (الحجرات: ۱۲)

ہر قسم کی حمد و ثناء اللہ جل شانہ کی ذات اقدس کے لیے ہے۔ درود وسلام آقائے کائنات سید الاولین، والآخرین، امام اعظم، امام کائنات، امام المرسلین امام المجاہدین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس، اطہر، اعلیٰ و بالا کے لیے ہوں۔

حضرات ذی وقار: آج کے خطبہ جمعۃ المبارک کا عنوان عملی لحاظ سے بڑا اہم عنوان ہے اور اس عنوان کو عملی جامہ پہنانے کی ہمارے معاشرے میں اتنی ضرورت ہے کہ اگر انسان کو انسان کے حقوق کا پتہ چل جائے، تو ہمارے معاشرے کی ہر قسم کی بیماری ختم ہوسکتی ہے۔

حقوق العباد یہ اتنا لمبا اور طویل موضوع ہے کہ اس کے ضمن اور اس کے زمرے میں کائنات کا ہر عمومی اور خصوصی شخص آجاتا ہے اور اخوت اور رواداری کا اسلامی صحیح تقاضا جو نسو میں کتاب السنہ نے بیان کیا ہے۔ اس کا نام حقیقت میں حقوق العباد ہے۔ حقوق العباد میں والدین کے حقوق بھی شامل ہیں۔

حقوق العباد میں اولاد کے حقوق بھی شامل ہیں۔ حقوق العباد میں حقوق زوجین بھی

شامل ہیں۔ حقوق العباد میں پڑوسیوں کے حقوق بھی شامل ہیں۔ الغرض اتنا طویل اور اتنا لمبا موضوع ہے۔ میں ان شاء اللہ کوشش کروں گا کہ اتنے طویل موضوع کو مختصر کر کے اور جامع طور پر قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کروں۔ میری دعا ہے کہ میں جو کچھ بیان کروں۔ اللہ کریم ﷺ میرے سمیت ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین اور یقین جانیں اگر آج کا عنوان بیان کرنے کے بعد میرے سمیت ہم جتنے سننے والے موجود ہیں۔ اگر ہم عمل کرنا شروع کر دیں تو یقین جانیں۔ ہماری روزیوں میں برکتیں آ جائیں گی۔ ہمارے گھروں کی پریشانیاں ختم ہو جائیں گی۔

کیوں؟ جب انسان انسان کا احساس کرے گا، اس وقت کائنات کا رب خود ہی تمہارا احساس کرے گا، جب انسان انسان کا احساس ہی نہیں کرتا، جب بندہ بندے کی قدر ہی نہیں جانتا تو پھر کائنات کا رب بھی ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا، فرمایا:

((مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ))

جو انسان لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا، اس نے رب کا کیا شکریہ ادا کرنا ہے؟ قرآن کریم کی سورۂ حجرات ایک ایسی جامع سورت ہے کہ جس میں اللہ رب العزت نے صرف اور صرف آداب معاشرت بیان کیے ہیں۔ زندگی گذارنے کے آداب بیان کیے ہیں۔ آؤ ذرا اس کی روشنی میں حقوق العباد کو سمجھتے جائیں۔ اللہ کریم سے دعا ہے اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں سن سنا کر عمل کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

الٰہ العالمین نے فرمایا: پروردگار عالم کا قرآن بیان کر رہا ہے۔ فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ﴾ (الحجرات: ۱۱)

فرمایا: اے ایمان والو! جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر یقین رکھنے والے ہیں، وہ ذرا سنیں! میرے مالک کیا آرڈر کرنا چاہتے ہو؟ فرمایا:

﴿لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ﴾

تم میں سے کوئی بندہ کسی دوسرے بندے کا مذاق نہ اڑایا کرے، تم میں سے کوئی بندہ کسی دوسرے کو کم تر اور حقیر نہ سمجھا کرے۔ بلکہ اس طرح سمجھو کہ یہ مجھ سے زیادہ عزت والا ہے۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، جو آدمی زیادہ نیچا ہو کر رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو زیادہ اونچا کر دیتے ہیں اور جو دنیا پر زیادہ اکڑ کر چلتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں آتا ہے، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: کل قیامت والے دن اللہ تعالیٰ اس کو چیونٹی جتنی جسامت عطا کرے گا، وہ آدمی جو دنیا پر بڑا اکڑ کر کے اور متکبر بن کر کے چلا کرتا تھا۔ اس کا چیونٹی جتنا قد ہوگا اور لوگوں کے پاؤں کے نیچے ٹھوکریں کھاتا پھرے گا۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ کو وہ انسان پسند ہے، جو نیچا ہو کر کے رہتا ہے۔ عاجزی اور انکساری میں رہتا ہے۔

فرمایا: ہر آدمی کو اپنے سے اچھا سمجھا کرو اور ایک دوسرے کے ساتھ مذاق نہ کیا کرو، ہوسکتا ہے جس سے تم مذاق کر رہے ہو، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم سے زیادہ شان والا ہو، ہوسکتا ہے رب کو وہ تم سے زیادہ اچھا لگتا ہو۔ اس لیے فرمایا: کائنات والو! کوئی انسان کسی دوسرے انسان کو مذاق نہ کرے۔

صحیح بخاری کی پہلی جلد میں یہ روایت موجود ہے، کتاب الایمان کے صفحہ ۶ پر یہ روایت موجود ہے۔ میرے اور تمہارے پیرومرشد جناب محمد ﷺ تشریف فرما ہیں، میرے آقا علیہ السلام کا ایک صحابی چلتا چلتا آ گیا اور عرض کرتا ہے، سوہنیا!

((اَیُّ الْاِیْمَانِ اَفْضَلُ))

محبوب علیہ السلام سب سے اچھا ایمان کونسا ہوتا ہے؟ سب سے اچھا مومن انسان کون ہے؟ یہ صفتیں نوٹ کر لیں۔ یہ ذرا دل کی تختیوں پر نوٹ کر کے لے جائیں، میرے آقا علیہ السلام کا بتایا ہوا فارمولہ کیا ہے؟ پوچھا محبوب علیہ السلام پوری کائنات میں سے سب سے اچھا مومن انسان کون ہے؟ ایمان دار کونسا انسان ہے؟ میرے نبی کریم ﷺ نے دو جملوں میں سارا سمندر بند کر کے رکھ دیا۔ میں اپنے محبوب علیہ السلام کی حکمتوں پر قربان جاؤں۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں:

((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ))

فرمایا: میرے صحابی! ساری کائنات سے افضل مومن وہ آدمی ہے جس کی زبان سے دوسرا مسلمان بچا رہے اور جس کے ہاتھ سے بھی دوسرا مسلمان بچا رہے۔ اب میرے آقا علیہ السلام نے قانون بنا دیا۔ آمنہ کے دریتیم علیہ السلام نے وزن لگا دیا، اگر مومن کی تلاش کرنی ہو تو دو صفتیں دیکھ لو۔

یہ تم جتنے بھی آ کر کے بیٹھے ہو۔ ہر آدمی کہے گا میں ایمان دار ہوں، میں مومن ہوں، میں اپنے سب بھائیوں سے الگ الگ پوچھتا ہوں، میرا ہر بھائی یہی کہے گا میں مسلمان ہوں، میں ایمان دار ہوں۔ لیکن میرے نبی کریم ﷺ نے ایمان دار کس کو کہا ہے؟ آمنہ کے دریتیم علیہ السلام نے مسلمان کس کو کہا ہے؟ ذرا سوچنا کہ تم میرے آقا علیہ السلام کی زبان کے مطابق مسلمان بنتے ہو کہ نہیں بنتے، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں،

((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ))

فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کی زبان سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے، محبوب زبان سے محفوظ رہنے کا کیا معنیٰ ہے؟ فرمایا: زبان سے غلط باتیں نہ کیا کرے، اپنی زبان سے جھوٹ نہ بولا کرے، اپنی زبان سے غلط بیانی نہ کیا کرے۔

ایک دوسری حدیث میں صحیح مسلم کی روایت ہے:

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، منافق کی تین نشانیاں ہیں:

((اِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ))

وعدہ کرے تو وعدے کی خلاف ورزی کرتا ہے۔

((وَاِذَا اُتُمِنَ خَانَ))

جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے۔

((وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ))

اگر کبھی غصہ آ جاتا ہے تو منافق آدمی غصے میں آ کر کے ماں بہن کی گالیاں نکالنے

لگ پڑتا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ میرے نبی ﷺ کی حدیث کے مطابق منافق وہ آدمی ہے جو غصے میں گالی نکالے، اور جو بغیر غصے کے ہی گالیاں نکالتا پھرے، بتاؤ! اس کا درجہ کہاں جائے گا؟ جو بغیر کسی وجہ کے گالیاں نکالتا رہے، آج ہمارے مسلمانوں کا رواج بن گیا ہے، بات کرنی ہے تو ساتھ گالی نکالنی ہے۔ کسی کو بلانا ہے تو ساتھ گالی نکالنی ہے۔ اے یار! تم رات کو آئے نہیں ہو، ساتھ ہی ماں کی گالی دے دی، رات کو تم مجھے ملے نہیں ہو، ساتھ بہن کی گالی دے دی۔ اللہ کی قسم اٹھا کر کے کہتا ہوں، میرے آقا علیہ السلام کی حدیث کے مطابق وہ آدمی مومن ہو ہی نہیں سکتا جو زبان سے گالیاں نکالتا ہے۔

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: جب کوئی انسان کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے، جب کوئی انسان کسی کی گھر بیٹھی بیٹی کو گالی دیتا ہے۔ وہ بلاوجہ کسی کی بیٹی کو برا کہتا ہے۔ آسمانوں والا رب وہی گالی اٹھا کر کے اس کی ماں کی طرف لگا دیتا ہے۔ وہی گالی اٹھا کر کے اس کے گھر کی طرف لگا دی جاتی ہے۔ جو آدمی زبان سے گالیاں نکالتا ہے اور آگے فرمایا:

((وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ))

فرمایا: جو آدمی منافق ہے، وہ جب بولتا ہے زبان سے جھوٹ ہی بولتا ہے، جب بات کرتا ہے زبان سے جھوٹی بات ہی کرتا ہے۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: اپنی زبان سے جھوٹ نہ بولو، تاکہ دوسرا آدمی تم سے پریشان نہ ہو، تاکہ دوسرے آدمی کو تم سے تکلیف نہ ہو۔ اور فرمایا: زبان سے کسی کو طعنہ بھی نہیں دینا۔ زبان سے کسی کی غیبت اور چغلی بھی نہیں کرنی ہے۔ معراج کی رات ہے، میرے آقا علیہ السلام نے خود فرمایا، ابوداؤد کی روایت ہے، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: کائنات والو! میں معراج کی رات آسمانوں پہ گیا۔ کائنات کے رب نے مجھے جنت بھی دکھائی اور دوزخ بھی دکھائی۔ فرمایا: میں دوزخ دیکھ رہا تھا اور میں نے کیا دیکھا؟ کچھ ایسے آدمی تھے، فرشتے لوہے کے چھرے لے کر کے ان کی وراچھ کو ڈال کر کے گدی تک چیر دیتے تھے، ادھر سے چیر دیتے، ادھر سے چھرا لے کر کے فرشتہ دوسری طرف آ جاتا اور یہاں سے لے کر کے گدی تک چیر

دیتا۔ اتنی دیر میں یہ وراچھ درست ہو جاتی، میں نے پوچھا، اے جبرائیل! (علیہ السلام) یہ کونسے ظالم لوگ ہیں؟ فرمایا: محبوب یہ آپ ﷺ کی امت کے وہ بدنصیب ہیں، جو دنیا پر چغلی کیا کرتے تھے۔ جو دنیا پر اس کی باتیں اس کے آگے اور اس کی باتیں اس کے آگے کیا کرتے تھے۔ چغلی کس کو کہا جاتا ہے؟ چغلی اس کو کہا جاتا ہے، ایک آدمی میں ایک بات پائی نہیں جاتی، وہ ایک کام اس نے کیا ہی نہیں مگر ایسے ہی اس پر لگا دیا جائے کہ فلاں آدمی اس طرح کرتا ہے، فلاں اس طرح کرتا ہے، اور غیبت سن لو غیبت کس کو کہا جاتا ہے؟

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: ایک آدمی میں برائی پائی جاتی ہے، ایک آدمی میں گناہ پایا جاتا ہے اور وہ آدمی مجلس میں موجود نہیں، ایک آدمی مجلس میں کھڑے ہو کر کے کہتا ہے۔ یار! فلاں آدمی جو ہے وہ یہ برائی کرتا ہے، یہ گناہ کرتا ہے۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، چاہے وہ آدمی یہ کر ہی رہا ہے لیکن اگر اس نے اس کی پیٹھ پیچھے یہ بات کی ہے تو کائنات کے رب نے اس آدمی کی غیبت لکھ دی ہے اور غیبت کا گناہ نوٹ کریں۔ فرمایا:

﴿وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا﴾ (الحجرات: ۱۲)

اگلے جملے پر غور کریں:

﴿اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا﴾ (الحجرات: ۱۲)

فرمایا: کیا تم میں سے کوئی آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کا بھائی مردہ پڑا ہو اور یہ اپنے بھائی کا مردہ جسم چبانا شروع کر دے، کوئی آدمی یہ پسند نہیں کرتا، فرمایا: جو آدمی غیبت کرتا ہے، وہ اس طرح ہے جیسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھا رہا ہے، قرآن کہتا ہے، میں نہیں کہہ رہا ہوں۔ ابوداؤد میں یہ روایت موجود ہے، میرے آقا علیہ السلام معراج کی رات آسمانوں پر گئے، کیا دیکھا؟

آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: جب میں گیا تو مجھے کچھ مرد اور عورتیں نظر آئیں، ان کے پاس فرشتے کھڑے ہوئے ہیں اور فرشتوں نے اپنے ہاتھوں میں لوہے کے آلے پکڑے

ہوئے ہیں، وہ ان کے پہلو کاٹ کاٹ کر کے ان کو دے رہے ہیں اور ان کے ہاتھوں پر رکھ رہے ہیں اور ہاتھوں پر رکھ کر کے ان کا اپنا ہی گوشت خود ہی کھانے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ اگر کوئی نہیں کھاتا تو میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: اسے مارا جا رہا ہے، مارا جا رہا ہے۔ میں نے پوچھا جبرائیل (علیہ السلام)! یہ کون سے بدنصیب لوگ ہیں؟ فرمایا: محبوب یہ آپ علیہ السلام کی امت کے وہ بندے ہیں، جو اپنے مسلمان بھائیوں کی غیبتیں کیا کرتے تھے۔ حقوق العباد کا ایک اہم مسئلہ یہ بھی ہے۔ اپنی زبان سے کسی کی غیبت نہ کیا کرو، اپنے کسی مسلمان بھائی کو پریشان نہ کیا کرو، ایک اور روایت ذرا سن لیں۔

مسند ابوداؤد طیالسی کی روایت ہے، سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ میرے آقا علیہ السلام کے بڑے پیارے صحابی ہیں، میرے آقا علیہ السلام کے پاس آئے، عرض کرتے ہیں، محبوب علیہ السلام میں نے زنا کرلیا ہے، یار وہ کیسے لوگ تھے؟ جو برائی کرنے کے بعد اپنے آپ کو خود پیش کر دیا کرتے تھے، کہا محبوب علیہ السلام میں نے زنا کرلیا ہے۔ میں بدکاری کر بیٹھا ہوں۔ میرے آقا علیہ السلام نے اس کی طرف سے منہ پھیرلیا۔ یہ آدمی پھر دوسری طرف سے آ گیا۔ میرے آقا علیہ السلام نے پھر منہ پھیرلیا۔ یہ دوسری طرف سے آ گیا عرض کرتا ہے، محبوب علیہ السلام میں بدکاری کر کے آیا ہوں، میں زنا کاریاں کر کے آیا ہوں۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں تمہیں زنا کا پتہ ہے زنا کس کو کہا جاتا ہے؟ ہاں محبوب علیہ السلام میں جانتا ہوں، زنا کس کو کہا جاتا ہے؟ محبوب علیہ السلام میں زنا کر کے آیا ہوں، میں ایک عورت کے ساتھ خلوت اختیار کر کے آیا ہوں، میرے آقا علیہ السلام نے تین بار اس سے اقرار کروایا جب تین بار اس آدمی نے اقرار کر دیا تو میرے محبوب علیہ السلام فرماتے ہیں: میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) اس کو لے جاؤ اور لے جا کر کے زمین میں گاڑھ کر پتھر مار مار کر کے اس کو رجم کر دو، میرے آقا علیہ السلام کے اس صحابی کو لے جایا گیا، رجم کر دیا گیا، پتھر مار مار کر سنگسار کر دیا گیا، جب جسم سے جان نکل گئی تو میرے آقا علیہ السلام کے دو صحابی آپس میں باتیں کرتے ہیں۔

کہتے ہیں: یہ کس طرح کا آدمی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اس کے زنا پر جو پردہ ڈالا تھا،

اس نے ایسے ہی اپنا پردہ اٹھا دیا ہے۔ بھلا زنا کیا تھا تو کیا ہوا؟ اللہ کریم سے معافیاں مانگ لیتا، اسی طرح دن گزار لیتا۔ اللہ کریم اس کو معاف کر دیتے، اس نے اپنی زبان سے اپنے زنا کا پردہ خود ہی اٹھایا ہے، اب دیکھو کتنی بری موت مر رہا ہے؟ ہم نے پتھر مار مار کر مارا ہے۔ میرے آقا علیہ السلام نے بات سن لی اور میرے محبوب علیہ السلام خاموش ہو گئے، اس طرح قافلہ جا رہا ہے۔ دوستو ذرا غور کرو، اللہ کریم کی قسم اٹھا کر کے کہتا ہوں۔ یہ وہ گناہ ہے جو ہر روز ہم پتہ نہیں کتنی دفعہ کر لیتے ہیں۔ ذرا نوٹ کرتے جاؤ۔ میرے آقا علیہ السلام کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قافلہ جا رہا ہے۔ مسند ابوداؤد طیالسی کی روایت ہے۔ اس طرح راستے سے ہٹ کر کے ایک گندا گدھا مرا ہوا ہے اور اس گدھے میں سے گندی بدبوئیں آ رہی ہیں۔

میرے آقا علیہ السلام اس گدھے کے پاس جا کر کے کھڑے ہو گئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حیران اور پریشان ہو گئے۔ محبوب علیہ السلام اس کے پاس سے تو گزرا نہیں جاتا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آ کر کے کھڑے ہو گئے ہیں؟ فرمایا:

((اَیْنَ فُلَانُ ابْنُ فُلَانٍ اَیْنَ فُلَانُ ابْنُ فُلَان))

فلاں کہاں ہے؟ فلاں کہاں ہے؟ دونوں آ کر کے میرے آقا علیہ السلام کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، جانتے ہو یہ کیا مرا ہوا ہے؟ محبوب جی گدھا مرا ہوا ہے اور گندی بدبوئیں آ رہی ہیں۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، اس طرح کرو ذرا مجھے اس مردہ گدھے کا گوشت تو کھا کر کے دکھاؤ، صحابی! اس طرح کانپنا شروع ہو گئے۔ محبوب سوہنیا! گندا گدھا ہے اور اس میں سے مردار کی گندی بدبوئیں آ رہی ہیں۔ سوہنیا! اس کو کھانا تو دور کی بات ہے، اس کے پاس سے تو گزرنے کو دل نہیں کرتا۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) اس گدھے کا گوشت تو کھا کر کے دکھاؤ۔

عرضیں کرتے ہیں: آقا علیہ السلام اس میں سے تو بدبوئیں بہت زیادہ آتی ہیں، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) یہ اتنا برا کام نہیں، جتنا برا کام تم پہلے کر کے آئے

ہو، تم کہتے تھے وہ آدمی بڑی بری موت مر گیا، مگر میں محمد (ﷺ) اللہ کی قسم اٹھا کر کے کہتا ہوں۔ میرا وہ صحابی تو جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔

فرمایا: تم کہتے ہو وہ بری موت مر گیا وہ تو جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔ کیا فرمایا؟ تم کسی کو حقیر نہ جانو، کیوں؟ تمہیں نہیں پتہ کہ ہو سکتا ہے، وہ تم سے اچھا ہو۔ حالانکہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا سمجھا؟ زنا کاری کی ہے، بڑا گندہ آدمی ہے لیکن دیکھو میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا: وہ گندا نہیں، وہ تو جنتی نواب بن گیا ہے۔

آج تم گالی دو اور ساتھ کہو، میں نمازی ہوں، میں تہجد گزار ہوں، وقت سے پہلے مسجد میں جاتا ہوں۔ لیکن اس نے کبھی مسجد کا منہ نہیں دیکھا۔ نہ خود پڑھتا ہے، نہ باپ پڑھتا ہے۔ نہ بیٹا پڑھتا ہے۔ اس کو میں نے گالی دے لی ہے تو کیا ہوا؟ میں تہجد گزار ہوں۔ اپنی نمازوں پر فخر کرنا چھوڑ دو، اپنے سجدوں پر فخر کرنا چھوڑ دو، اللہ کریم کی قسم اٹھا کر کے کہتا ہوں، کائنات کا رب دلوں کے معاملات کو جانتا ہے۔ نہ اپنی نمازوں پر فخر کیا کرو، پڑھا کرو مگر کسی کا دل بھی نہ دکھایا کرو، کسی کا دل دکھانا بڑی بری بات ہے۔ کسی کا دل نہ دکھاؤ اللہ کریم کی قسم اٹھا کر کے کہتا ہوں، کسی کا دل دکھاؤ گے، دل دکھانے والے آدمی پر تو رب بھی ناراض ہو جایا کرتا ہے۔ اللہ اکبر اللہ

ذرا غور کریں، میرے اور تمہارے پیرو مرشد جناب محمد ﷺ نے فرمایا: کل قیامت کا دن ہوگا، اللہ کریم کی عدالت لگی ہوگی۔ اللہ کریم کے سامنے ایک آدمی کو لا کر کے کھڑا کر دیا جائے گا، اللہ کریم فرمائیں گے۔ ذرا میرے اس بندے کی نیکیاں تو لے کر آؤ۔ اس کی نیکیاں لا کر کے رکھ دی جائیں گی۔ طبرانی میں یہ حدیث موجود ہے۔ یہ اپنی نیکیوں کے بڑے بڑے ڈھیر دیکھے گا، ادھر دیکھے گا نیکیاں ہی نیکیاں ہوں گی، ادھر دیکھے گا نیکیاں ہی نیکیاں ہوں گی۔ تو یہ آدمی خوش ہو کر کے کہے گا۔ اے میرے رب یہ کس کی نیکیاں ہیں؟ اللہ کریم فرمائیں گے: اے میرے بندے! یہ سب تمہاری نیکیاں ہیں۔ وہ کہے گا: میرے رب پھر مجھے جنت کا ٹکٹ دے دو، میں جنت میں چلا جاؤں۔ اللہ کریم

فرمائیں گے، اے میرے بندے! بتاؤ اپنی نیکیوں کے ساتھ جنت میں جانا ہے یا میری رحمت سے جنت میں جانا ہے؟ یہ زبان سے کہہ بیٹھے گا، اللہ سوہنیا! میری تو نیکیاں ہی بہت زیادہ ہیں، مجھے تمہاری رحمت کی کیا ضرورت ہے؟

اللہ کریم فرمائیں گے: میرے بندے! ذرا سوچ لے، کہے گا: میرے رب میری تو نیکیاں ہی بہت زیادہ ہیں، اللہ کریم اپنے فرشتوں کو حکم دیں گے۔ فرشتے اس کی ایک آنکھ نکال لیں گے اور آنکھ نکال کر ایک پلڑے میں رکھ دیں گے۔ پوری کائنات میں کی جانے والی اس کی ساری نیکیاں ایک طرف ہوں گی۔ ایک آنکھ ایک طرف رکھی جائے گی۔ اس کی ساری نیکیاں کم ہو جائیں گی اور اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت آنکھ کا وزن بڑھ جائے گا۔ اللہ رب العزت فرمائیں گے: میرے بندے! تم کہتے ہو میں نے نیکیوں کے ساتھ جنت میں جانا ہے، تم نے تو ابھی تک میری عطا کردہ ایک آنکھ کا حق بھی ادا نہیں کیا۔ اللہ اکبر اللہ

نیکیوں پر فخر نہیں کرنا چاہیے، نمازوں پر فخر نہیں کرنا چاہیے۔ یہ رب تعالیٰ ہی ہر چیز عطا کرنے والا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں ؎

اج بندیا توں رب ولوں ناطہ توڑیا
جنے تیرا اک اک جوڑ جوڑیا
اکھاں وچ موتی جڑے گول گول نیں
سارے اختیار میرے اللہ کول نیں
دیکھو یارو رب نے کمال کر چھڈیا
اک اک دانے وچوں سٹا کڈیا
زمیندار کھٹے کیتی جاندے بول نیں
سارے اختیار میرے اللہ کول نیں

میرے اور تمہارے پیرومرشد جناب محمد ﷺ نے فرمایا: کائنات والو! مسلمان وہ

ہے جس کی زبان سے دوسرا مسلمان محفوظ رہ سکے، آگے فرمایا:

((مِنْ لِّسَانِہٖ وَيَدِهٖ))

مسلمان وہ آدمی ہے، جس کے ہاتھوں سے بھی دوسرا محفوظ رہ سکے، کیا معنیٰ ہے؟ ہاتھ کے ساتھ کسی آدمی پر ظلم نہیں کرنا، کسی آدمی پر زیادتیاں نہیں کرنی ہیں۔ اگر تمہارا غلام ہے تب بھی اس سے پیار کرو، اگر تمہاری لونڈی ہے تب بھی اس سے پیار کرو، اگر تمہارا مزدور ہے تب بھی اس کا خیال کرو۔ الله اکبر الله

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: کائنات والو! اپنے مزدوروں پر زیادہ بوجھ نہ ڈالا کرو، مزدوروں سے اتنا ہی کام لیا کرو، جتنی ان کی طاقتیں ہوں۔ اپنے غلاموں پر اتنا ہی بوجھ ڈالا کرو، جتنی ان میں طاقتیں ہوں۔

میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تھے، یہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے میرے محبوب علیہ السلام کے پاس آ گئے۔ ابھی چھوٹے سے تھے اور جب اپنے علاقے سے گم ہو گئے، ماں باپ ان کو ڈھونڈتے رہے، مگر سیدنا زید رضی اللہ عنہ میرے محبوب علیہ السلام کے پاس آ گئے، ماں باپ کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے کئی سال گزر گئے۔

یارو! بیٹے گم ہو جائیں تو ماں باپ کو کیسے سکون آ سکتا ہے؟ کہنے والا کہتا ہے ؎

ہتھیں دفن کریے جناں نوں تے تھی اوآس دلاں دی
وچھڑ گیاں دی تانگ ہمیشہ تے آس ملن دی آ رہندی

بیٹا فوت ہو جائے تو ہم ہاتھوں سے دفنا کر کے آ جاتے ہیں، مگر جب بیٹا گم ہو جائے، ماں لقمہ اٹھا کر کے منہ میں ڈالنا چاہتی ہے، مگر پھر خیال آ جاتا ہے، پتہ نہیں میرے لال کو کچھ کھانے کو ملا ہوگا کہ نہیں؟ ہاتھ سے لقمہ زمین پر جا گرتا ہے۔ باپ اپنی چارپائی پر آ کر کے لیٹتا ہے۔ خیال آتا ہے، پتہ نہیں میرے لال کو سونے کے لیے بستر بھی ملا ہوگا کہ نہیں؟ جو بچھڑ جائیں ان کی یادیں بڑا ستایا کرتی ہیں۔

سیدنا زید رضی اللہ عنہ کے والد بڑے امیر آدمی تھے۔ یہ ڈھونڈتے رہے اور سیدنا زید رضی اللہ عنہ

میرے آقا علیہ السلام کے غلام بن کر کے آ گئے۔ بہت سے سال گزر گئے۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ میرے آقا علیہ السلام کے پاس رہتے رہتے جوان ہو گئے۔ باپ ڈھونڈتا ڈھونڈتا مدینہ منورہ میں آ گیا بتانے والوں نے بتایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس تمہارا بیٹا غلام بن کر رہ رہا ہے۔ یہ میرے آقا علیہ السلام کے پاس آیا اور آ کر میرے محبوب علیہ السلام سے ملا۔ عرض کرتا ہے محبوب میں آپ کے غلام زید کا باپ ہوں۔ محبوب علیہ السلام مجھے کئی سال ہو گئے ہیں، میں اپنے بیٹے کا چہرہ دیکھنے سے ترسا ہوا ہوں۔ اس کی ماں کا اپنے بیٹے کے غم میں رو رو کر برا حال ہو گیا ہے۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: اے میرے زید ذرا باہر تو آؤ، سیدنا زید رضی اللہ عنہ باہر آئے، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: جانتے ہو یہ کون ہیں؟ کہا محبوب علیہ السلام یہ میرے ابو جان ہیں۔ اس طرح اپنے باپ سے گلے ملے ہیں۔ غور کریں، ذرا غور کریں۔ میرے آقا علیہ السلام نے غلاموں کے ساتھ سلوک کیسا کیا ہے؟ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ زید میں نے تمہیں اختیار دے دیا ہے۔ چاہو تو اپنے ماں باپ کی طرف چلے جاؤ، چاہو تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کالی کملی کے نیچے بیٹھے رہو۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے، کبھی اپنے باپ کی طرف دیکھتے ہیں، کئی سال ہو گئے ہیں باپ کا چہرہ نہیں دیکھا۔ کبھی میرے آقا علیہ السلام کے چہرے کی طرف دیکھتے ہیں۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ کی محبت نے جوش مارا، سیدنا زید رضی اللہ عنہ اپنی زبان میں سے بول کر کے کہتے ہیں۔ بابا جاؤ اور جا کر کے میری ماں کو سلام کہہ دینا، جا کر کے میری ماں کو بتا دینا کہ تمہارا بیٹا زندہ ہے اور جہاں تک جانے کی بات ہے۔ اے میرے ابو! میرے پاس لاکھوں آزادیاں ہوں تو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی پر ایک ایک قربان کر دوں۔ جتنا مزہ مجھے یہاں آتا ہے، اتنا مجھے کائنات کی کسی جگہ پر مزہ آتا ہی نہیں ہے۔ میرے آقا علیہ السلام نے غلاموں کے ساتھ اتنا اچھا سلوک کیا، میرے آقا علیہ السلام نے اپنے غلاموں کے ساتھ، اپنے ماتحتوں کے ساتھ اتنا اچھا سلوک کیا۔

حقوق العباد میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اپنے مزدوروں کا، اپنے غلاموں کا خیال کیا کرو، سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما ان کے پاس ایک لونڈی تھی، کالے سے رنگ کی لونڈی

ہے۔ بڑی خدمت گزار لونڈی ہے، ایک دن امام حسن رضی اللہ عنہ کے گھر میں مہمان آ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ مہمان نوازی کر رہے ہیں، کھانے کا وقت آیا، فرمایا: اے لونڈی جاؤ کھانا لے کر کے ان کے سامنے پیش کرو، امام حسن رضی اللہ عنہ کی لونڈی کھانا پیش کر رہی ہے، اس طرح کھانے والا برتن اٹھایا اور جب لے کر کے چلنے لگی۔ اچانک ہاتھ سے برتن گر گیا، اور سیدھا آ کر کے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے کپڑوں پر گرا، سارے کپڑے سالن کے ساتھ خراب ہو گئے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے اس طرح غصے بھری نگاہوں سے اپنی لونڈی کی طرف دیکھا، وہ لونڈی بڑی عقل مند تھی، بڑی سمجھدار تھی، اس کو ساتھ ہی رب کا قرآن یاد آ گیا، اللہ رب العزت کی قسم! قرآن چیز ہی ایسی ہے، بڑی بڑی مشکلات میں رب تعالیٰ کا قرآن پڑھا کرو۔

اللہ تعالیٰ تمہاری مشکلات دور کر دے گا، لیکن افسوس ہے تمہیں قرآن پاک پڑھنے کا ٹائم ہی نہیں ملتا، نہ نہ میرے بھائیو! اس رب تعالیٰ کی پیاری کتاب سے پیار کرو، یہ قرآن تعویذوں میں مڑ کر گلے میں ڈالنے کے لیے نہیں آیا، یہ قرآن کاغذوں پر لکھ کر کے بوتلوں میں بند کر کے گھونٹ لگانے کے لیے نہیں آیا۔ یہ قرآن دلہن کے سر پر رکھ کر کے نیچے سے گزارنے کے لیے نہیں آیا۔ یہ قرآن قسمیں اٹھانے کے لیے نہیں آیا بلکہ یہ قرآن آیا ہے، تو میرے اور تمہارے دل کا قرار بن کر آیا ہے۔ یہ قرآن آیا ہے تو اللہ کریم کا ذکر بن کر کے آیا ہے ؏

قرآن خدا دی قدرت دا کیسا انمول خزانہ اے
ہویا نازل کملی والے تے او نبیاں وچہ یگانہ اے
جبرائیل قرآن لیاندا رہیا، غاراں وچ آ کے پڑھاندا رہیا
میں پڑھیا نہیں کہیا پیغمبر، رب کہندا اے پڑھیا جانا اے
قرآن خدا دی قدرت دا کیا انمول خزانہ اے

اللہ اکبر اللہ! وہ لونڈی بڑی عقلمند تھی، اس نے دیکھا جب سیدنا حسن رضی اللہ عنہ غصے

میں آ گئے ہیں، اپنی زبان قرآن پڑھنا شروع کر دیتی ہے، کیا پڑھتی ہے؟

﴿وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ﴾ (ال عمران: ١٣٤)

اس کا معنیٰ یہ ہے، جو مسلمان ہوتے ہیں، وہ غصے کو پی جایا کرتے ہیں، جو رب کے پیارے ہوتے ہیں، وہ غصے کو پی جایا کرتے ہیں۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے قرآن سنا تو غصہ ختم ہو گیا، لونڈی بڑی عقلمند تھی، اس نے موقع کا فائدہ اٹھایا۔ ساتھ ہی آگے پڑھ دیا۔

﴿وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ﴾ (ال عمران: ١٣٤)

جو مومن ہوتے ہیں، وہ لوگوں سے اگر غلطیاں ہو جائیں تو معاف بھی کر دیا کرتے ہیں۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جاؤ میں نے تمھیں معاف کیا، اس لونڈی نے ایک اور فائدہ اٹھایا، اگلا جملہ ساتھ ہی پڑھ دیا۔ موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پڑھ دیا:

﴿وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (ال عمران: ١٣٤)

کائنات کا رب احسان کرنے والوں کو بہت زیادہ پسند کرتا ہے۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، جاؤ میں نے تمھیں معاف بھی کر دیا۔ اور آج کے بعد تمھیں آزاد بھی کر دیا۔ کہیں غصہ تھا، غصے کے بعد پیار آیا، کہاں پیار تھا اور پیار میں سے احسان آ گیا اور کہاں احسان تھا اور احسان سے اپنے غلاموں کو آزاد کر دیا۔

رب تعالیٰ کا قرآن سنا اور پتہ چلا کہ حقوق العباد کیا ہوتے ہیں؟ امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا، آج مزدور تمہارا ہو اور تم محنتیں ڈٹ کر کے کرواؤ، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: کبھی کبھی مزدور کے ساتھ خود بھی ہاتھ بٹا لیا کرو، تاریخ اسلام کتاب میں یہ بات موجود ہے۔ سید معین الدین ندوی رحمہ اللہ نے لکھی ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا دور ہے، ایک دن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ گشت کے لیے باہر نکلے تو کیا دیکھا؟ باہر دوسری طرف ایک عورت کے گھر میں چھوٹے چھوٹے بچے روئے جا رہے ہیں، دروازہ کھٹکھٹایا، پوچھا: اماں جی آپ کے بیٹے کیوں رو رہے ہیں؟ بی بی کہتی ہے: اللہ والے میرے بچوں کو کھانے کے لیے کچھ نہیں ملا، اس لیے رو رہے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ

اسی طرح رات کو واپس مدینہ میں بیت المال میں آئے، بیت المال کے انچارج کا نام اسلم ہے، اسلم نامی آدمی میرے پیارے عمر رضی اللہ عنہ کا غلام ہے، عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بیت المال میں میرے ساتھ آؤ اور اس بیت المال میں سے ایک آٹے کی، گندم کی بوری میری کمر پر رکھو، تاکہ میں لے کر جاؤں اور جا کر کے ان غریبوں کا سہارا بنوں۔ وہ کہتا ہے، جناب میں آپ کا غلام جو موجود ہوں، مجھے کہیں میں چھوڑ کر کے آتا ہوں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آج تو میرا بوجھ تم اٹھالو گے، بتاؤ قیامت والے دن میرا بوجھ کون اٹھائے گا؟ آج تو میرا وزن تم اٹھالو گے۔ بتاؤ قیامت والے دن میرا وزن کون اٹھائے گا؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام سے پیار کر کے دکھایا۔ اپنے غلام سے محبتیں کر کے دکھائیں۔ آؤ کائنات والو! پیار کرو آپس میں محبت کرو، ایک دوسرے کو گالی بھی نہ نکالا کرو، ایک دوسرے پر طعنہ بازی بھی نہ کیا کرو، اپنے غلاموں اور مزدوروں کا حق بھی نہ رکھا کرو، ان پر زیادتیاں بھی نہ کیا کرو، اپنے لین دین کے معاملات میں بھی پیار و محبت سے پیش آیا کرو، نہ زیادہ لو، نہ زیادہ دو، نہ کسی سے کم کرو، نہ کسی سے زیادتی کرو، جس کے ساتھ وعدہ کرو، اپنا وعدہ پورا کر کے دکھاؤ۔

صحیح بخاری میں یہ روایت موجود ہے، میرے آقا علیہ السلام نے واقعہ بیان فرمایا، فرمایا: میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کیا میں تمہیں دو مومنوں کا واقعہ نہ سناؤں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض کرتے ہیں، سوہنیا! کیوں نہیں سنائیں، یہ واقعہ ذرا غور سے سنیں اور دل کی تختیوں پر لکھ لیں۔

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) بنی اسرائیل کے دو آدمی تھے، ایک آدمی تجارت کے سلسلے میں کہیں باہر چلا گیا، وہاں جا کر کے اسے پیسوں کی ضرورت پڑ گئی، وہاں اس کا واقف کوئی نہیں جس سے پیسہ لے لیتا۔ ایک آدمی کا اس نے دروازہ کھٹکھٹایا، وہ گھر سے باہر آیا۔ یہ کہتا ہے یار میرا علاقہ بہت دور ہے، مجھے پیسوں کی ضرورت پڑ گئی ہے۔ یار مجھے کچھ پیسے دے دو، جب میرے پاس ہوں گے، میں تمہیں واپس کر دوں گا۔ وہ کہتا ہے تمہارا کوئی آدمی واقف ہی نہیں ہے۔ کوئی ضامن لے کر کے

آ ؤ، یہ آدمی کہتا ہے۔ اللہ اللہ یار چلو کوئی اور نہیں تو ہم رب تعالیٰ کو اپنا ضامن بنا لیتے ہیں، مجھے اور کوئی نہیں جانتا مگر کائنات کا رب تمہیں بھی جانتا ہے اور مجھے بھی جانتا ہے۔ ان دونوں نے رب تعالیٰ کو ضامن بنایا، اس اللہ کے بندے نے دینار لا کر کے اس کے ہاتھ پر رکھ دیئے، اس نے اپنی ضرورت کو پورا کیا اور وعدہ کیا۔ فلاں دن تم دریا کے کنارے پر آ جانا اور میں اپنے علاقے سے پیسے لا کر کے کنارے پر تمہیں دے کر کے چلا جاؤں گا۔ وہ دن آ گیا۔

پیسہ لینے والا آدمی آ کر کے کنارے پر کھڑا ہو گیا، کیوں؟ میرا مسلمان بھائی آنے والا ہے اور رقم دے کر کے جائے گا۔ ادھر سے اس نے بھی رقم تھیلی میں ڈالی اور دینار لے کر کے آ گیا۔ جب کنارے پر آیا تو آگے سے کوئی بیڑا، کوئی کشتی موجود نہیں ہے۔ شام تک اس نے انتظار کیا، جب شام کے قریب وقت ہو گیا تو دیکھا کوئی جانے والی سواری نہیں ہے۔ دل میں یہ کہتا ہے یار ضامن بھی رب کو بنایا ہے اور اگر آج پیسے واپس نہ کروں تو وہ آدمی دل میں کیا سوچے گا؟ کیا کرنا چاہیے؟ اس نے سوچا کیا؟ اس نے ایک لکڑی پکڑی، لکڑی میں سوراخ کیا اور سوراخ کر کے وہ دیناروں والی تھیلی اس لکڑی میں رکھ دی۔ آگے پیچھے سے اس لکڑی کو بند کر دیا، اندر خط لکھ کر کے رکھ دیا۔ اللہ کے بندے مجھے آنے کے لیے کوئی چیز یا سواری نہیں ملی اور میں نے کائنات کے رب کو ضامن بنایا تھا، تو میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے یہ تھیلی بھیج رہا ہوں، اگر تمہیں یہ تھیلی مل جائے تو الحمد للہ اور اگر کسی اور جگہ چلی جائے تو تب بھی جیسے اللہ کریم کو منظور ہے۔

ادھر سے اس نے لکڑی میں تھیلی بند کی اور دریا میں بہا دی۔ ادھر وہ اللہ کا بندہ انتظار کر رہا ہے۔ میرا بھائی آئے گا، تو پیسے دے کر کے جائے گا، اس نے بھی شام تک انتظار کیا، دیکھا کوئی نہیں آیا۔ جب واپس جانے لگا تو وہ لکڑی چلتی چلتی اس کے قریب آ گئی۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، کائنات کے رب نے اس کے دماغ میں بات ڈالی کہ چلو پیسے نہیں ملے تو کیا ہوا؟ چلو گھر جاتے جاتے یہ لکڑی لے کر کے چلا جاؤں۔ لکڑی

لے کر کے جاؤں گا تو ایندھن بنا کر کے ہم گزارہ کریں گے، لکڑی اٹھائی کندھوں پر رکھی اور سفر شروع کر دیا۔ جب گھر پہنچا تو کلہاڑا ہاتھ میں پکڑا، جب زور سے لکڑی کے اوپر مارا تو دینار چھن چھن کر کے صحن میں بکھر گئے۔ ساتھ یہ دینار اٹھار ہا ہے۔ ساتھ چٹھی پڑھ رہا ہے۔ اے اللہ کے بندے! میں کسی مجبوری کی وجہ سے تم تک نہیں پہنچ سکا، یہ میں نے رب کو ضامن بنا کر کے، اللہ تعالیٰ کے سپرد کے تمہاری طرف بھیج رہا ہوں۔ اے اللہ کے بندے! اللہ تعالیٰ تم تک یہ پہنچا دے گا، اس نے آسمانوں کی طرف ہاتھ اٹھائے ہیں اور کہتا ہے۔ اے میرے رب تمہیں ضامن بنانے والا آدمی دیکھو کتنا کامیاب ہو رہا ہے؟ جو آدمی رب تعالیٰ کو ضامن بنا لے، جو آدمی کہہ دے کہ میرے نقصان اور نفع کا مالک اللہ تعالیٰ ہے، جو آدمی کہہ دے میری مصیبت میں میری مدد کرے گا تو میرا رب کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کے کہتا ہوں۔ یہ دنیا کی کسی کتاب میں نہیں لکھا کہ اللہ تعالیٰ پھر اس کی مدد نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اس آدمی کی ضرور مدد کرتا ہے، جو مصیبت کے موقع پر اپنے رب کو یاد کرتا ہے۔ آؤ کائنات والو! کوئی مسئلہ بن جائے، کوئی جھگڑا پیش آ جائے تو میرے رب کو یاد کیا کرو، اللہ تعالیٰ کی قسم ہے تم رب سے بے وفائیاں کر سکتے ہو، مگر رب تم سے بے وفائیاں نہیں کرتا، تم چالیس چالیس سال اس کے در کا کھا کر کے غیروں کی طرف جا سکتے ہو۔ مگر وہ تم کو بڑھاپے میں بھی کہتا ہے، اے سفید بالوں والے اب ہی میرے در پر آ جاؤ، ایک بار آ کر رو کر مانگو تو سہی اگر میں نے تمہاری خطاؤں کو معاف نہ کر دیا۔ تو مجھے رب کس نے کہنا ہے؟ اپنی مشکل کے وقت پکارو تو اپنے رب کو پکارو، اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کے کہتا ہوں۔ منبر پر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کے قرآن پر ہاتھ رکھ کر کے کہتا ہوں۔ انسان پر جتنی بھی بڑی مشکل آ جائے، انسان کا دل یہی کہے کہ میرا رب میری مدد کرے گا، اللہ تعالیٰ اس آدمی کی ضرور مدد کر دیتا ہے۔ اس آدمی نے ضامن کائنات کے رب کو بنایا اور رب نے اس آدمی کا کام پورا کر کے دکھا دیا۔ آؤ کائنات والو! وعدہ کرو تو پورا کرو، کسی کے ساتھ لین دین کرو تو اس میں پورے اترا کرو، کیونکہ

مسلمان کا مسلمان پر حق ہے کہ وہ اس کے ساتھ دغا نہ کیا کرے، اس کے ساتھ دھوکے بازی نہ کیا کرے۔ یہ صحیح بخاری کی ایک اور روایت سنیں اور بات ختم کریں۔

میرے اور تمہارے پیرومرشد جناب محمد ﷺ نے فرمایا: کائنات والو! بنی اسرائیل کے دو آدمی تھے، تم لوگوں کی کہانیاں سنتے ہو۔ ہم کہتے ہیں یار جو ہمارے بزرگ تھے، وہ بڑی پیاری کہانیاں سنایا کرتے تھے، آج آمنہ کے دریتیم علیہ السلام کی زبان میں سے نکلنے والی سچی کہانیاں نوٹ کر کے لے جاؤ، اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو سنایا کرو، میری مائیں بہنیں میرے آقا علیہ السلام کی بتائی ہوئی باتیں اپنی بیٹیوں کو سنایا کریں۔

آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: دو آدمیوں نے آپس میں سودا کیا، ایک نے زمین بیچی اور دوسرے نے خریدی، خریدنے والا بھی رب کا پیارا ہے، لینے والا بھی رب کا پیارا ہے۔ فروخت کرنے والا بھی رب کا پیارا ہے، اس نے زمین کے پیسے لیے، اپنی جیب میں ڈالے اور چل دیا اور جس نے زمین خریدی ہے۔ اس نے زمین کو فصل کے لیے تیار کرنا شروع کر دیا۔ آخر کار زمین میں ہل لگائے ہل کے ساتھ سونے کا بھرا ہوا مٹکا باہر آ گیا۔ اس نے دیکھا سونے کا بھرا ہوا مٹکا ہے۔ یہ سونے کا مٹکا ہے۔

اور ہمارے مسلمانوں کا ایمان ایک روپے سے پھر جاتا ہے۔ نیچے ایک روپے پڑا ہو، اوپر پاؤں رکھ لیتے ہیں کوئی نہ دیکھے تو تب اٹھائیں گے۔ اللہ اکبر اللہ اس نے یہ سونے سے بھرا ہوا مٹکا ہاتھوں پر اٹھایا ہے، اس نے یہ نہیں سوچا کہ اس کو چھپا لیتا ہوں۔

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: اس نے ہل چلانا بند کر دیا، اپنے کاروبار کو روک دیا۔ اور مٹکا اپنے سر پر اٹھا لیا، جا کر کے اس آدمی کا دروازہ کھٹکھٹایا، وہ گھر سے باہر نکلا، کہنے لگا ہاں بھائی کیسے آئے ہو؟ میں نے پیسے لے لیے، تم نے زمین لے لی، اب کیا بات ہے؟ وہ کہتا ہے، یار کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے زمین کے روپے دے دیئے ہیں، میں نے مٹکے کے پیسے تو نہیں دیئے۔ میں نے تو زمین کے روپے دیئے ہیں۔ میں نے کوئی

سونے کے روپے تو نہیں دیئے۔ یہ پکڑو اپنا مٹکا اور اپنے گھر میں لے جاؤ، میں کیوں رب کے ہاں ملزم بنوں؟ میں نے تو زمین کے پیسے دیئے ہیں کہ میں زمین سے فائدہ اٹھاؤں گا۔ آگے سے وہ بھی رب کا پیارا ہے۔

وہ کہتا ہے یار کس طرح کی بات کرتے ہو؟ تم نے مجھ سے زمین خرید لی ہے، اس میں سے چاہے راکھ نکلے، چاہے سونا نکلے وہ سب کچھ تمہارا ہے۔ وہ کہتا ہے مٹکا تمہارا ہے۔ یہ کہتا ہے مٹکا تمہارا ہے۔

اگر یہاں پنجابی ہوتا تو اس نے کہنا تھا، ہاں میرا ہے اور بس کسی کا نہیں ہے۔

وہ کہتا ہے تیرا ہے وہ کہتا ہے تیرا ہے۔ آپس میں جھگڑا ہو رہا ہے۔ ایک تیسرا آدمی چلتا چلتا آ گیا، میرے رب کا اتفاق دیکھو وہ بھی مومن آدمی تھا، اس نے کہا یار جھگڑا کس بات کا ہے؟ کیوں جھگڑا کر رہے ہو؟ یہ کہتے ہیں یار ہم میں انصاف کر دو۔ ایک کہتا ہے یار اس نے زمین خریدی ہے۔ میں نے زمین لی ہے۔ اب زمین میں سے سونے کا مٹکا نکلا ہے۔ یہ کہتا ہے مٹکا تمہارا ہے۔ حالانکہ میں نے تو زمین بیچ دی ہے۔ اب اس میں سے جو کچھ مرضی نکلے، وہ کہتا ہے میں نے زمین کے پیسے دیئے ہیں۔ سونے کے نہیں دیئے، یہ مٹکا میرا کیسے ہوسکتا ہے؟ وہ کہتا ہے میں تمہارا فیصلہ کر دیتا ہوں۔ اگر آج کا کوئی ہوتا تو اس نے کہنا تھا۔ آنکھیں بند کرو اور جب آنکھیں بند ہونی تھیں پتہ اس وقت چلنا تھا جب سائیں صاحب دو میل دور ہونے تھے۔ اللہ اکبر اللہ

اس نے کہا میری بات سنو! مٹکا اس طرح ہاتھ پر رکھا اور کہنے لگا، تمہارا بیٹا ہے؟ وہ کہنے لگا جی ہے۔

دوسرے سے کہا تمہاری بیٹی ہے؟ اس نے کہا جی ہے۔ کہنے لگا جھگڑا کیوں کر رہے ہو؟ تمہاری بیٹی ہے، اس کا بیٹا ہے۔ دونوں کا نکاح پڑھا دو اور یہ سارا سونا ان دونوں کو دے دو۔ یہ ایماندار ہیں کہ جنہوں نے سونا اور اتنی دولت کے اوپر بھی اپنے ایمان کو قابض سمجھا۔

اے لوگو! وہ کیسا ایمان دار ہے؟ جو پانچ روپے کے لیے پھر جائے، وہ کیسا مسلمان ہے؟ جو ایک ہزار روپے کی خاطر اپنے ایمان کا بیڑا غرق کر لے۔ اللہ رب العزت کی قسم اٹھا کر کے کہتا ہوں، مجھے رب تعالیٰ کی قسم ہے۔ میں علی وجہ البصیرت یہ بات کہہ رہا ہوں، آج وہ لوگ جو محض ماہانہ تنخواہ کی خاطر اپنی بیٹیوں، کو اپنی جوان بچیوں کو ڈانس کروا کر یا پھر کہیں نوکری پر رکھتے ہیں۔ یقین جانو ان میں ایمان کوئی نہیں، ایمان والی بات کوئی نہیں۔ عزت سے اچھی تو کائنات میں کوئی چیز اچھی ہوا نہیں کرتی۔ تم پانچ چھ ہزار روپے کے لیے اپنی جوان بیٹی کو نوکری کے لیے بھگائے پھرتے ہو۔ آؤ رب سے ڈر جاؤ، گھر میں بیٹھ کر کے رب سے مانگو، میں نے تو شروع میں یہ بات کی ہے، جس آدمی کا ایمان بن جائے کہ رب مجھے دے گا، پوری کائنات پھر روکنے والی ہو، مگر رب تعالیٰ اسے ضرور عطا کر دیتا ہے۔ جس کو رب دینا چاہے اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ میرا پروردگار دینے والا ہے۔ روزیاں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ اس لیے لوگو! آؤ میں اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کے کہتا ہوں۔ جو مرضی کرو مگر جو لقمہ تمہارے مقدر میں لکھا ہے، اس سے بڑھ کر تم ایک دانہ بھی نہیں کھا سکتے ہو۔ یقین جانیں میں نے کئی کئی کروڑ پتی دیکھے ہیں، ان سے پوچھا جائے تو وہ کہتے ہیں۔ جناب ڈاکٹر صاحب نے ہماری بناسپتی بھی بند کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے چینی بھی بند کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے فلاں چیز بھی بند کی ہے۔ ہر روز گولیاں ہی گولیاں کھاتے ہیں۔ عرش سے آواز آتی ہے۔ تمہارے کروڑوں روپے کا کیا فائدہ ہے؟ تم تو صرف گولیوں کے قابل ہی رہ گئے ہو۔ جس دولت پر تم مان کرتے ہو۔ اللہ کریم کی قسم ہے کل تمہاری چارپائی گھر سے نکلے گی، تو تمہارے بیٹوں نے یہ نہیں دیکھنا کہ بابا چلا گیا ہے، اس کے لیے دعا کریں۔

بلکہ انہوں نے وہاں کاغذات نکال کر کے زمینیں بانٹنا شروع کر دینی ہیں۔ ایک وہ وقت بھی آنا ہے، تمہاری قبروں کے نام ونشان بھی تمہارے بیٹوں کو بھول جانے ہیں۔

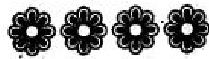
آؤ! دولت وہی ہے جو تمہارے نصیب میں رب نے لکھ دی ہے۔ وہ دولت تمہیں

مل کر رہے گی، چاہے جہاں بھی چلے جاؤ اور جو رب نے تمہارے مقدر میں نہیں لکھی ہے، چاہے رشوت کھاؤ، چاہے سود کھاؤ وہ تم کبھی بھی نہیں کھا سکتے۔ کیوں؟ رب نے وہ دولت تمہارے مقدر میں نہیں لکھی ہے، جب رب نے ہمارا رزق لکھ دیا ہے، پھر ہم کیوں دوسرے مسلمان کو تکلیف پہنچاتے ہیں؟ ایک مسلمان کا حق کیوں کھا جاتے ہیں؟ جب ہم اللہ تعالیٰ کے ہاں دین دار ہوں گے۔

آ ؤ کائنات والو! ایک دوسرے کے ساتھ پیار کرو، ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرو، سب مل جل کر کے رہو، عدل وانصاف کرو، غیبت نہ کرو، چغلی نہ کرو، ایک دوسرے کا خیال کرو، جب اس طرح کی فضا قائم کر دو گے، تو پھر کائنات کا رب رحمتیں نازل کر دے گا۔

میری دعا ہے میں نے جو کچھ بیان کیا ہے، اللہ تعالیٰ میرے سمیت ان سب بھائیوں کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



بے نماز کا انجام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ○ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ○﴾

(المدثر: ٤١_٤٢)

ہر قسم کی حمد و ثنا اللہ جل شانہ کی ذات اقدس کے لیے ہے۔ درود و سلام آ قائے کائنات سید الاولین والآخرین، امام اعظم، امام کائنات، امام المرسلین، امام المجاہدین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس، اطہر، اعلیٰ و بالا کے لیے ہوں۔

حضرات ذی وقار! اللہ جل شانہ کا نہایت ہی فضل و کرم ہے کہ جس مالک نے ہمیں یہ توفیق عطا فرمائی ہے کہ گرمی کی ایسی شدت کہ جس میں انسان بذات خود نڈھال ہو جاتا ہے یہ اس کی خاص کرم نوازی ہے کہ اتنی گرمی کے باوجود بھی ہم اللہ تعالیٰ کے حضور بیٹھے ہیں اور ان شاء اللہ میرا ایمان ہے، میرا عقیدہ ہے، میں باوضو مسجد میں منبر پر کھڑا ہو کر کہتا ہوں ان شاء اللہ کائنات کا رُب ہماری ٹوٹی پھوٹی ادائیں تو دیکھتا ہے۔ آج کی گرمی کو دیکھ کر کے کائنات کا رب ہمیں محبوب کبریاء ﷺ کے ہاتھوں حوض کوثر کا پانی ضرور پلائے گا۔ ان شاء اللہ اور اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کے کہتا ہوں اس وقت کائنات کی تمام تپش بھول جائے گی جب کالی کملی والا خود پاس بلا کر کہے گا سوہنیا! تم دنیا پر میری خاطر گرمی برداشت کرتے رہے ہو۔ دوسروں کو میں نے پیالوں میں پانی پلایا ہے مگر تمہیں میں اپنے گلابی ہاتھوں سے پلاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ ہمارا یہاں مل کر کے بیٹھنا اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔ آمین!

اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر چیز کو انسان کے لیے بنایا ہے۔ دنیا کائنات کے اوپر،

نیلے آسمان کی چھت تلے، زمین کے فراخ فرش کے اوپر جو کچھ بھی ہے۔ سارا کچھ ہمارے لیے ہے۔ نیلے آسمان کی چھت انسان کے لیے، زمین کا فراخ فرش انسان کے لیے، زمین پر سبزہ زار انسان کے لیے، زمین کی تہوں کے اندر مچھلیوں کا تر وتازہ گوشت انسان کے لیے، ان سمندروں اور پہاڑوں کے اندر زمرد اور ہیرے انسان کے لیے، ہواؤں میں چہل قدمی اور اڑنے والے پرندے انسان کے لیے، چشموں کا چلنا انسان کے لیے، نہروں کا بہنا انسان کے لیے، آسمانوں سے قطرات کا برسنا انسان کے لیے، ڈاروں کی ڈاریں بن کر فرشتوں کا اترنا انسان کے لیے، آب خورے پکڑ کر کے جنت کے غلمان کا کھڑا ہونا انسان کے لیے، جنت کی حوروں کا ریشمی لباس پہن کر کے اپنے دلہوں کا انتظار کرنا انسان کے لیے، کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ نے بنائی، انسان کے لیے بنائی اور انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے بنایا۔ فرمایا سب کچھ تمہارے لیے ہے ذرا نظر دوڑا کر دیکھو تمہاری کون کون خدمت کر رہا ہے؟ ہاتھی کتنا طاقت ور ہے؟ لیکن یہ چھ سات فٹ کا انسان ہاتھی کو اپنے قبضہ میں کر لیتا ہے۔ حالانکہ یہی ہاتھی چھوٹی سی ٹھوکر لگا دے تو انسان کے مرنے کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ فرمایا یہ سب کچھ میں نے تمہارے لیے بنایا۔ ہر چیز تمہارے لیے تیار کی لیکن بندے کبھی نہ بھولنا تمہیں صرف اور صرف میں نے اپنے لیے بنایا ہے۔ اللہ اکبر اللہ

میں نہیں کہہ رہا اللہ تعالیٰ کا قرآن اس بات کا ذکر کرتا ہے۔ الٰہ العالمین نے فرمایا، پروردگار عالم کا قرآن بیان کر رہا ہے، فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ۝﴾ (الذاریات: ٥٦)

فرمایا کائنات والو! کائنات کی ہر چیز کو میں نے انسان کے لیے بنایا اور انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔ انسان کو اپنے سامنے سجدہ کرنے کے لیے پیدا کیا۔ فرمایا میرے بندے دنیا کی نعمتیں کھائے جاؤ۔ میں نے یہ سب کچھ تمہارے لیے بنایا ہے۔ لیکن آج تک میں نے تم سے کسی بھی نعمت کا ٹیکس نہیں مانگا۔ آج تک میں نے تم سے

کسی بھی نعمت کے بارے میں سوال نہیں کیا۔ بس میں تم سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔ ابھی تم ماں کے بطن میں ہی ہوتے ہو میں دنیا پر آنے سے پہلے ہی تمہاری روٹی کا انتظام کر دیتا ہوں۔ میں تمہارے لیے پہلے ہی ہر چیز تیار کر دیتا ہوں۔ میرے بندے بس سب کچھ کھائے جاؤ لیکن میری عبادت کیا کرو۔ سجدہ مجھے کیا کرو۔ میرے سامنے جھکا کرو۔ الله اکبر الله

فرمایا: انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔ جو آدمی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے کائنات کے رب کو وہ انسان سارے جہانوں سے اچھا لگتا ہے۔ ساری کائنات میں سے اللہ تعالیٰ اس آدمی سے پیار کرتے ہیں۔ جو آدمی اللہ تعالیٰ سے پیار کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے پیار نہیں کرتا اللہ تعالیٰ پھر بھی اس سے پیار کرتے ہیں۔ ذرا پیار دیکھو! ایک آدمی رب تعالیٰ سے پیار کرتا ہے اور رب تعالیٰ اس سے پیار کرتے ہیں مگر ایک آدمی رب تعالیٰ سے پیار نہیں کرتا مگر رب تعالیٰ پھر بھی اس سے پیار کرتے ہیں ایک جھولی پھیلا کر مانگتا ہے کہتا ہے مالک دے دے، دے دے اور اللہ تعالیٰ دے دیتے ہیں۔ ایک نہیں مانگتا مگر رب تعالیٰ بن مانگے عطا کر دیتے ہیں۔

اللہ کی قسم کائنات میں تمہیں اس طرح کا سخی ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گا۔ کائنات میں تمہیں اس طرح کا بادشاہ ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گا۔ جو مانگنے سے بھی دے اور نہ مانگنے سے بھی دے۔ ایک ہی ذات پروردگار کی ہے۔ فرمایا بس میرے بندے میرے در پر آیا کرو اور آکر مجھ سے سوال کیا کرو۔ میں نے تو سب کچھ بنایا ہی تمہارے لیے ہے۔ میں نے تو کائنات کی ہر چیز کو پیدا کیا تو تمہارے لیے کیا۔ تم میرے در پر آکر مانگا کرو۔ بس میری عبادت کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبات کے لیے پیدا کیا۔ عبادت کس کو کہا جاتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے سامنے سر کو جھکانا عبادت کہلاتا ہے۔

میرے اور تمہارے پیر و مرشد جناب محمد ﷺ نے فرمایا، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، فرمایا: کائنات والو! اللہ تعالیٰ نے اسلام کے پانچ ارکان بنا دیئے ہیں۔ فرمایا: بُنِیَ

اَلْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، فرمایا اسلام کی پانچ بنیادیں ہیں سب سے پہلے اللہ واحد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی الہ نہیں، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی مشکل کشا نہیں، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی حاجت روا نہیں، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی مشکل کشا نہیں، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی حاجت روا نہیں، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بگڑیاں بنانے والا نہیں، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نفع نقصان کا مالک نہیں، سادہ الفاظ میں ترجمہ اس طرح کر لیں کہ:

رب سن دا اے کل فریاداں جی
او پوریاں کردا مراداں جی
اللہ دے دیندا اولاداں جی
پڑھو لا الہ الا اللہ
اللہ باجھوں کوئی ماردا نئیں
کوئی ڈبدے بیڑے تاردا نئیں
او کوئی بگڑے کم سنواردا نئیں
پڑھو لا الہ الا اللہ

سب سے پہلی بنیاد لا الہ الا اللہ ہے۔ فرمایا: مجھ پر ایمان لے کر کے آ ؤ یعنی میں محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کا سچا رسول اور اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں۔ اس دوسرے کے بعد میرے آقا نے سب سے پہلی چیز کا ذکر فرمایا، فرمایا: وَاِقَامِ الصَّلَاةِ ، فرمایا: کائنات والو! دوسرے نمبر پر نماز ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان پر فرض کی ہے۔ ہر عورت پر فرض کی ہے ہر مرد پر فرض کی ہے۔ اللہ اکبر اللہ

فرمایا: نماز کے بغیر گزارہ نہیں ہے۔ ایک دن میں پانچ بار انسان کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنا چاہیے۔ کائنات کے رب کے سامنے آ کر کے سجدہ کرنا چاہیے۔ میرے محبوب نبی ﷺ نے فرمایا کائنات والو! ایک آدمی کے گھر کے آگے سے نہر گزر رہی

ہے اور وہ آدمی دن رات اس نہر میں پانچ بار نہاتا ہے۔ پانچ بار اس نہر میں جا کر کے غوطہ لگاتا ہے۔ میرے صحابہ! ذرا ایمان سے بتاؤ جو آدمی دن میں پانچ بار نہر میں نہائے، کیا اس کے جسم پر کوئی میل رہ جائے گی؟ صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کرتے ہیں محبوب سوہنیا اس کے جسم پر میل کہاں رہتی ہے؟ جو پانچ بار نہا لیتا ہے۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: جس طرح پانچ بار نہانے والے کے جسم پر میل ختم ہو جاتی ہے اسی طرح پانچ بار اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرنے والے کے بدن سے گناہ ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ غلطیاں ہی ختم کر دیتا ہے۔ کائنات کا رب اس کی غلطیاں دھو کر کے رکھ دیتا ہے۔ بلکہ نہیں سمجھ آئی۔ آؤ اس حدیث کا ترجمہ اس طرح کرتا چلا جاؤں۔ آج کے دور کے مطابق تمہارے ذوق کو برقرار رکھتے ہوئے میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں کائنات والو! مسجد میں اذان ہوئی ہے۔ ادھر آنے والا آدمی کان سے آواز سن رہا ہے۔ اس نے بنگلہ گوگیرہ کے بازار میں سے اپنی دوکان کو بند کر دیا۔ اپنی دوکان کو بند کر کے مسجد کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ میرے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ادھر سے آدمی بازار میں چلتا جا رہا ہوتا ہے۔ ادھر سے آسمانوں کا رب اپنے فرشتوں کو کہتا ہے دیکھو میرا بندہ میرے در پر سر جھکانے کو آ رہا ہے آج میرا بندہ میرے سامنے جھکنے کے لیے آ رہا ہے۔ یہ چلتا چلتا مسجد میں آیا۔ مسجد کی ٹوٹیوں تک پہنچا اور ٹوٹیوں پر بیٹھ کر کے وضو کرنا شروع کر دیا۔

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اس کا وضو کرنا کائنات کے رب کو اتنا پیارا لگتا ہے یہ آدمی اپنے ہاتھ دھوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں کے گناہ معاف کر دیتا ہے، اپنے چہرے پر پانی ڈالتا ہے، اس کی آنکھوں کے جتنے گناہ ہوتے ہیں وہ پانی کے ساتھ بہہ جاتے ہیں اس نے سارا جسم دھو لیا، وضو کر لیا، سارے جسم کے گناہ معاف ہو گئے، اب یہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور کھڑا ہو کر کے آسمانوں کی طرف منہ کر کے کہتا ہے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ، اور ساتھ پڑھتا ہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: ابھی اکیلا وضو کیا ہے نماز ابھی تک نہیں پڑھی اکیلا وضو کر کے آیا ہے لیکن کائنات کے رب کو اس وضو کرنا اتنا پسند آیا ہے، اس کا اللہ تعالیٰ کی شہادتیں بیان کرنا اتنا پسند آیا ہے، اللہ پاک فرماتے ہیں میرے فرشتو گواہ ہو جاؤ میرے بندے نے ابھی تک نماز نہیں پڑھی، صرف وضو کی وجہ سے میں نے اپنے بندے کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے ہیں۔ نماز ابھی تک نہیں پڑھی، سجدہ ابھی تک نہیں کیا، رکوع ابھی تک نہیں کیا، کیا کیا ہے؟ بس وضو ہی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو وضو اتنا پسند آیا، کائنات کے رب نے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے ہیں۔ اللہ اکبر اللہ

بلکہ اور ذرا توجہ کرتے جائیں: میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں کائنات والو! اس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم کا مجمع لگا ہوا ہے فرمایا کل قیامت کا دن ہوگا میدان محشر ہوگا، کائنات کے لوگ میرے پاس آئیں گے ساری امت میں سے میرے امتی میرے پاس آئیں گے، صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کرتے ہیں محبوب سوہنیا اتنے لوگوں میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امتیوں کو کیسے پہچان لیں گے؟ جہاں نوح علیہ السلام کی قوم بھی ہوگی۔ ہود علیہ السلام اور ثمود کی قوم بھی ہوگی، جناب خلیل اللہ علیہ السلام کی قوم بھی ہوگی، اتنی امتوں میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لوگوں کو کیسے پہچان لو گے؟ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: صحابہ (رضی اللہ عنہم) میری بات سنو! فرمایا جو میرے امتی ہوں گے۔ ان کی پہچان میں تمہیں بتا دیتا ہوں فرمایا اس طرح کافی گھوڑے کھڑے ہوں، ان گھوڑوں میں ایک پانچ کلیان گھوڑا کھڑا ہو، اس کا کیا معنیٰ ہے؟ جس کا چہرہ بھی سفید ہو جس کی پشت بھی سفید ہو جس کے پاؤں کی جگہوں پر بھی سفیدیاں ہوں، کیا اتنے گھوڑوں میں سے وہ اکیلا پہچانا جائے گا کہ نہیں پہچانا جائے گا؟ محبوب علیہ السلام وہ بڑی آسانی سے پہچانا جائے گا، وہ انوکھا جو نظر آئے گا۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: اسی طرح میدان محشر میں جو میرا امتی ہوگا، وہ پکا نمازی ہوگا اور جو نمازی ہو گا وہ وضو تو کرتا ہی ہوگا، فرمایا جہاں جہاں پانی وضو کا لگے گا کل قیامت کے دن وہ جگہ اس طرح چمکے گی جس طرح چودھویں رات کا چاند چمک رہا ہے۔ فرمایا چودھویں رات

کے چاند کی طرح اس نمازی آدمی کا چہرہ چمکے گا۔ اس آدمی کے ہاتھ چمکیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے میدان محشر کو میں محمد ﷺ دور سے ہی پہچان لوں گا کہ یہ میرا امتی آ رہا ہے۔ یہ میرا پیارا آ رہا ہے۔ یہ نمازیں پڑھنے والا آ رہا ہے، فرمایا میں اس کو اپنے پاس بلاؤں گا اور اپنے حوض سے اس کو ٹھنڈا اور میٹھا پانی پلاؤں گا۔ اللہ اکبر اللہ

آنو لوگو! نمازیں پڑھا کرو۔ توجہ کریں

نمازیاں نے پانی جا کے حوض توں جے پیونا
او جنت دیاں باغاں وچ موج نال جیونا
او تدے تے او اج ساتھ موماں دا منگیا
شیطان آکھے لگ کے نہ جانویں سولی ٹنگیا
پنج ویلے رب دی نماز پڑھ بندیا
صحیح وقت اتے جو نمازاں نے اداوندے
اللہ تے رسول کولوں مرتبے او پاوندے
او تُو وی پڑھ رنگ جا محمدی چہ رنگیا
شیطان آکھے لگ کے نہ جانویں سولی ٹنگیا

اللہ اکبر اللہ! میرے اور تمہارے پیر و مرشد علیہ السلام نے فرمایا کائنات والو! نمازی آدمی اللہ تعالیٰ کو بڑا پیارا لگتا ہے اور جو آدمی نماز نہیں پڑھتا، جو آدمی اللہ تعالیٰ کے در پر آ کر کے نہیں جھکتا، اس آدمی کی بھی ذرا بات سنیں، اللہ تعالیٰ کے قرآن نے بے نماز کی دو قسمیں بیان کیں، کیونکہ میں اصل میں موضوع بے نماز بیان کرنا چاہتا ہوں۔

دو قسمیں بے نماز کی بیان کیں، سب سے پہلا آدمی نماز پڑھتا ہے لیکن نماز میں سستی کر جاتا ہے۔ نماز پڑھتا ہے لیکن نماز میں کمی کر جاتا ہے کمی کا کیا معنیٰ ہے؟ ظہر پڑھ لی تو عصر چھوڑ دی، عصر پڑھ لی تو مغرب چھوڑ دی۔ فرمایا: آدھی پڑھ لیتا ہے اور آدھی چھوڑ دیتا ہے، یا نماز پڑھنے آتا ہے تو وقت سے لیٹ ہو کر آتا ہے، نماز جب پڑھ

لی جاتی ہے تب نماز پڑھنے کے لیے آ جاتا ہے یا نماز پڑھتا ہے تو نماز میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا بلکہ دنیاوی کام کرتا ہے۔ سب سے پہلے نمبر پر اس کی سزا پر غور کرتے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن ذرا دل کی تختیوں پر نوٹ کر کے لے جاؤ۔ نبی ﷺ سے پیار کرنے والے بیٹھے ہو تو تب بھی توجہ کرو، اولیاء سے پیار کرنے والے بیٹھے ہو تو تب بھی توجہ کرو، صحابہ رضی اللہ عنہم سے پیار کرنے والے بیٹھے ہو تو تب بھی توجہ کرو۔ میں تمہیں بتا کر جاؤں گا، اولیاء کہتے کس کو ہیں اور اولیاء پیار کس سے کرتے ہیں؟ آج میں تمہیں بتا کر جاؤں گا ولی کون ہوتا ہے اور ولی پیار کس سے کرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کے کہتا ہوں وہ ولی نہیں جو بے نماز ہو، وہ ولی نہیں ہوسکتا جو بے نماز سے پیار کرنے والا ہو، ولی تو ہوتا وہ ہے جو خود بھی نماز پڑھے اور دوسروں کو نماز کا حکم دے، اللہ تعالیٰ کے قرآن پر غور کرتے جائیں، فرمایا:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ۝﴾

(الماعون: ۵)

فرمایا: کائنات والو! اللہ تعالیٰ نے ویل گڑھا ان نمازیوں کے لیے تیار کیا ہے اگر کوئی عربی گرائمر کو سمجھنے والا بیٹا ہو تو توجہ کرے، اللہ تعالیٰ نے بے نمازی کی بات ہی نہیں کی، بلکہ لفظ مصلین استعمال فرمایا جس کا معنیٰ بذات خود نمازی ہوا کرتا ہے، فرمایا فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ فرمایا ویل جہنم کا گڑھا اللہ تعالیٰ نے ان نمازیوں کے لیے تیار کیا ہے بے نمازوں کے لیے نہیں فرمایا ان نمازیوں کے لیے تیار کیا ہے۔ اللہ سوہنیا کون سے نمازی؟ فرمایا جو نماز پڑھتے ہیں لیکن نماز میں سستی کر جاتے ہیں۔ نماز میں سستی کا کیا معنیٰ؟ امام رازی رحمہ اللہ اور تمام مفسرین کرام کے نزدیک نماز میں سستی کا یہ معنیٰ ہے کہ نماز کو وقت سے مؤخر کر کے پڑھنا یا نماز پڑھنا تو نماز میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کم کرنا یا ایک پڑھ لینا اور دو نمازیں چھوڑ دینا۔ فرمایا ایسا آدمی جہنم کے ویل گڑھے میں جائے گا۔ اب ذرا کان کھول کر ویل گڑھے کے بارے میں سنیں۔ ویل کس کو کہا جاتا ہے؟

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: کائنات والو اللہ تعالیٰ نے جو جہنم کی آگ تیار کی ہے، اللہ تعالیٰ نے وہ لکڑیوں سے نہیں جلائی جہنم کی جو آگ تیار کی ہے اللہ تعالیٰ نے وہ تیل سے نہیں جلائی، اللہ تعالیٰ نے جہنم کی جو آگ تیار کی ہے کائنات کے رب نے وہ پتھروں سے تیار کی ہے، پتھروں کے بڑے بڑے کوئلے بنے ہوئے ہیں۔

جناب عیسیٰ علیہ السلام جا رہے تھے ایک پتھر کو دیکھا اس میں سے رونے کی آوازیں آ رہی ہیں، پوچھا: اے پتھر کیوں رو رہے ہو؟ پتھر کہتا ہے: جناب! مجھے پتہ چلا ہے کل قیامت والے دن اللہ تعالیٰ نے کئی پتھروں کو بھی جہنم میں پھینکنا ہے، کیونکہ پتھروں سے جہنم بھڑکائی جائے گی۔ اللہ اکبر اللہ

میرے پروردگار نے جہنم کے لیے پتھر بنائے اور سات گڑھے بنائے، ان سات گڑھوں میں سے ایک گڑھے کے اندر سب سے زیادہ تیز میرے پروردگار نے آگ رکھی ہے اور وہ گڑھا اتنا شدید ہے ساری جہنم اس گڑھے سے ایک دن میں تین سو بار معافی مانگتی ہے، اس گڑھے سے تین سو بار پناہ مانگتی ہے، اس گڑھے کا نام پروردگار نے ویل رکھا ہے اور اس گڑھے میں اللہ تعالیٰ نے ان نمازیوں کو پھینکنا ہے جو نمازوں میں سستی کیا کرتے ہیں، نماز نہ پڑھنا تو دور کی بات ہے وہ تو میں بعد میں بیان کروں گا، پہلے بات ان کی کروں جو کچھ پڑھ لیتے ہیں اور کچھ چھوڑ دیتے ہیں۔

فرمایا کائنات والو! اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کو اس ویل گڑھے میں پھینکنا ہے اور جانتے ہو ویل گڑھا کیا چیز ہے؟ ویل گڑھے میں آنے والے کے لیے آگ کیسی ہے؟ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے ویل کی تعریف کرتے ہوئے اس بات کا ذکر کیا فرمایا کائنات والو! جو آدمی اس آگ میں چلا جائے گا اللہ تعالیٰ نے وہ آگ بطور ہوا کے چلائی ہے اس طرح جیسے دور سے ہوا آئے، ہوا سے اڑنے والے پتے منہ پر لگتے ہیں، ہوا میں اڑنے والی چیزیں منہ پر لگتی ہیں، فرمایا اس ویل گڑھے میں اللہ تعالیٰ اندھیری چلائے گا اور پتھروں کے بنے ہوئے کوئلے جہنمیوں کے منہ پر آ کر کے لگیں گے۔ اللہ اکبر اللہ

تم کہتے ہو مولانا جو عشاء کی نماز ہے وہ نہیں پڑھی جاتی، تھکے ہوئے آتے ہیں تو آ کر کے سو جاتے ہیں، پتہ ہی نہیں چلتا اس لیے عشا کی نہیں پڑھی جاتی اور ایک صبح کی نہیں پڑھی جاتی باقی کبھی چھوڑی ہی نہیں ہیں۔ اگر اس طرح پڑھو گے تو پھر کائنات کے رب نے تمہاری سزا بیان کر دی ہے۔ آگے ذرا توجہ کرتے جائیں۔

میرے اور تمہارے پیر و مرشد علیہ السلام نے فرمایا کائنات کے پیارے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نوٹ کر کے لے جاؤ۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: کائنات والو! ادھر سے نماز کا وقت ہو جاتا ہے ایک آدمی اٹھتا ہے اور آ کر کے نماز پڑھ لیتا ہے، اللہ تعالیٰ کو وہ آدمی اتنا پیارا لگتا ہے، اس آدمی کی نماز اس طریقے کے ساتھ آسمانوں کی طرف لے کر کے جاتے ہیں، اس طرح نماز آسمانوں کی طرف چڑھتی جاتی ہے اور جب پہلے دروازے تک پہنچتی ہے، آگے سے آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور نماز جنت میں جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جنتوں میں اس نماز کو ایک جگہ عطا کر دیتے ہیں، وہ نماز وہاں رہ کر کے اپنے نمازی بندے کے لیے دعائیں کرتی ہے اور کہتی کیا ہے؟ میرے رب اس آدمی نے میری حفاظتیں کیں اور اللہ سوہنیا تو اس کی حفاظتیں کر لے۔ فرمایا کائنات والو ایک اس کے مقابلے میں دوسرا آدمی جو نماز پڑھنے کے لیے آیا اور نماز پڑھتا جا رہا ہے، پتہ ہی کوئی نہیں کہ پڑھنا کیا ہے؟ پتہ ہی کوئی نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے مانگنا کیا ہے؟ جس طرح امام کر رہا ہے اسی طرح پیچھے کرتا جا رہا ہے، کچھ پڑھ لی اور کچھ رہ گئی، کچھ تسبیحات پڑھ لیں اور کچھ نہ پڑھیں اور درمیان میں اپنی کہانی شروع کر دی، اپنے گھر کے جھگڑے نماز میں نکال لیے۔ اپنی دوکان کا حساب نماز میں کرنا شروع کر دیا، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: کائنات والو! اس آدمی کی نماز بھی فرشتے اس طرح اٹھا لیتے ہیں اور آسمانوں کی طرف لے کر کے جاتے ہیں، اس طرح اس کی نماز آسمانوں کی طرف جا رہی ہے اور جب پہلے آسمان پر پہنچتی ہے، اللہ پاک فرماتے ہیں اس کو واپس لے جاؤ مجھے اس طرح کی نمازوں کی ضرورت ہی کوئی نہیں۔ جاؤ حدیث اٹھا کر کے

دیکھو، میں اپنے پاس سے نہیں کہتا، میرا پروردگار اس نماز کو لا کر کے اس آدمی کے منہ پر مار دیتا ہے اور پھر وہ نماز قیامت کی دیواروں تک بددعائیں کرتی ہے، کہتی ہے اللہ سوہنیا جس طرح اس نے مجھے ضائع کر دیا، اللہ سوہنیا تو بھی اس کو برباد کر دے۔ کائنات کے رب جس طرح اس نے مجھے خراب کیا تو بھی اس کو خراب کر دے۔

یارو! جب مسجد میں آنا ہی ہے تو پھر کیوں نہ تسلی کے ساتھ پڑھ لی جائے، دوکان تو وہی ہے جو تم بند کر کے آ گئے، گاہک تو وہی ہیں، جو پلٹ جانے ہیں، اگر مسجد میں آ ہی گئے ہو تو پھر تسلی سے نماز پڑھو اور یاد رکھو! وقت پر نماز پڑھا کرو، وقت سے نماز لیٹ نہ کیا کرو، ذرا غور کرتے جائیں، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: کائنات والو! کیا تمہیں منافق آدمی کی نماز کا پتہ ہے کہ نہیں پتہ؟ صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کرتے ہیں محبوب سوہنیا! ہمیں تو نہیں پتہ کہ منافق کیسے نماز پڑھتا ہے۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: اگر منافق دیکھنا ہو تو منافق کی میں تمہیں نشانی بتا دیتا ہوں، یہ بھی نشانی غور سے سن لو! فرمایا اس طرح کر کے منافق بیٹھا رہتا ہے اور سورج کی طرف نظریں دوڑاتا رہتا ہے اور جب سورج بالکل غروب ہونے کے قریب آ جاتا ہے نماز کا وقت بالکل ختم ہو جاتا ہے، فرمایا پھر یہ دوڑ کر کے مسجد میں آتا ہے تھوڑا بہت وضو کرتا ہے، صحیح وضو بھی نہیں کرتا اور فرمایا پھر اس طرح ٹھونگے لگاتا ہے جس طرح کوا ٹھونگے لگاتا ہے، حدیث کے الفاظ ہیں، میں اپنے پاس سے ایک جملہ بھی نہیں کہہ رہا ہوں، فرمایا زمین پر اس طرح ٹھونگے لگاتا ہے جس طرح کوا زمین سے کوئی چیز اٹھانے کے لیے کرتا ہے، فرمایا کائنات کا رب اس آدمی پر اتنا ناراض ہو جاتا ہے، اللہ پاک فرماتے ہیں جاؤ ظالم اس طرح کے آدمیوں کی نماز کی مجھے ضرورت ہی نہیں، جاؤ میں نے تمہاری نماز کو قبول ہی نہیں کیا۔ اللہ اکبر اللہ

فرمایا: یہ منافق بندہ ہے، جو کوے کی طرح ٹھونگے لگا کر کے نمازیں پڑھتا ہے۔

نماز پڑھا کرو تو رب سے ڈر کر پڑھا کرو، بلکہ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں جب تم نماز میں کھڑے ہو فرمایا بندے جب تم نماز شروع کرو تو اس طرح سمجھ لیا کرو کہ جس

طرح تم اپنے رب کو دیکھ رہے ہو، جس طرح تمہارا رب سامنے ہے اور تم اپنے رب کا دیدار کر رہے ہو، ہاں اگر تمہارے دل میں یہ بات نہ آ سکے تو اتنا ہی سوچ لیا کرو تم رب کو دیکھو نہ دیکھو، تمہارا رب تو تمہیں دیکھ رہا ہے، تمہارا داتا تو تمہیں دیکھ رہا ہے تمہارا مالک تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اللہ اکبر اللہ

آئو لوگو! آؤ کائنات والو! نمازیں درست کرلو، نمازوں میں گندے خیال نہ لایا کرو، نمازوں میں حساب نہ کیا کرو، نمازوں میں اپنی باتوں میں نہ لگا کرو، بلکہ نماز کے لیے کھڑے ہو جایا کرو اور نماز خشوع وخضوع سے پڑھا کرو اور فرمایا جو آدمی اس طرح کر کے نمازوں کو ضائع کر دیتا ہے کائنات کے رب کو وہ آدمی پسند نہیں لگتا۔

یہ تو اب تک میں اس آدمی کی بات کرتا رہا ہوں جو آدمی نماز میں سستی کرتا ہے ذرا اس بات پر غور کرو، میرے سامنے پڑھے لکھے دوست بیٹھے ہو جو نماز میں سستی کرے وہ تو ویل گڑھے میں جائے، جو نماز میں سستی کرے وہ تو پتھروں میں جائے جو نماز میں کمی کرے وہ تو جہنم کے ویل گڑھے میں جائے، اندازہ لگاؤ جو پڑھتا ہی نہیں وہ کتنا بڑا عذاب پائے گا؟ جو نماز کے قریب ہی نہیں جاتا اس کو کتنا بڑا سخت عذاب ملے گا؟ اگر تمہاری توجہ ہو تو میں اس کا بھی ذکر کرنے لگا ہوں، اب غور کرو اب میں اس آدمی کا ذکر کرنے لگا ہوں جو آدمی نماز پڑھتا ہی نہیں، جو کہتا ہے نہ نیتی نہ قضا کیتی۔

مولانا صاحب نمازوں میں کیا پڑا ہوا ہے؟ ابھی تک تو ہم ینگ مین ہیں نوجوان ہیں، ہمارے تو انجوائے کرنے کے دن ہیں۔ مولانا جب بوڑھے ہوں گے اس وقت نمازیں بھی پڑھ لیں گے، ابھی ہمارا نمازیں پڑھنے کا وقت نہیں، اللہ کے بندے ہوسکتا ہے تم مسجد کا دروازہ بعد میں پار کرو اور تمہیں قبر کا دروازہ پہلے گزرنا پڑ جائے، آج لاؤڈ سپیکر میں سے اذان سن کر کے خاموش ہو کر گزر جاتے ہو، ہوسکتا ہے مسجد میں بعد میں آؤ اور اسی لاؤڈ سپیکر میں سے تمہارے جنازے کا اعلان ہو جائے یہ تم نہیں جانتے یہ تو کائنات کا رب ہی جانتا ہے، آؤ لوگو! نمازیں پڑھا کرو۔ اللہ اکبر اللہ

اللہ تعالیٰ کے قرآن پر غور کریں۔ سورہ مریم میں اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں، فرمایا:

﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا٥﴾ (مریم: ٥٩)

فرمایا کائنات والو! کائنات پر رہ کر کے جن لوگوں نے نمازیں ضائع کر دیں اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ فرمایا جنہوں نے نمازیں ضائع کر دیں اللہ سوہنیا! ان کے لیے کیا سزا ہے؟ فرمایا فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا اللہ تعالیٰ ان کو جہنم کی غیّ وادی میں پھینکے گا، غیّ وادی کون سی ہے؟ ذرا توجہ کریں، اس بات پر ذرا غور کرتے جائیں، کائنات کے رب نے جہنم کے سات درجے بنائے ہیں، یہ پہلا درجہ، یہ دوسرا درجہ، یہ تیسرا درجہ، یہ چوتھا درجہ، یہ پانچواں درجہ تہ بہ تہ اللہ تعالیٰ نے سات درجے بنائے اور سب سے نیچے اللہ تعالیٰ نے غیّ وادی بنائی۔ غیّ کا ویسے معنیٰ عربی میں گہرائی ہوا کرتا ہے، کسی گہری چیز کو عربی میں غیّ کہا جاتا ہے، سب سے نچلی جگہ پر اللہ تعالیٰ نے غیّ وادی بنائی اور اس وادی میں کیا ہو گا؟ فرمایا اس طرح اوپر والے جہنمیوں کو آگ پڑے گی۔ ان کے جسم کا پیپ اور ریشہ پگھلے گا، وہ نیچے والے درجہ میں آئے گا، نیچے سے اور نیچے جائے گا، فرمایا یہ سب کچھ نکل کر کے آخری وادی غیّ میں جائے گا اور کائنات کے رب نے اس جہنم کی غیّ وادی میں جہاں دوسرے گنہگاروں کو پھینکنا ہے وہاں اللہ تعالیٰ نے بے نماز کو بھی پھینکنا ہے، جو نماز پڑھتا ہی نہیں، جو اللہ تعالیٰ کے در پر آتا ہی نہیں۔

آئو لوگو! نماز کا خیال کرو، قرآن کے دوسرے مقام پر غور کریں، فرمایا:

﴿فِيْ جَنّٰتٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ٥ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ٥ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ٥ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ٥﴾ (المدثر: ٤٠-٤٤)

فرمایا: جنتی جنت کے اندر اور جہنمی جہنم کے اندر ہوں گے، ذرا توجہ کریں میرا وہ بھائی توجہ کرے جو کہتا ہے، ایسے ہی جھگڑا کرتے رہتے ہیں نمازوں کا کیا ہے؟

آ جگ مٹھا، تے اگلا کس ڈٹھا

پڑھ لی تو تب کیا ہوا؟ نہ پڑھی تو تب کیا ہوا؟ بوڑھے ہوں گے تو نمازیں پڑھ لیں گے، اب تو انجوائے کرنے کے دن ہیں، لاکھ بار کرو، لاکھ بار جاؤ، لاکھ بار آؤ لیکن آؤ ادنیٰ سے فقیر کی زبان کا یہ جملہ اپنے دل کی تختیوں پر نوٹ کر کے لے جاؤ۔

میرے رب العالمین کا پیغام سن کر کے لیے جاؤ، جاؤ آج سن لو، آج کے بعد پڑھ لو تو تب بھی تمہاری مرضی، نہ پڑھو تو تب بھی تمہاری مرضی لیکن ادنیٰ سا فقیر تمہارے کانوں میں بات ڈال رہا ہے ذرا توجہ کرتے جاؤ، دل کی تختیوں پر نوٹ کرو۔

فرمایا جنتی جنت کے اندر اور جہنمی جہنم کے اندر ہوں گے، جنتیوں نے دیکھا کہ فلاں چوہدری صاحب نظر نہیں آ رہے، فلاں ہمارا دوست نظر نہیں آ رہا، دنیا پر تو بڑی ٹھاٹھ بھاٹھ تھی، دنیا پر تو بڑا امرتبہ تھا، آج وہ ہمیں دکھائی نہیں دے رہا، پتہ نہیں کہاں چلا گیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے آگے سوال کریں گے یا اللہ وہ فلاں ہمارا ہمسایہ نظر نہیں آ رہا؟ اللہ پاک فرمائیں گے میرے بندو ٹھکانے تو دو ہی ہیں، اگر جنت میں دکھائی نہیں دیتا تو پھر جہنم میں تو ضرور ہوگا، ملاقات ہوگی، جنتی کی جہنمی کے ساتھ ملاقات ہوگی، اللہ تعالیٰ نے اب یہ مکالمے کا ذکر کیا ہے، جنتی جہنمی سے سوال کرتا ہے، جہنمی جنتی سے سوال کرتا ہے، یہ ذرا مکالمے پر غور کرتے جائیں، ادھر دونوں کی ملاقات ہوگئی، ادھر جنتی بولتا ہے، ادھر جہنمی بولتا ہے، ادھر جنتی بات کا جواب دیتا ہے، ذرا توجہ کرتے جائیں، اللہ تعالیٰ کا قرآن بیان کرتا ہے، سب سے پہلا سوال جنتی جہنمی سے کرے گا، یار بتاؤ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ○ (المدثر: ٤٢) دنیا پر تو تمہاری طاقتیں ہی بہت تھیں، دنیا پر تو تمہارا مرتبہ ہی بہت تھا، آج کیا بنا ہے؟ جہنم کے گڑھوں میں کیوں چلے گئے ہو؟ آگے سے وہ جہنمی بول کر کے جواب کیا دے گا؟ بلکہ اللہ تعالیٰ کا قرآن ذرا کھولیں، جہنمی بات کا جواب نہیں دے گا بلکہ کہے گا، جنتی یار باقی باتیں تو بعد میں کریں گے، یار کوئی پانی کی بوند ہے تو مجھے پلا دو، مجھے پیاس بہت زیادہ لگی ہوئی ہے، یار جنتیوں کا کھایا ہوا کوئی میوہ مجھے دے دو، جو میں کھا کر کے گزارہ کرلوں۔

اللہ پاک فرماتے ہیں جہنمی جب جہنم میں جائیں گے، جب تک وہ جہنم میں رہیں گے، نہ ان کو کھانے کو کچھ ملے گا، نہ پینے کو کچھ ملے گا، جنتی کہیں گے اللہ سوہنیا اگر اجازت ہو تو ہم اس جہنمی آدمی کو کچھ کھانا کھلا دیں؟ اللہ پاک فرمائیں گے نہ نہ میں نے ان ظالموں پر پانی بھی حرام کر دیا اور کھانا بھی حرام کر دیا ہے، اللہ اکبر اللہ

اور حدیث پاک میں آتا ہے، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: کائنات والو! جہنمیوں کو جب پیاس لگے گی تو یہ اللہ تعالیٰ سے کہیں گے کائنات کے رب ہمیں پانی پلا دو؟ اللہ پاک فرمائیں گے ہاں ہاں میرے بندو کیوں نہیں؟ میں تمہیں پانی پلاتا ہوں، ان کے لیے پانی لایا جائے گا، پانی کس طرح کا ہوگا؟ میرے آقا علیہ السلام فرماتے: ہیں ان کے پیٹ میں سے نکلنے والا خون اور پیپ اللہ تعالیٰ پیالوں میں ڈال کر کے ان کے سامنے کر دیں گے، فرشتے لے کر کے ان کے منہ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے یہ لو پی لو! جہنمی دیکھ کر رو پڑے گا، کہے گا اللہ سوہنیا یہ کوئی پینے کی چیز ہے؟ اللہ پاک فرمائیں گے میرے بندے اگر یہ پینے کی چیز نہیں تو شرابیں بھی پینے کی چیز نہیں تھیں۔ جس طرح دنیا پر شرابوں کی بوتلیں پی جاتے تھے، آج ذرا مجھے یہ بھی پی کر کے دکھاؤ، دنیا پر تو تم کہا کرتے تھے کون مجھے پوچھنے والا ہے؟ آج ذرا پی کر دکھاؤ، یہ کہے گا کائنات کے رب مجھ سے نہیں پیا جاتا۔

جاؤ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کے کہتا ہوں، سورہ نبا کی تفسیر اٹھا کر کے دیکھ لو! میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: کائنات والو! ادھر سے فرشتہ لوہے کی گرز لے کر کے اس کے سر پر کھڑا ہوگا اور کہے گا پیو ذرا پیو تمہیں پینا پڑے گا اور جب یہ اس طرح اپنے منہ کے پاس کرے گا، غور کرو، یارو جانتے ہو، جب انسان کو پیاس لگی ہو تو کیفیتیں کیا ہوتی ہیں؟ میں تو کہتا ہوں۔ اس وقت گرمی میں جو میرا اور تمہارا حال ہوا ہے، ہم اس وقت جانتے ہیں کہ پانی کی قدر کیا ہوتی ہے؟ میں یہاں کھڑا ہو کر کے سمجھتا ہوں پیاس کی قدر کیا ہوتی ہے؟ پیاس لگی ہو تو انسان کی کیفیتیں کیا ہوتی ہیں؟

یہ جہنمی اس طرح اپنے منہ کے پاس پیالہ کرے گا، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: وہ اتنا گرم پانی ہوگا جب منہ کے قریب کرے گا تو اس کے ہونٹ پھول کر اس طرح ہو جائیں گے، جس طرح اونٹوں کے ہونٹ ہوتے ہیں، فرمایا اتنے اتنے بڑے اس آدمی کے ہونٹ ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کا قرآن کہہ رہا ہے فرمایا كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ٥ فرمایا وہ حمیم کی طرح گرم پانی ہوگا، فرمایا: يَتَجَرَّعُهٗ تم کہو کہ مولوی اپنے پاس سے کہہ رہا ہے میں تو قرآن کی آیات کا ترجمہ کر رہا ہوں، فرمایا يَتَجَرَّعُهٗ انسان اس پیپ کا ایک ایک گھونٹ کر کے گزارے گا، لیکن وہ ایک گھونٹ بھی انسان کے اندر نہیں گزرے گا اور میرے آقا علیہ السلام کا فرمان سن لو!

فرمایا: جب پہلا گھونٹ پیپ کا اندر جائے گا تو اس کے پیٹ کی انتڑیاں کاٹ کر رکھ دے گا اور اس کے پیٹ کی آنتیں اس طرح ابلیں گی جس طرح ہنڈیاں پر پڑا ہوا پانی ابالے کھاتا ہے۔ بلکہ طبرانی کی ایک اور روایت پر غور کریں میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: جب تہ بہ تین چار گھونٹ انسان اپنے اندر گزارے گا۔ فرمایا گرمی کی وجہ کر کے اس کے پیٹ کی آنتیں گل سڑ کر کے پیشاب کے راستے سے باہر نکل جائیں گی۔ اتنا گرم وہ پانی ہوگا۔ اتنی گرم وہ حمیم، پیپ اور ریشہ ہوگا۔

یارو! میں تمہیں نہیں کہتا ہوں میں تمہیں کہنے کے قابل ہی نہیں کہ میں تمہیں پکڑ کر کے سجدہ میں لے کر کے آؤں لیکن ایک بات تمہارے ساتھ ضرور کرنا چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کے کہتا ہوں آج تم ریشہ دیکھ نہیں سکتے، آج تمہاری آنکھوں کے آگے خون گرا ہو، اللہ نہ کرے، لاکھ بار اللہ نہ کرے، اس تمہارے چوک میں کوئی حادثہ یا ایکسیڈنٹ ہو جائے، اللہ نہ کرے، کسی آدمی کا خون نکل آئے، اللہ نہ کرے تو تم نے دیکھ دیکھ کر آنکھیں بند کرنی ہیں اور کہنا ہے یار دیکھو دیکھا نہیں جاتا، اے بے نماز کبھی سوچا ہے جو خون دیکھا نہیں جاتا وہ پیا کیسے جائے گا؟ اللہ کے بندے کبھی سوچا کرو، لیکن کل قیامت والے دن بے نمازوں کو وہ پیالہ پینا ہی ہوگا۔

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اس طرح جب پیالہ پئیں گے ادھر سے جنتیوں سے ملاقات ہوگی، جنتی کہے گا مَا سَلَکَکُمْ فِیْ سَقَرَ ○ اے چوہدری بتاؤ تو سہی تمہارے ساتھ کیا بنا ہے؟ یار بتاؤ تو سہی تمہیں جہنم کے گڑھوں میں کیوں پھینک دیا گیا ہے؟ اللہ کی قسم! خود اپنی زبان سے بے نماز بول کر کے کہے گا قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ○ یارو! کیا پوچھتے ہو؟ میں نماز نہیں پڑھا کرتا تھا، اذان ہو جاتی تو تم مسجد میں چلے جاتے اور میں نوٹوں کی (دتھیاں) گنتا رہتا، اذان ہو جاتی تو تم مسجد میں چلے جاتے اور میں بلیئرڈ اور سنوکر پر بیٹھا رہتا، اذان ہو جاتی تو تم مسجد میں چلے جاتے اور میں گندے مجرے اور فلمیں دیکھتا رہتا، اللہ کی قسم یار اگر مجھے پتہ ہوتا تو میں دنیا پر کبھی نمازیں نہ چھوڑتا، مجھے پتہ ہوتا تو میں کبھی اتنی برائیوں میں نہ پڑتا۔ اللہ اکبر اللہ

آؤ لوگو! آؤ کائنات والو! اگر چاہتے ہو کہ کائنات کا رب عزتیں عطا کر دے تو پھر نمازیں پڑھا کرو بلکہ میرے آقا علیہ السلام نے اس آدمی کے لیے بددعا کی ہے بلکہ میرے آقا علیہ السلام نے اس آدمی کو کافر ہی کہہ دیا ہے جو آدمی نماز نہیں پڑھتا، حدیث پر غور کریں آج میں کوئی بات اپنے پاس سے نہیں کر رہا ہوں، ساری احادیث سنا رہا ہوں، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: بَيْنَ الْعَبْدِ وَ بَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ فرمایا: کائنات والو جاؤ کسی بڑے شیخ سے اس حدیث کا ترجمہ کرواؤ میرے آقا علیہ السلام نے بے نماز کو بندہ کہا ہی نہیں، حدیث اٹھا کر دیکھو فرمایا: بَيْنَ الْعَبْدِ بندے کے درمیان آگے فرمایا: وَ بَيْنَ الْكُفْرِ کافر کے درمیان نماز کا فرق ہے میرے آقا علیہ السلام نے اس بندے کو بندہ کہا ہی نہیں جو نماز نہیں پڑھتا، وہ بندہ ہی نہیں جو رب کے سامنے سجدہ نہیں کرتا،

اوئے بندہ بندگی کرے تے بندہ اے
بن بندگی بندہ گندا اے

ایک دوسری حدیث پر غور کریں میرے آقا علیہ السلام نے بے نماز کے لیے بددعا کی، اس طرح میرے آقا علیہ السلام نے آسمانوں کی طرف ہاتھوں کو اٹھایا فرمایا کائنات کے رب

ہم میں سے شقی اور بد بخت کو بھی دور کر دے، اللہ میری امت میں سے محروم آدمی کو بھی دور کر دے، صحابہ رضی اللہ عنہم پوچھتے ہیں محبوب آپ ﷺ بد بخت کس کو کہا ہے؟ میرے آقا فرماتے ہیں میرے نزدیک سب سے بڑا بد بخت وہ ہے جو نماز نہیں پڑھتا، نماز نہ پڑھنے والا بد بخت ہے، یہ تو میرے محبوب ﷺ کی بات ہے۔

آگے ذرا صحابہ رضی اللہ عنہم کی بات پر غور کرتے جائیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا ہم اس آدمی کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے تھے جو آدمی نماز نہیں پڑھتا تھا، یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی بات ہے۔

آؤ اب ذرا اولیاء اور اماموں کی بات سنتے جاؤ، امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں فرمایا جو آدمی نماز نہیں پڑھتا، میرا دل کرتا ہے میں تلوار سے اس کا سر ہی کاٹ کر رکھ دوں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں فرمایا جو آدمی نماز نہیں پڑھتا میرا دل کرتا ہے میں اس کو قتل کر کے رکھ دوں۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں فرمایا کائنات والو جو آدمی نماز نہیں پڑھتا اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہی نہ کیا کرو، وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے کا حق نہیں رکھتا جو نماز نہیں پڑھتا۔ کون کہہ رہا ہے؟ پیران پیر کہہ رہا ہے، کون کہہ رہا ہے؟ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا فتویٰ ہے۔

دوسری بات نوٹ کر لو! فرماتے ہیں اگر ستر اونٹوں کی قطار لگی ہو اور سب سے پچھلے اونٹ پر بے نماز بیٹھا ہو مجھے کوئی کہے کہ عبدالقادر پہلے اونٹ کی مہار پکڑ لو تو میں کبھی اس اونٹ کی مہار نہیں پکڑوں گا۔ کیونکہ ستر اونٹوں کے پیچھے بے نماز بیٹھا ہوا ہے۔ اللہ اکبر اللہ

یار ولی بھی بے نماز کو پسند نہیں کرتے، امام بھی بے نماز کو پسند نہیں کرتے، صحابہ رضی اللہ عنہم بھی بے نماز کو پسند نہیں کرتے، تابعین رحمہم اللہ بھی بے نماز کو پسند نہیں کرتے، آمنہ کے در یتیم علیہ السلام بھی بے نماز کو پسند نہیں کرتے، پھر تمہارا بیٹا کیوں نماز نہیں پڑھتا؟ تم خود کیوں نہیں نماز پڑھتے؟ بتاؤ تو سہی کہاں جاؤ گے؟ اللہ کی قسم نماز پڑھنے والا آدمی

اللہ تعالیٰ کو بڑا پیارا لگتا ہے۔ بلکہ آخری بات سنو اور میں بات ختم کروں جو آدمی نماز پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس آدمی کو قبر کا سکون عطا فرما دیتے ہیں۔

جامعہ محمدیہ اوکاڑہ میں ہمارے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحلیم ابھی کچھ ماہ ہوئے فوت ہوئے ہیں میں نے خود ان کی زبان سے واقعہ سنا کہتے ہیں ہم اپنے استاد کے پاس بخاری شریف کا درس پڑھا کرتے تھے۔ایک دن ہم بیٹھے تھے ایک آدمی آ گیا میلے کچیلے کپڑے پہنے تھے۔ کالا رنگ تھا وہ آ کر کے بیٹھ گیا، آ کر ہمارے استاد سے مسائل پوچھنے لگ پڑا، ہمارے شیخ فرماتے ہیں یار تم کیسے سیدھے ہو گئے؟ تم مسائل پوچھنے لگ گئے ہو؟ تمہارے کیسے اللہ تعالیٰ نے دن پھیر دیئے؟ یہ کہتا ہے جناب کچھ نہ پوچھیں، اللہ تعالیٰ نے میرے دن کیسے پھیرے ہیں؟ میں وہ آدمی تھا جو قبریں کھودا کرتا تھا، میرا کاروبار تھا، میں قبریں کھود کر دیا کرتا تھا اور مزدوری لیا کرتا تھا، کہتا ہے جناب ہم تین تھے، ہم مل کر قبریں تیار کر لیتے تھے، جب کوئی میت آ جاتی تو اس میں دفنا دیا جاتا، ایک دن ہم تینوں صبح نکلے، ہم نے دو پہر تک دو قبریں تیار کر لیں، جب دو قبریں بن گئیں تو میرے ساتھ کے دو ساتھی کہنے لگے یار آج تو دو قبریں بنا لی ہیں۔ اس طرح کرو تم یہاں آرام کرو اور ہم تمہارا کھانا لے کر کے آ جاتے ہیں۔ساتھ گھر جا کر آرام کر کے آتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی آ گیا تو قبر کے پیسے لے لینا۔ کہتا ہے جناب وہ دونوں چلے گئے۔

میں قبرستان میں اسی جگہ پر بیٹھ گیا۔ گرمی بہت زیادہ تھی تھوڑی دیر تک انتظار کیا جب مجھے زیادہ گرمی محسوس ہوئی کیونکہ میرا کاروبار تھا اس لیے مجھے کوئی اتنا ڈر نہ لگا میں چپ کر کے نیچے اترا اور قبر میں جا کر کے سو گیا کیونکہ میرا کاروبار تھا مجھے کوئی ڈر محسوس نہ ہوا۔ کہتا ہے میں جا کر کے قبر میں لیٹ گیا، اچانک مجھے نیند آئی اور نیند میں مجھے ایسے لگا جیسے میں آگ میں پڑا ہوا ہوں۔ اس طرح لگا جیسے مجھے ہر طرف سے آگ کی لاسیں پڑ رہی ہیں۔ تھوڑی دیر بعد مجھے ہوش آئی تو میں جلدی سے قبر سے باہر نکلا اور میں سوچنے لگ پڑا کہ میرے ساتھ ماجرا کیا بنا ہے؟ لیکن پھر میں نے اپنے دل کو مضبوط کیا میں نے

کہا کوئی بات نہیں ایسے ہی کوئی مسئلہ بن گیا ہو گا ساتھ کی قبر کچھ سائے میں تھی میں اس میں جا کر کے لیٹ گیا کہا جب میں اس قبر میں اترا اور جا کر کے لیٹا تھوڑی دیر بعد مجھے نیند آ گئی اور اتنی پیاری نیند آئی، اتنی میٹھی نیند آئی، میں خود نہ اٹھا مجھے اٹھایا تو قبر کے گاہک نے آ کر کے اٹھایا ایک آدمی آیا اس نے کہا ہماری میت کے لیے قبر چاہیے؟ تو میں جلدی جلدی قبر سے باہر نکلا اور میں دل میں سوچ رہا تھا کہ ماجرا کیا ہے؟ وہ پھر کہنے لگا جناب قبر چاہیے میں نے کہا یہ قبر تیار ہے۔ ساتھ میں نے دل میں سوچا کہ آج دیکھوں تو سہی کہ یہ کون سا نصیب والا ہے؟ جو اس قبر میں آنے والا ہے کہتا ہے وہ قبر جس میں مجھے آگ محسوس ہوئی تھی وہ آدمی آیا اور آ کر کے اس قبر کو بک کر کے چلا گیا میں نے دیکھا تھوڑی دیر بعد جنازہ آیا بڑے بڑے لوگ اس جنازہ میں شریک تھے، کافی بڑی تعداد میں جنازہ تھا، میں نے پوچھا یار یہ کون ہے؟ وہ کہتے ہیں یہ بڑا دولت مند آدمی ہے اسے لا کر کے اس قبر میں لٹایا گیا، جس قبر میں مجھے آگ محسوس ہوئی تھی، یہ دفن ہو گیا اب شام کا وقت قریب آ گیا میں نے کہا آج میں نے جانا ہے تو دیکھ کر جانا ہے۔ دوسری قبر کس کے حصہ میں آتی ہے؟ کہتے ہیں ادھر سے شام کا سورج غروب ہو رہا ہے۔ ادھر سے ایک آدمی آیا کہتا ہے جناب اس قبر کے کچھ پیسے لے لو یہ قبر دے دو میں نے کہا میت لے کر کے آؤ کہتا ہے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اتنا بڑا جنازہ نہیں تھا بس چند آدمی جنازہ لے کر کے آ رہے تھے اور اس غریب سے آدمی کو لا کر کے اس قبر میں لٹا دیا گیا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یار یہ کون سا آدمی ہے؟ لوگوں نے کہا یار ہمارے محلے کا سب سے غریب آدمی ہے اور اس کی قبر کے پیسے بھی کسی نے دیئے ہیں۔ لیکن یہ اللہ کا بڑا نیک بندہ ہے، اللہ تعالیٰ کا پیارا بندہ ہے نمازی بندہ ہے، آج کائنات کے رب کے پاس پہنچ گیا ہے، اللہ کی قسم اٹھا کر کے کہتا ہوں استاد جی میرا اس وقت سے دل پھر گیا، کائنات کے رب نے بہاریں رکھی ہیں تو اپنے سامنے جھکنے والوں کے لیے رکھی ہیں، فرمایا اس دن کے بعد سے میں بدل گیا، آج بھی میں قبروں کا کاروبار ضرور کرتا

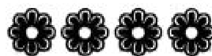
ہوں، لیکن میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور رب کے سامنے جا کر کے بھی جھکتا ہوں۔

الا ما شاء الله میں کسی دولت مند آدمی کو برا نہیں کہتا لیکن یارو یہ شیطان کا بہت بڑا شکنجہ ہے، شیطان بری باتیں ذہن میں ڈالتا ہے، لیکن یارو یہ دولتیں نہیں، اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کے کہتا ہوں آج اگر تم مر جاؤ جو تم نے کرنڈی پہنی ہوگی وہ انہوں نے پھاڑ دینی ہے، تمہارے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی ہے وہ انہوں نے کاٹ کر اتار دینی ہے، تمہارے بیٹوں نے تمہاری جائیداد پر قبضہ کر لینا ہے اور تمہارے جسم کو قبر کے کیڑوں نے ڈس ڈس کر کے کھانا ہے، اس وقت تمہاری دولتیں کسی بھی کام نہیں آنی ہیں، ہاں اس وقت تمہیں پتہ لگے گا کہ سجدے کی قدر کیا ہوتی ہے؟ اس وقت تمہیں پتہ چلے گا کہ نمازیں کس کام آتی ہیں؟ آؤ لوگو! نمازیں پڑھا کرو، آؤ پھر میرا آخری پیغام نوٹ کر کے لے جاؤ ؎

اک روز مومنو تمہیں مرنا ضرور ہے
پڑھتے رہو نماز یہ قول رسول ہے
اور پڑھتے رہو نماز تو چہرے پہ نور ہے
پڑھتے نہیں نماز تو اپنا قصور ہے

تمہارے نماز نہ پڑھنے سے رب کی مسجد میں فرق تو نہیں آنے لگا، تمہارے نماز نہ پڑھنے سے مسجد کے امام کی عزت میں فرق نہیں آنے لگا، اللہ کی قسم پڑھو گے تو تمہارے کام آئیں گی، نہ پڑھو گے تو سزائیں بھی تمہیں ہی سہنی پڑیں گی، اللہ تعالیٰ ہم سب کو نمازی بنا دے، اے میرے پروردگار! اے میرے شہنشاہ میں تمہارے سامنے ہاتھ باندھ کر گرمی میں تمہارے سامنے دعا کرتا ہوں، یہ جتنے لوگ آئے ہیں ان سب کو پکا نمازی بنا دے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



زکوٰۃ کے مسائل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ﴾ (التوبة:٣٥)

ہر قسم کی حمد وثنا اللہ جل شانہ کی ذات اقدس کے لیے ہے، درود وسلام آقائے کائنات، سید الاولین، والآخرین، امام اعظم، امام کائنات، امام المرسلین، امام المجاہدین، جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس، اطہر اعلیٰ و بالا کے لیے ہوں۔

حضرات ذی وقار اللہ رب العزت کا نہایت ہی فضل وکرم ہے، اس کی توفیق خاص سے آج اس مقام پر ہم جمع ہوئے ہیں۔ دعا کرو اللہ تعالیٰ میرا اور آپ سب کا اس مقام پر جمع ہونا اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے۔ آمین

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلَاةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ.

پانچ چیزوں کا نام اسلام ہے اور پانچ چیزیں اسلام کی بنیاد ہیں، سب سے پہلی چیز ہے۔ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اس بات کی گواہی دینا، زبانی گواہی بھی ہو، قلبی گواہی بھی ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی مشکل کشاء، حاجت روا، اور سجدے کے لائق کوئی نہیں۔

اور...... وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ، اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اور دوسری چیز وَاِقَامِ الصَّلَاةِ ، نماز قائم کرنا، اور تیسری چیز و ایتاء الزکوۃ ، زکوٰۃ ادا کرنا، اور چوتھی چیز وَالْحَجِّ ، حج استطاعت کے مطابق کرنا اور پانچویں چیز وَصَوْمِ رَمَضَانَ ، رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ یہ پانچ چیزیں اسلام کی بنیاد ہی اصل ہیں، آج میں آپ کے سامنے ان ارکان میں زکوٰۃ کے بارہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

زکوٰۃ اسلام کا ایک رکن ہے اور رکن بھی بڑا اہم ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں' قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے تین آیات ایسی نازل فرمائی ہیں کہ ان تین آیات میں اللہ تعالیٰ نے چھ مسائل بیان کیے ہیں۔ ہر ایک آیت میں دو مسئلے ہیں، پھر دوسری آیت میں دو مسئلے ہیں، پھر تیسری آیت میں دو مسئلے ہیں۔ چھ کے چھ مسئلے ہی بڑے اہم ہیں۔ ضروری ہیں، ایک کو آدمی مانے، ایک کو چھوڑ دے تو آدمی مسلمان ہی نہیں رہتا، سب سے پہلا مقام، فرمایا:

﴿اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ (النسآء: ٥٩)

''اطاعت کرو اللہ کی اور اللہ کے رسول (ﷺ) کی۔''

ایک آدمی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے، مگر اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت نہیں کرتا تو وہ آدمی مومن نہیں ہوسکتا۔ دوسرے نمبر پر فرمایا:

﴿اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ﴾ (لقمان: ١٤)

اے میرے بندے! میرا شکریہ ادا کرو اور اپنے والدین کا بھی شکریہ ادا کرو۔

تیسرے نمبر پر فرمایا:

﴿وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾ (البقرة: ٤٣)

لوگو! نماز قائم کرو اور اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا کرو۔ انسان کا مال اس وقت پاک ہوتا ہے، جب آدمی اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا کر دیتا ہے۔ زکوٰۃ کو قرآن پاک میں اللہ پاک نے صدقہ بھی بولا ہے، لیکن صدقہ اور زکوٰۃ میں فرق ہے۔ زکوٰۃ کو بھی صدقہ کہا جاتا ہے، لیکن

اصل میں صدقہ صاحب ثروت آدمی بھی کرسکتا ہے اور دولت سے خالی آدمی بھی کرسکتا ہے۔

جس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے دولت دی ہے، وہ زکوٰۃ بھی دے، صدقہ بھی دے، اور جس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے طاقت، استطاعت، دولت نہیں دی وہ آدمی زکوٰۃ نہ دے لیکن صدقہ کرے۔ صدقہ کرنے سے اللہ تعالیٰ اس کے مال میں اور اضافہ کردے گا۔ زکوٰۃ ہر اس مسلمان آدمی پر فرض اور لازم ہے، جس آدمی کے پاس مال ہے۔ دولت ہے، مویشی ہیں، گندم ہے، اناج ہے، سونا ہے اور چاندی ہے۔ اور اس کا وہ مال نصاب تک پہنچ چکا ہے۔ اس آدمی پر زکوٰۃ لازم ہے، واجب ہے۔ ایک آدمی کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا موجود ہے اور اس پر ایک سال گزر گیا ہے، سال گزر جانے کے بعد ساڑھے سات تولہ سونے میں سے چالیسواں حصہ، اڑھائی فیصد اللہ تعالیٰ کے راستے میں زکوٰۃ اس پر لازم اور واجب ہے۔ چاہے وہ سونا زیورات کی شکل میں پہنا ہو، چاہے ڈلی کی شکل میں گھر میں موجود ہو، زکوٰۃ لازم ہے۔

ایک آدمی کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی گھر میں موجود ہے اور اس کا وقت معین اور اس کے وزن پر پورا سال گزر چکا ہے، ایک سال گزر جانے کے بعد اس آدمی پر واجب ہوگیا ہے کہ اس میں سے اڑھائی فیصد یعنی چالیسواں حصہ اس چاندی میں سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں زکوٰۃ دے، فقراء اور مساکین کو تقسیم کرے۔

اگر کسی آدمی کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا موجود ہو تو اس کی جتنی قیمت بنتی ہے۔ اگر اتنے روپے آدمی کے پاس موجود ہیں اور ان روپوں پر بھی سال گزر گیا ہے تو ان روپوں میں سے بھی جس طرح سونے میں سے زکوٰۃ دینا پڑے گی۔ اسی طرح اس رقم میں سے بھی زکوٰۃ ادا کرنا پڑے گی۔ جو مویشی گھر میں موجود ہیں۔ جو مال گھر میں ہے۔ اس پر بھی زکوٰۃ ہے۔ ہم زیادہ تر کاشت کار لوگ ہیں، چھ ماہ بعد جو گندم، فصل ہمارے گھر میں آئے گی۔ اس پر سال گزرنے کی شرط کوئی نہیں بلکہ جیسے پھل کٹ کر تمہارے پاس پہنچ جائے تو فوراً ہی اس میں سے بیسواں حصہ یا دسواں حصہ اللہ تعالیٰ کے

راستے میں عشر نکالا جائے، زکوٰۃ ادا کی جائے۔ ہر وہ زمین جس زمین کو نہری پانی لگ رہا ہے، بارانی لگ رہا ہے، بارش کا لگ رہا ہے، اس میں سے دسواں حصہ اور جس زمین کو پانی مشینری کے ذریعے اگایا جا رہا ہے۔ ٹیوب ویل کے ذریعے لگایا جا رہا ہے، رقم خرچ ہو رہی ہے، اس میں سے بیسواں حصہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں دینا ہوگا۔ زکوٰۃ دینا پڑے گی اور جب تک آدمی اپنے مال میں سے یہ ادا نہیں کرے گا، اس کے گھر میں آنے والا ایک ایک دانہ، ایک ایک روٹی، ایک ایک لقمہ حرام کا ہوگا، آیئے غور کیجئے:

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں زکوٰۃ کی بڑی اہمیت بیان فرمائی ہے۔ میری دعا ہے میں جو کچھ بیان کروں، اللہ تبارک وتعالیٰ میرے سمیت ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

میرے اور تمہارے پیرومرشد جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے سینہ مبارک پر نازل ہونے والا قرآن بیان کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قرآن پر ذرا غور کرو، فرمایا:

﴿وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ﴾ (البقرۃ: ٤٣)

فرمایا لوگو! نماز قائم کیا کرو اور اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا کیا کرو، نماز پڑھنے کا حکم بھی رب نے دیا ہے اور مال میں سے زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم بھی رب نے ہی دیا ہے۔ رب تعالیٰ کا حکم مان کر نماز تو پڑھتا ہے، مگر زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، وہ آدمی رب کا فرمانبردار نہیں ہوسکتا، وہ آدمی نافرمان ہے۔ کیونکہ یہ ایک حکم پر عمل کرتا ہے اور دوسرے حکم کو چھوڑ دیتا ہے۔

لہٰذا وہ آدمی فرمانبردار کی صف میں نہیں آئے گا، وہ آدمی اللہ تعالیٰ کے باغیوں کی صف میں آئے گا۔ جو آدمی اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ کے قرآن کے دوسرے مقام پر غور کریں، اٹھارہواں پارہ سورۃ المومنون میں میرے پروردگار نے مومن بندوں کی نشانیوں کو بیان فرمایا ہے، فرمایا:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّکٰوۃِ

میں سے زکوٰۃ ادا کرو، اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیا کرو۔

میرے اور تمہارے پیرومرشد جناب محمد ﷺ نے فرمایا: سنو کائنات والو! دنیا والو! اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال خرچ کرتے وقت سستی نہ کیا کرو، غمی نہ کیا کرو، جتنا بھی تم مال خرچ کرو گے، اللہ تعالیٰ دوگنا عطا کردے گا، ایک دن اسی طرح ہوا۔ میرے محبوب علیہ السلام نے نماز پڑھائی ہے۔ جماعت کے بعد میرے آقا علیہ السلام مصلے سے کھڑے ہو گئے اور کھڑے ہو کر کے میرے آقا علیہ السلام صفیں چیرتے ہوئے جارہے ہیں، آقا علیہ السلام اپنے گھر میں آقا علیہ السلام داخل ہوئے، کچھ دیر کے بعد میرے آقا علیہ السلام پھر دوبارہ واپس آ گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرضیں کیں، آقا علیہ السلام آج آپ ﷺ نے بڑا عجیب کام کیا ہے۔ پہلے زندگی میں آپ ﷺ نے کبھی ایسا نہیں کیا، نماز کے بعد فوراً آپ ﷺ اپنے مصلے سے اٹھے ہو اور اپنے گھر میں چلے گئے ہو۔ کیا بات ہے؟ کیوں اس طرح کیا ہے؟ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ مجھے یاد آ گیا تھا کہ میرے گھر میں ایک دینار پڑا ہوا ہے، میں نے کہا کہ اس سے پہلے کہ میرا مالک مجھ پر ناراض ہو جائے، تو میں فوراً گھر گیا ہوں اور جا کر کے وہ دینار اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر دیا ہے، اس وقت میرے گھر میں دولت کوئی نہیں، درہم کوئی نہیں، دینار کوئی نہیں، میرے محبوب اتنا اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے تھے، میرے آقا علیہ السلام اس طرح اللہ تعالیٰ کے راستے میں قربان کرتے تھے۔

آؤ تم بھی اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا کیا کرو، اللہ دولت دے تو اس دولت کو اپنے پاس رکھو، مگر اس کو پاک بھی کیا کرو، اپنا لقمہ لقمہ پاک کیا کرو، تاکہ تمہارے بیٹے کے منہ میں حلال جائے، تمہارے منہ میں حلال جائے، تم خود پاکیزہ کھاؤ، تمہارا بیٹا پاکیزہ کھائے اور جب تمہارے پیٹ میں لقمہ حلال جائے گا۔

میرے آقا علیہ السلام کی حدیث کے مطابق ایک حلال کھانے والے آدمی کی دعا کائنات کا رب کبھی رد نہیں کرتا، جو آدمی حلال کھاتا ہے۔ وہ آدمی جب اللہ تعالیٰ کے آگے دعا کرتا ہے تو رب تعالیٰ اس کی دعا کبھی رد نہیں کرتا، آج ہماری دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتی ہیں؟

اس لیے کہ ہمارے پیسے ہی حلال کے نہیں، ہمارے گھر میں گندم آئی، ہم نے کھائی، مگر اس کا عشر ادا نہیں کیا۔ ہماری ماؤں بہنوں نے اپنے ہاتھوں اور اپنے گلے میں سونے کے بڑے بڑے زیورات لٹکائے ہیں۔ لیکن ان کی انہوں نے آج تک زکوٰۃ ادا نہیں کی، جس کی وجہ کر کے تمہارے ہاتھوں میں حرام ہے، تمہارے پیٹ میں حرام ہے۔ کائنات کا رب اس لیے تمہاری دعا قبول نہیں کرتا۔ حضرات ذی وقار توجہ کریں!

میرے اور تمہارے پیرومرشد جناب محمد ﷺ نے فرمایا، سنو کائنات والو! دنیا والو! جو آدمی اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ نے اتنا مال بھی دیا ہے کہ اس مال میں سے اس پر زکوٰۃ لازم ہوگئی ہے، فرض ہوگئی ہے۔ لیکن یہ اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، وہ انسان کائنات کے رب کو کتنا برا لگتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا قرآن بیان کرتا ہے۔ فرمایا:

﴿يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ۝﴾ (التوبة: ۳۵)

فرمایا: جو آدمی کنز جمع کر رہا ہے، خزانہ جمع کر رہا ہے اور اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، کل قیامت کا دن ہوگا، کائنات کا رب اس کے خزانوں کو سکے بنا دے گا، اس طرح سونا سکے کی شکل میں بنا دیا جائے گا اور فرمایا: يُحْمٰى عَلَيْهَا پھر کائنات کا رب اس کے چہرے پر وہ سکے گرم کر کے لگائے گا، اس کی پیٹھ پر، کمر پر وہ گرم سکے لگائے جائیں گے۔ میرے محبوب علیہ السلام فرماتے ہیں، وہ سکے اتنے گرم ہوں گے۔ اگر وہ سکہ انسان کے سینے پر رکھا جائے گا تو وہ کمر والی سائیڈ سے پار ہو جائے گا۔ اس طریقے سے ان سکوں کو گرم کر کے اس کے خزانوں کو سکوں کی شکل بنا کر کے اس آدمی کے جسم پر لگایا جائے گا اور جو آدمی سونے چاندی کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، اس کی سزا بھی میرے آقا علیہ السلام نے بیان کی ہے۔

صحیح بخاری میں حدیث مبارکہ آتی ہے، میرے اور تمہارے پیرومرشد جناب

محمد ﷺ نے فرمایا: سنو کائنات والو! دنیا والو! جو آدمی اپنے مال اور سونا چاندی کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، کل کائنات کا رب اس کے سونا چاندی کے ہیرے اور جواہرات کو اللہ تعالیٰ ایک سانپ کی شکل بنائے گا۔

ثُمَّ يُطَوِّقُهُ، پھر کائنات کا رب طوق کی طرح اس کے گلے میں ڈال گا، اور وہ سانپ اس کے چہرے پر ڈنگ مارے گا، ساتھ زبان میں سے کہے گا، اَنَا كَنْزُكَ اَنَا مَالُكَ، آدمی اس طوق کو اتار کر کے پھینکنے کی کوششیں کرے گا، وہ کہے گا مجھے کیوں پھینکتے ہو میں تمہارا خزانہ ہوں۔ مجھے اپنے آپ سے کیوں دور کرتے ہو؟ میں وہی تمہارا سونا چاندی اور دولت ہوں۔ آگے تم دنیا میں مجھے گلے میں ڈالا کرتے تھے اور آج گلے میں سے اتار کر کے کیوں پھینکتے ہو؟ اس حدیث کے مطابق مفسرین رحمہم اللہ نے اس بات کو بھی لکھا ہے۔ اس سے مراد وہ لوگ بھی ہیں جو مرد اپنے گلے میں سونے کی چین ڈالتے ہیں، جو مرد اپنے جسم پر سونا استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ سونا کائنات کے رب نے امت محمدیہ (ﷺ) کے مردوں پر حرام کر دیا ہے۔ جو آدمی یہ جاننے کے باوجود بھی اپنے جسم پر سونا پہنتا ہے، کل کائنات کا رب اس سونے کو ایک سانپ کی شکل بنائے گا۔ وہ اس کو ڈنگ مارے گا اور ساتھ کہے گا۔ اَنَا كَنْزُكَ اَنَا مَالُكَ. الله اكبر الله

آج کے نوجوانوں سے کہا جائے کہ یہ چین اتار کر پھینک دو تو کہتے ہیں۔ میں تمہاری مان کر کیوں اتار دوں؟ یہ میرے محبوب کی طرف سے آئی ہوئی ہے۔ مگر سن لو کل یہ سانپ بن جائے گی اور تم اتار کر پھینکو گے، یہی چین بول کر کہے گی: اَنَا كَنْزُكَ اَنَا مَالُكَ، میں وہی تمہارے محبوب کی دی ہوئی چین ہوں۔ اب تم مجھے اتار کر کے کیوں پھینک رہے ہو؟

آؤ میرے بھائیو! اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا کیا کرو، اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے سے کائنات کا رب اور عطا کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ برکتیں ڈال دیتا ہے۔ سورۂ قلم میں میرے پروردگار نے بڑی پیاری بات بیان کی ہے۔ فرمایا:

﴿اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ﴾ (القلم: ۱۷)

ایک آدمی دولت مند ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو بڑا پیارا باغ عطا کیا ہے۔ یہ پانچ وقت نماز بھی پڑھتا ہے اور اپنے مال میں سے پھل بھی خرچ کرتا ہے۔ جب باغ کا پھل کٹ کر کے گھر میں آ جاتا ہے۔ اس کو تین حصوں میں تقسیم کر لیتا ہے۔ ایک حصہ اپنے باغ پر خرچ کرنے کے لیے رکھ لیتا ہے۔ ایک حصہ اپنے بیوی بچوں کے لیے رکھ لیتا ہے اور ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر دیتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے والا آدمی فوت ہو گیا۔ دنیا چھوڑ کر کے رب تعالیٰ کے پاس چلا گیا۔ پیچھے سے اس کے بیٹے جوان ہو گئے۔ انہوں نے کہا: ہمارے ابو نے تو ہمارے لیے کچھ بنایا ہی نہیں، ہمارے باپ نے تو سب کچھ بگاڑ دیا ہے۔ ہمارے باپ نے تو ہمیں کنگال کر کے رکھ دیا ہے۔ آج کل کے بھی کئی نوجوان بکواس کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ہمارے باپ نے ہمارے لیے کیا بنایا ہے؟ ہمارے باپ نے ہمارے لیے کیا کیا ہے؟ زمینوں پر رکھ رکھ کر کے ہمارے باپ نے ہمیں بھی دیہاتی (پینڈو) رکھا ہے۔ نہ ہمیں دنیا کا رہنے دیا ہے، نہ آخرت کا رہنے دیا ہے۔ اے بے وقوف! زبان کو سنبھال کر کے بات کیا کرو، رب کعبہ کی قسم! اٹھا کر کے کہتا ہوں۔ ماں تو ماں رہ گئی، تم تو کبھی اپنے باپ کا بھی حق ادا نہیں کر سکتے ہو۔ جس نے تمہیں اپنے خون پسینے کی کمائی کھلائی ہے۔ وہ کماتے کماتے بوڑھا ہو گیا اور تم کھاتے کھاتے جوان ہو گئے۔ اس کے کماتے کماتے کالے بال سفید ہو گئے اور تم خوب صورت نوجوان بن گئے۔ آج جوانی منا رہے ہو تو اپنے باپ کے خرچ پر منا رہے ہو۔ یہ کہتے ہوئے تمہیں شرم کیوں نہیں آتی کہ میرے باپ نے میرے لیے کیا بنایا ہے؟ اس طرح ہی آج کل کے نوجوان کہتے ہیں۔ ہمارے باپ نے ہمارے لیے کیا کیا ہے؟

اسی طرح یہ نوجوان بھی کہتے ہیں۔ اتنا زیادہ پھل ہمارے باغ کو لگتا ہے، اتنی زیادہ ہمارے باغ کی مشہوری ہے۔ لیکن ہمارے باپ کی عقل کو پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے؟ ان

گندے مندے، ان کالوں کو، ان لنگڑے اپاہج لوگوں کو ہمارا باپ ایسے ہی دولتیں دے دیتا ہے۔اس بار پھل تیار ہو جائے تو پھر ہم دیکھ لیں گے۔ ہمارا بھی پھر کوئی حال نہیں اگر کوئی مسکین ہم سے کچھ لے جائے۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن بیان کر رہا ہے، جب پھل بالکل تیار ہو گیا، رات کو اکٹھے ہو کر کے سارے بھائی بیٹھ گئے ہیں، آپس میں مشورہ کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن بڑی پیاری بات کرتا ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں، یہ آہستہ آہستہ آپس میں مشورہ کرتے ہیں تاکہ کہیں ساتھ والے ہمسائے کو پتہ نہ چل جائے۔ لیکن ان کو کیا پتہ ہے؟ رب تو سن رہا تھا، انہوں نے مشورہ کر لیا۔ رات کو نکلیں گے اور جا کر کے سارا پھل اکٹھا کر کے گھر لے آئیں گے۔ کیونکہ ان کے باپ کی سخاوت اتنی مشہور ہے۔ جس دن باغ کا پھل کٹنا ہوتا اس دن سارے فقیر اس کے باغ پر چلے جاتے، سارے غرباء ان کے باغ پر جا کر کے اپنا اپنا حصہ لے کر کے آتے۔ یہ کہتے ہیں اب ان کے آنے سے پہلے پہلے ہم توڑ کر کے لے آئیں گے۔ بعد میں غریب جا کر کے دیکھیں گے تو ان کو کچھ نہیں ملے گا۔ مشورہ ہو گیا بات پاس ہو گئی۔

جب تہجد کا وقت ہوا، دنیا سوئی ہوئی ہے۔ جلدی جلدی انہوں نے ایک دوسرے کو اٹھایا اور کہتے ہیں، چلو چلو جا کر کے پھل توڑ کر لائیں۔ انہوں نے چلنا شروع کر دیا۔

اللہ کریم فرماتے ہیں:

﴿فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُوْنَ﴾ (القلم: ۱۹)

کائنات کے رب نے ایک آندھی بھیج دی۔ اللہ پاک نے ایک طوفان بھیج دیا اور طوفان رب نے اس طرح کا بھیجا۔ اس میں اللہ پاک نے آگ پیدا فرما دی۔ اس آندھی میں اللہ پاک نے آگ پیدا کر دی۔ وہ آندھی سیدھی ان کے باغ کی طرف گئی ہے۔

﴿فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ﴾ (القلم: ۲۰)

کائنات کے رب نے لفظ بڑا پیارا استعمال فرمایا ہے۔ فرمایا: جس طرح کوئی کسان کھیتی کاٹنے کے بعد باقی بچی ہوئی فضول کھیتی کو آگ لگا کر جلا دیتا ہے۔ فرمایا میں نے ان

کے باغ کو اس طرح کر دیا۔ اس طرح لگتا تھا۔ جیسے کسی نے باغ کا پھل توڑ بھی لیا اور توڑنے کے بعد باقی کو جلا بھی دیا۔ اس طرح یہ سب آہستہ آہستہ نکلے، اور باغ کے کنارے پر پہنچے، جب ہاتھ مٹی میں ڈالا تو ہاتھوں میں راکھ آئی، اس طرح ہاتھ میں راکھ ہے۔ زبان منہ کی طرف آ گئی۔ کہتے ہیں یار غور سے دیکھو کہیں رات کی وجہ سے ہم راستہ نہ بھول گئے ہوں۔ ہو سکتا ہے ہم نے ادھر جانا ہو اور ہم اس طرف آ گئے ہوں۔ یہ غلط راستہ نہ ہو۔ راستہ دیکھا، مکمل تسلی کی تسلی کرنے کے بعد نتیجہ یہ نکلا کہ جو ہم نے اللہ کے بندوں کو دینے سے انکار کیا ہے۔

اس لیے رب نے ہمیں بھی دینے سے انکار کر دیا ہے۔ ہم نے رب تعالیٰ کے بندوں کو روکا اور رب نے ہم سے بھی روک دیا۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن بیان کرتا ہے۔ ان کی نظریں جھک گئیں اور ندامت کے آنسو آنکھوں سے نکل آئے۔ ہائے اللہ! ہم اپنے باپ کا کیا ہوا عمل کیوں بھول گئے؟ ہم نے اپنے باپ کی کی ہوئی نیکی کو کیوں چھوڑ دیا؟ بھائیو! دو مسئلے ثابت ہوئے۔ ایک تو مسئلہ یہ ثابت ہوا، تمہارا باپ دنیا پر جو نیکی کرتا چلا جائے، اس نیکی کو برقرار رکھا کر، اس نیکی کو توڑنے کی کوشش نہ کیا کرو، اس نیکی کو ختم کرنے کی کوشش نہ کیا کرو، اور دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا، اللہ پاک فرماتے ہیں جو میرے بندوں کو نہیں دے گا۔ میں بھی اسے عطا نہیں کروں گا۔ جو آدمی میرے غرباء اور مساکین کو نہیں دے گا۔ میں بھی اس آدمی کو کچھ نہیں عطا کروں گا۔ اللہ اکبر اللہ

آؤ! اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا کیا کرو، رب تعالیٰ تمہاری دولتوں میں برکت ڈال دے گا۔ کائنات کا رب تمہاری جائیدادوں میں برکت ڈال دے گا۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں زکوٰۃ دو گے، جو تم پر واجب ہے، اس کے دینے سے تمہارا مال کم نہیں ہوگا۔ اس کے دینے سے تمہاری دولت میں کائنات کا رب اور اضافہ کر دے گا اور اگر اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک آدمی جاننے کے باوجود بھی زکوٰۃ کا انکاری ہو جاتا ہے، صحیح حدیث کے مطابق وہ آدمی واجب القتل ہو جاتا ہے۔ جس آدمی کو پتہ ہے کہ زکوٰۃ دینی چاہیے۔ لیکن اس کے باوجود زکوٰۃ کا انکاری ہے وہ آدمی واجب القتل ہے کہاں لکھا ہے؟ بخاری و مسلم کی روایت ہے۔ توجہ کریں۔

میرے آقا عَلَیہِ السَّلام دنیا سے چلے گئے، میرے محبوب عَلَیہِ السَّلام کے جانے کے بعد خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنہُ خلیفہ بنے تو لوگوں نے زکوٰۃ دینی بھی چھوڑ دی۔ بعض نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ کوئی کہتا ہے کہ میں نبی ہوں، کوئی کہتا ہے کہ میں نبی ہوں۔ مرد تو مرد رہ گئے کئی عورتوں نے بھی نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ وہ بھی کہنے لگ پڑیں کہ ہم نبی ہیں۔ ہم نبی ہیں، ان میں سے ایک فتنہ منکرین زکوٰۃ کا اٹھا، لوگ چلتے چلتے سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنہُ کے پاس آئے، کہتے ہیں۔

پیارے ابوبکر رَضِیَ اللہُ عَنہُ بتائیں کیا کرنا چاہیے؟ جو آدمی مال میں سے زکوٰۃ نہیں دیتے ان کا کیا کریں؟ فرمایا: جو آدمی مال میں سے زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ ابوبکر رَضِیَ اللہُ عَنہُ ان کے ساتھ جہاد کرے گا۔ جنگ کرے گا۔ سیدنا عمر رَضِیَ اللہُ عَنہُ پاس بیٹھے تھے۔ فرمانے لگے سیدنا ابوبکر رَضِیَ اللہُ عَنہُ یار! کتنا بڑا فیصلہ کر رہے ہو؟ زکوٰۃ نہ دینے والوں کے ساتھ جنگ کرو گے؟ فرمایا: ہاں ہاں عمر! ابھی سے انہوں نے میرے پیر و مرشد عَلَیہِ السَّلام کے دین کو ان لوگوں نے بدلنا شروع کر دیا ہے۔ اور پھر آگے جا کر کیا بنے گا؟ اس طرح نہیں ہو سکتا، توجہ کریں۔ میرے آقا عَلَیہِ السَّلام کے صحابی رَضِیَ اللہُ عَنہُ خلیفہ اول سیدنا ابوبکر رَضِیَ اللہُ عَنہُ نے فرمایا:

((وَاللّٰہِ لَوْ مَنَعُوْنِیْ عِقَالًا))

فرمایا: مجھے اللہ پاک کی قسم ہے، اگر کوئی آدمی میرے آقا عَلَیہِ السَّلام کے دور میں ایک رسی بھی زکوٰۃ ادا کیا کرتا تھا۔ اگر آج وہ رسی دینے سے بھی انکار کرے گا، تو ابوبکر رَضِیَ اللہُ عَنہُ اس کے خلاف بھی تلوار نکالے گا اور اس کی گردن کو بھی اتارے گا۔ ابھی سے انہوں نے میرے آقا عَلَیہِ السَّلام کے دین کو بدلنا شروع کر دیا ہے، اگر ابھی سے لوگ دین کو چھوڑ گئے تو آگے کیا بنے گا؟ سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنہُ نے ایک لشکر بھیجا، اس لشکر نے جا کر کے لوگوں سے زکوٰۃ وصول کی، جتنے لوگ زکوٰۃ کے منکر تھے۔ ان کو پتہ چل گیا اور پھر انہوں نے اپنے اپنے مال میں سے زکوٰۃ دی ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنہُ کی عقلمندی اور دانائی کی

وجہ سے جو لوگ منکرین زکوٰۃ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو سیدھے راستے پر لگا دیا۔ انہوں نے بھی اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا کرنا شروع کر دی۔ اللہ اکبر اللہ

حضرات ذی وقار! پتہ چلا مال میں سے زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے۔ ایسا آدمی جس کا مال نصاب کے مطابق ہو چکا ہے۔ جس کی دولت، نصاب کو پہنچ گئی ہے۔ اس کو چاہیے اپنے سونے میں سے زکوٰۃ ادا کرے، اپنی چاندی میں سے زکوٰۃ ادا کرے، اپنی گندم میں سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں عشر ادا کرے اور جس کو کائنات کے رب نے مال مویشی عطا کیے ہیں۔ جس نے بکریاں اپنے گھر میں سنبھالی ہیں، جس نے اونٹ اور گائیں اپنے گھروں میں رکھی ہیں۔ اس کو بھی چاہیے اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا کرے، اللہ تعالیٰ کے راستے میں اونٹوں کی زکوٰۃ دے۔ گائیں کی زکوٰۃ دے، بکریوں کی زکوٰۃ دے۔

حدیث پاک میں آتا ہے، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، جس آدمی کو کائنات کے رب نے گائیں عطا کی ہیں اور وہ اپنی گائیں میں سے زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، کل جب میدان محشر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی عدالت لگی ہوگی۔ کائنات کا رب ان ساری گائیں کو لے کر کے آئے گا، اور اللہ تعالیٰ ان کو لوہے کے پاؤں عطا کرے گا، اس آدمی کو اس طرح چٹیل زمین پر پھینک دیا جائے گا۔ وہ گائیوں کا پورا لشکر اس کے اوپر سے گزرے گا۔ اس کو روندتے ہوئے آگے گزرتی جائیں گی۔ پھر واپس آئیں گی اور روندتی جائیں گی۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، جب تک کائنات کا رب حساب و کتاب شروع نہیں کرے گا۔ اس وقت تک اس آدمی کو سزائیں ملتی رہیں گی۔ اپنی گائیوں میں سے زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے کائنات کے رب کی طرف سے اس پر عذاب نازل ہوتا رہے گا اور جو آدمی اپنی بکریوں میں سے زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، یہی حشر اس آدمی کا بھی ہوگا۔ اس کے ساتھ بھی کائنات کا رب اسی طرح ہی کرے گا۔ اللہ اکبر اللہ

آؤ اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیا کرو، یہ نہ

سمجھو جو دولت تمہارے گھر میں آ گئی ہے۔ وہ اکیلا تمہارا حق ہے۔ نہ نہ اس تمہاری دولت میں غریبوں کا حق بھی موجود ہے۔ اس تمہاری دولت میں مسکینوں کا حق بھی موجود ہے۔ اس تمہاری دولت میں یتیموں کا حق بھی موجود ہے۔ ایک بات یاد رکھو! آخر میں، میں محبت سے عرض کروں گا۔ میرے بھائیو! زکوٰۃ دیتے وقت، اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے وقت دیکھا کرو۔ جس جگہ پر میں دے رہا ہوں۔ آیا یہ لوگ صحیح جگہ پر استعمال کریں گے بھی کہ نہیں کریں گے؟ یہ میرا زکوٰۃ کا دیا ہوا مال آیا صحیح جگہ پر استعمال ہوتا ہے۔ یا غلط جگہ پر استعمال ہوتا ہے؟ ایسا آدمی تلاش کرو جو نمازی ہو، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہو۔ ایسے آدمی کو زکوٰۃ دینے کا کوئی فائدہ نہیں جو اچھا بھلا نوجوان بھی ہو اور سارا دن آوارہ گردی کرتا ہو۔ پھر کہتا پھرے کہ مجھے غربت نے مار دیا ہے۔ غربت نے میری کمر توڑ دی ہے۔ نہ نہ ایسا آدمی بالکل اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں، میرے نبی ﷺ تشریف فرما ہیں۔ ایک ینگ نوجوان کھڑا ہو کر کے کہتا ہے۔ محبوب چندے کے لیے اعلان کر دیں۔

میں بڑا غریب ہوں، میں بڑا کنگال ہوں۔ میرے لیے اعلان کر دیں، کوئی دولت اکٹھی کر دیں۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ آؤ میرے پاس آ جاؤ، میرے آقا علیہ السلام نے اس کو اپنے پاس بلا لیا۔ فرمایا: تم اچھے بھلے انسان ہو۔ ینگ نوجوان ہو۔ تم مانگتے ہوئے اچھے نہیں لگتے ہو، کہا: محبوب میں آج کے بعد نہیں مانگتا لیکن میں کیا کروں؟ میں کوئی کاروبار کیسے کروں؟ میرے پاس تو کوئی پیسہ ہی نہیں ہے۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: لاؤ میرے صحابہ کوئی تھوڑے بہت پیسے جمع کرو۔ تھوڑے سے پیسے جمع کیے گئے۔ ان پیسوں کا میرے آقا علیہ السلام نے اس کو کلہاڑا خرید کر دیا۔ فرمایا لے جاؤ اور جا کر کے لکڑیوں کا کام کرو، کلہاڑا جنگل میں لے گیا۔ لکڑیاں کاٹ کر کے لایا اور لا کر کے بازار میں فروخت کیں۔ اللہ تعالیٰ نے روپے عطا کیے کچھ رکھ لیے، کچھ اپنے گھر پر خرچ کر لیے۔ دوبارہ پھر لکڑیاں کاٹ کر کے لایا، فروخت کیں تو اللہ تعالیٰ نے پھر روپے عطا کیے، کچھ اپنے گھر پر لگا لیے اور کچھ

بچت ہوگئی۔ اس طرح کرتا رہا، کرتا رہا کافی دنوں کے بعد دوبارہ پھر میرے آقا علیہ السلام کے پاس آیا۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، یار تمہارے چہرے کی رنگت بھی بدل گئی ہے۔

تمہارے جسم کا انداز بھی بدل گیا ہے۔ عرضیں کرتا ہے محبوب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بتایا ہوا طریقہ بڑا کامیاب نکلا ہے، محبوب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خریدے ہوئے کلہاڑے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ایک بے روزگار کو امیر بنا دیا ہے۔ دولت مند بنا دیا ہے۔

ایک یہ بھی طریقہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کا ہے۔ کوئی اس طرح کا آدمی نظر آئے تو اسے کاروبار کروا دو۔ لیکن وہ انسان کا بیٹا ہو۔ مواحد ہو، نمازی ہو، مشرک نہ ہو۔ اس طرح کے آدمی کو دینے کا تمہیں کوئی فائدہ نہیں جو مشرک ہو۔ اس کو فائدہ ہوگا جو خود اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوگا۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ان بندوں کا ذکر کیا ہے۔ جن بندوں کو دینا چاہیے۔ وہ کون سے بندے ہیں؟ میرے محبوب علیہ السلام نے فرمایا: سب سے بہترین وہ آدمی ہے۔ جس کو زکوٰۃ کا مال دینا چاہیے، صدقہ دینا چاہیے۔ فرمایا وہ ہے بھی بڑا غریب ہے، کھانے کے لیے گھر میں بھی کچھ نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ لوگوں کو پتہ نہیں چلنے دیتا کہ میں غریب ہوں۔ گھر میں کچھ نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی عوام الناس کو پتہ نہیں چلنے دیتا کہ میں غریب ہوں۔

حدیث پاک میں آتا ہے، میرے محبوب علیہ السلام کا ایک صحابی رضی اللہ عنہ ہے۔ نماز پڑھتا ہے، فوراً گھر میں چلا جاتا ہے۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ بات کیا ہے؟ بات بتاؤ! عرض کرتا ہے محبوب علیہ السلام یہی ایک کپڑا ہے۔ میں اس میں نماز پڑھتا ہوں، پھر میری بیوی اس میں پڑھتی ہے۔ گھر میں کوئی اور ایسا صاف کپڑا بھی نہیں ہے۔ میرے آقا علیہ السلام کو اس کی غربت پر بڑا ترس آیا فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم جلدی کرو۔ یہ بے چارہ بہت غریب ہے، اس کے لیے دولت جمع کرو۔ میرے آقا علیہ السلام کا ایک صحابی کھڑا ہوا۔ عرض کرتا ہے محبوب علیہ السلام میرے پاس بکریوں کا ریوڑ موجود ہے۔ وہ میرے اس بھائی کو دے

دیں۔ اس صحابی رضی اللہ عنہ نے بکریوں کے ریوڑ کو آگے لگایا اور اپنے گھر چلا گیا۔ اس طرح جا کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ جب بیوی نے بکریوں کا ریوڑ دیکھا کہا بتایئے یہ کہاں سے لے کر کے آئے ہیں؟ کہا میں نے محبوب علیہ السلام کے سامنے یہ بات کی ہے اور مجھے یہ بکریوں کا ریوڑ مل گیا ہے۔ واہ میں ایسی عورتوں پر قربان جاؤں! کہا میرے سر کے سائیں میری بات سنو! یہ سب کچھ واپس لے کر کے چلے جاؤ۔ تم تو میرے پروردگار کا شکوہ کر کے آ گئے ہو؟ تم میرے مالک کا شکوہ کر کے آ گئے ہو۔ کوئی بات نہیں اگر رب نے کچھ نہیں دیا لیکن تمہیں اللہ پاک کا شکوہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ میں قربان جاؤں۔

اس کو دو جو مانگا نہ کرے، اس کو دو جس کے آثار سے تمہیں غربت نظر آئے، اس کو دو جس کے بچے گھر میں بھوکے ہوں، مگر بازاروں میں جا کر چوریاں نہ کرتے ہوں۔ اس کی ہتھیلی پر جا کر کے رکھو جو چرس پی کر کے اپنے گھر کو برباد نہ کرتا ہو۔ اس کی ہتھیلی پر جا کر کے رکھو جو نمازیں پڑھتا ہو اور قبریں نہ چاٹتا ہو۔ اس کی ہتھیلی پر جا کر کے رکھو جو آدمی ایک اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہو، اس کے چہرے سے غربت محسوس ہوتی ہو، جگہ جگہ ہاتھ پھیلانے والا نہ ہو۔ اس طرح کا غریب آدمی کائنات کے رب کو بڑا پیارا لگتا ہے۔ اس کا صبر کرنا رب پسند کرتا ہے۔ اس کا شکر کرنا کائنات کا رب پسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن بیان کرتا ہے۔ اگر جمع کیے جاؤ گے، جمع کیے جاؤ گے۔ ایک اللہ والے نے دولت کی مثال بڑی پیاری دی ہے۔ فرماتے ہیں، دولت کی مثال اس طرح سمجھ لیں جس طرح سمندر میں پانی ہوتا ہے، جب سمندر کے اندر پانی ہو، کناروں تک پانی ہو، اس وقت وہ پانی کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا۔

مگر جب کناروں سے پانی بڑھتا جائے گا تو آس پاس کے لوگوں کو اپنے اندر سمیٹتا جائے گا۔ اسی طرح دولت کی مثال ہے۔ جب آدمی کے پاس دولت ہو ضرورت کے مطابق ہو۔ اس وقت کسی کو نقصان نہیں کرتا، مگر جب دولت سے آدمی بھرتا جاتا ہے، تو

پھر آنکھوں پر دولت کا نشہ چڑھ جاتا ہے، پھر دولت کے نشے میں آدمی زنا بھی کرتا ہے۔ دولت کے نشے میں غریبوں پر ظلم بھی کرتا ہے۔ دولت کے نشے میں بدکاری بھی کرتا ہے۔ دولت کے نشے میں پتہ نہیں کیا کیا کچھ کر جاتا ہے؟ اس دولت کو کنٹرول میں رکھو، رب جتنی بھی دے مگر اپنی اوقات نہ بھولا کرو۔ رب جتنی بھی دے مگر اپنی حیثیت نہ بھولا کرو۔ اپنی اوقات میں رہو گے تو رب اور دے دے گا۔ اگر اوقات سے باہر ہو جاؤ گے، تو جو رب ان کے باغ کو آگ لگا سکتا ہے۔ تو تمہاری فیکٹری کو بھی جلانا رب کے لیے مشکل نہیں۔ اگر کائنات کا رب آندھی بھیج کر کے بنا بنایا باغ تباہ کرسکتا ہے تو تمہاری کوٹھی کو گرانا بھی رب کے آگے مشکل کوئی نہیں۔ آؤ اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا کرو۔

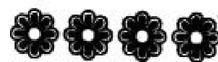
اللہ پاک فرماتے ہیں:

﴿يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ۝﴾ (التوبۃ:۳۵)

فرمایا: لوگو! زکوٰۃ ادا نہیں کرو گے تو تمہاری دولتیں تمہارے چہرے کا دھبہ بن جائیں گی۔ تمہاری پشت کا نشان بن جائیں گی، تمہارے سینے کے لیے اذیت کا سامان بن جائیں گی۔ وہ دولت وبال جان بن جائے گی، جس دولت سے زکوٰۃ ادا نہیں کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ مال کو پاک کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

زکوٰۃ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



عدل وانصاف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَ الۡاِحۡسَانِ وَ اِيۡتَآئِ ذِى الۡقُرۡبٰى وَ يَنۡهٰى عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡكَرِ وَ الۡبَغۡىِ يَعِظُكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ۝﴾ (الحجر: ۹۰)

((وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ))

اللہ پاک دی نظر وچ او کجھ وی نئیں
پانویں شکلوں، صورتوں چند ہووے
کوڈی مل نئیں اوہدا خدا اگے
پانویں قارون نالوں دولت مند ہووے
تے کلیاں علم پڑھیاں گل بن دی نئیں
پانویں پڑھدیاں عمر گئی لنگ ہووے
او یارو رب اونوں پسند کردا
قرآن وسنت دا جیہڑا پابند ہووے

ہر قسم کی حمد وثنا اللہ جل شانہ کی اقدس کے لیے ہے۔ درود وسلام آقائے دو جہاں سید الاولین، والآخرین، امام اعظم، امام کائنات، امام المرسلین، امام المجاہدین، جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس، اطہر، اعلیٰ و بالا کے لیے ہوں۔

حضرات ذی وقار! قرآن کریم کی جو آیت مبارکہ میں نے اس وقت تلاوت کی ہے۔ اللہ رب العزت نے اس آیت میں تین چیزوں کا حکم دیا ہے اور تین چیزوں سے

منع فرمایا ہے، کل چھ چیزوں کا ذکر اس آیت مبارکہ میں موجود ہے۔ میں ان شاء اللہ ان سب چیزوں میں سے صرف ایک چیز کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ توجہ میری طرف کر کے گفتگو کو سماعت فرمانا ہوگا، تاکہ یہاں سے سن کر کے جاؤ تو کوئی مسئلہ یا کوئی بات اپنی گرہ سے باندھ کر کے لے جاؤ، جو بقیہ زندگی میں تمہارے کام آنے والی ہو۔ اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں ان تین چیزوں کا حکم فرمایا ہے۔ آؤ ذرا اللہ تعالیٰ کے قرآن پر غور کرتے جائیں۔ الٰہ العالمین نے فرمایا، پروردگار عالم کا قرآن اس بات کا ذکر کر رہا ہے۔ فرمایا:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْإِحْسَانِ وَ إِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ٥﴾ (الحجر: ۹۰)

اللہ تعالیٰ کا قرآن سنو تو محبت سے سبحان اللہ کہا کرو۔ رب تعالیٰ کا قرآن سن کر کے محبت و پیار کا اظہار کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن کن باتوں کا ذکر کر رہا ہے؟

ذرا توجہ کرتے جائیں۔ فرمایا: کائنات والو! إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْإِحْسَانِ فرمایا: کائنات والو! اللہ تعالیٰ تمہیں عدل اور انصاف کا حکم دیتا ہے۔ ہر مسئلے میں انصاف کرو، ہر جھگڑے میں انصاف کرو، ہر محفل میں انصاف کرو، ہر جگہ پر انصاف کرو۔ میرے بھائیو! انصاف کا مسئلہ صرف حکمرانوں تک محدود کوئی نہیں، عام سمجھا جاتا ہے کہ عدل وانصاف کریں تو حکمران کریں۔ حکمرانوں کی بات بعد میں ہے۔ ہر انسان اپنی جگہ پر عدل وانصاف کرنے والا بن جائے، اگر کوئی گھر کا سربراہ ہے تو وہ اپنے گھر میں انصاف کیا کرے۔ اپنے بیوی بچوں میں انصاف کیا کرے، اگر کوئی کلاس کا انچارج ہے تو وہ اپنی کلاس میں انصاف کیا کرے۔ اگر کوئی سکول کا ہیڈ ماسٹر ہے تو وہ اپنے سکول میں انصاف کیا کرے۔ ہر جگہ پر، ہر مقام پر قرآن نے انصاف کا تقاضا بیان کیا۔ آؤ ذرا غور کرتے جائیں، توجہ کرتے جائیں اللہ تعالیٰ کے قرآن کا دوسرا مقام ہے:

فرمایا: کائنات والو!

﴿اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَo﴾ (المآئدة: ٤٢)

فرمایا: کائنات والو! اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والے لوگوں کو پسند کرتا ہے، جو دنیا پر نصاف کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے پیار کرتا ہے۔ جو دنیا پر انصاف نہیں کرتا وہ انسان کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔ الله اکبر الله

حدیث مبارک میں آتا ہے، میرے اور تمہارے پیرومرشد جناب محمد ﷺ نے فرمایا: کس نبی علیہ السلام نے فرمایا: کس نبی کریم ﷺ نے فرمایا؟ جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کا قرآن اس طرح بیان کرتا ہے۔ فرمایا:

﴿وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَo﴾ (الانبیاء: ١٠٧)

جس نبی اکرم ﷺ کو کائنات کے رب نے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر کے بھیجا، پوری دنیا کے لیے رحمت بنا کر کے بھیجا اور جس نبی کریم ﷺ کے بارہ میں جگہ جگہ یہ ترانہ گائے پھرتا ہوں کہ ؎

جگ سارے دا محبوب مدنی مٹھا
جتھوں لنگدا گیا رنگ لاندا گیا
جگ سارے دا محبوب مدنی مٹھا

یہ سبحان اللہ! صرف بچوں پر ہی فرض نہیں ہے، بڑے بھی سبحان اللہ کہیں، اللہ والو! سبحان اللہ کہنے سے بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ پتہ ہے کیا فائدہ ہوتا ہے؟ ایک بار سبحان اللہ کہیں تو جنت میں ایک درخت لگ جاتا ہے۔ ایک نیا مسئلہ اور تیار ہوگیا ہے، وہ بھی سن لو! وہ یہ ہے ہاں اگر سبحان اللہ کہیں تو جنت میں ایک درخت لگ جاتا ہے اور اگر جاتے ہوئے کسی اور کا جوتا پہن کر کے چلے جائیں تو پھر کٹ بھی جاتا ہے۔ اس چیز کا بھی خیال رکھیں۔ توجہ کرتے جائیں، میں کیا بیان کر رہا ہوں؟ میں محبت سے کہہ رہا ہوں کہ ؎

جگ سارے دا محبوب مدنی مٹھا

جتھوں لنگدا گیا رنگ لاندا گیا
جھڑے آندے گئے نیڑے بہندے گئے
سینے لا کے محمدؐ بٹھاندا گیا
جگ سارے دا محبوب مدنی مٹھا
جتھوں لنگدا گیا رنگ لاندا گیا

میرے اور تمہارے پیرومرشد جناب محمد ﷺ نے فرمایا: کائنات والو! جو آدمی اپنے گھر میں انصاف کرتا ہے، جو آدمی اپنے گھر میں انصاف کا ترازو قائم نہیں کرتا، فرمایا: کل قیامت والے دن وہ شخص اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک حصہ ہی مارا ہوا ہوگا، ایک حصہ مفلوج ہو جائے گا۔ اللہ اکبر اللہ

اس لیے ہر جگہ پر انصاف کیا کرو، ہر مقام پر انصاف کیا کرو، میرے آقا علیہ السلام نے ایک ایک جگہ پر انصاف کرنے کا حکم دیا ہے۔ ذرا توجہ کریں، غور کرو گے تو مسئلہ سمجھ میں آئے گا۔ میں چاہتا ہوں آج عدل وانصاف کا مسئلہ تمہیں سمجھا کر کے چلا جاؤں۔

میرے آقا علیہ السلام نے ایک ایک موقع پر عدل کرنے کا حکم دیا، حتیٰ کہ میرے آقا علیہ السلام نے اپنی اولاد میں، اپنے بیٹوں میں پیار بانٹنے کے بارہ میں بھی عدل کا حکم دیا۔

ایک دن میرے آقا علیہ السلام اس طرح تشریف فرما ہیں، میرے محبوب علیہ السلام کا ایک صحابی چلتا چلتا آ کر کے میرے آقا علیہ السلام کے پاس بیٹھ گیا۔ میرے آقا علیہ السلام کے پاس بیٹھا اور باتیں ہونا شروع ہو گئیں۔ گفتگو کرتے کرتے اس صحابی نے دیکھا، اس کا چھوٹا سا بچہ دور سے دوڑتا ہوا آ رہا ہے۔ اس نے جب اپنے بیٹے کو دیکھا تو اٹھ کر کے کھڑا ہو گیا۔ دوڑ کر کے گیا اور اپنے بیٹے کو اٹھا کر کے لایا اور اپنے بیٹے کا چہرہ چوما اور چوم کر کے اپنے بیٹے کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔ میرے آقا علیہ السلام سے دوبارہ باتیں کرنے لگ گیا۔ گفتگو کرنے لگ گیا، ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہے، اس صحابی کی بیٹی بھی دوڑتی ہوئی آئی۔ پہلے بیٹے کو تو اٹھا کر کے لایا تھا لیکن اب اس کی بیٹی آئی تو نہ اس نے اٹھ کر کے

اسے اٹھایا اور نہ اپنی بیٹی کا چہرہ چوما ہے، بس بیٹی آئی اور اس طرح پاس آ کر کے بیٹھ گئی۔ میرے محبوب علیہ السلام فرماتے ہیں: اے میرے صحابی! تم نے انصاف نہیں کیا، اپنے بیٹوں میں انصاف بانٹنے کے بارہ میں تم نے انصاف نہیں کیا۔ تمہارا بیٹا آیا تو اس کا چہرہ چوم کر کے اسے اپنے پاس بٹھا لیا۔ کچھ سوچو تو سہی تمہاری بیٹی کے دل میں کیا گزرتی ہوں گی؟ میرے باپ نے میرے بھائی کا چہرہ چوما ہے، مگر مجھ سے پیار کیوں نہیں کیا؟ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: اے میرے صحابی! آج کے بعد کبھی ایسا نہ کرنا، اگر اپنے بیٹے کا چہرہ چومتے ہو تو اپنی بیٹی سے بھی اسی طرح ہی پیار کیا کرو جس طرح اپنے بیٹے کو پیار دیا ہے۔ اسی طرح اپنی بیٹی کو بھی پیار دیا کرو۔ میرے صحابی! پیار بانٹنے میں بھی عدل کیا کرو، پیار بانٹنے میں بھی انصاف کیا کرو۔ میرے محبوب علیہ السلام نے اس صحابی کو عدل وانصاف کا حکم دیا ہے۔

یہی بات تو اللہ تعالیٰ کا قرآن بیان کرتا ہے: فرمایا:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْإِحْسَانِ﴾ (الحجر: ۹۰)

میں صدقے اور قربان جاؤں، قرآن میری اور تمہاری راہنمائی کیسے کیسے کر رہا ہے؟ قرآن مجھے اور تمہیں کیسے کیسے مسائل سمجھا رہا ہے؟ قرآن مجھے اور تمہیں کون کون سی چیزوں کا حکم دے رہا ہے؟ آؤ لوگو! اللہ تعالیٰ کے قرآن پر عمل کریں۔ آؤ لوگو! قرآن کی باتوں پر عمل کریں۔ پھر میں کیوں نہ یہاں بھی محبت سے کہوں؟ کہ ؏

آ من لے قرآن دا کہنا جے توں جنت وچ گھر لینا
او چھڈ رسم رواج تمامی کر نبیؐ دی قبول غلامی
تینوں حوراں وی دین سلامی پا لے سنت والا گہنا
آ من لے قرآن دا کہنا جے توں جنت وچ گھر لینا
او پھر چل ہاں مکے بیت اللہ تیرے معاف گناہ کرے اللہ
اوہدی رحمت دا پھڑ پلا در اس دے کھلو لینا

آ من لے قرآن دا کہنا جے توں جنت وچ گھر لینا

میں قربان جاؤں، میرے آقا علیہ السلام نے عدل وانصاف کا حکم دیا ہے۔ ہر موقع پر میرے آقا علیہ السلام نے عدل کرنے کا حکم دیا۔ ادھر ذرا توجہ کریں، ایک دن میرے محبوب علیہ السلام گھر میں تشریف فرما ہیں۔ تھوڑی دیر تک میرے آقا علیہ السلام بیٹھے اور پھر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں چلے گئے۔ جب میرے آقا علیہ السلام مسجد نبوی میں چلے گئے۔ بعد میں گھر میں ماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا اکیلی رہ گئیں۔ تھوڑی دیر گزری ہے، ایک فقیرنی نے آکر کے دروازہ کھٹکھٹایا۔ ایک مانگنے والی نے آکر کے دروازہ کھٹکھٹایا۔ ماں جی نے باہر جا کر کے دروازے پر دیکھا تو ایک عورت سوال کر رہی ہے۔ اس کی دو بیٹیاں ہیں، دونوں کا رنگ کالا ہے۔ ایک اس کے دائیں طرف کھڑی ہے، ایک اس کی بائیں طرف کھڑی ہے۔ یہ فقیرنی بول کر کے کہتی ہے، میں تمہارے دروازے پر آکر کے سوال کرتی ہوں۔ مجھے اللہ کے لیے کوئی کھانے کے لیے چیز دے دو، ہم تینوں نے ابھی تک کچھ کھایا ہی نہیں ہے۔ کھانے کو کچھ ملا ہی نہیں ہے۔ ماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا جلدی جلدی گھر میں گئیں۔ جا کر کے سارے گھر میں دیکھا مگر کھانے کے لیے کوئی چیز نہ ملی، صرف ایک کھجور ملی، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہی کھجور پکڑی اور لا کر کے اس عورت کے ہاتھ پر رکھ دی۔ توجہ کریں، غور کریں۔

انصاف کرنے والا انسان اللہ کریم کو کتنا پیارا لگتا ہے؟ اس طرح کھجور لا کر کے ماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس عورت کے ہاتھ پر رکھ دی۔ اب اس عورت نے دیکھا کہ کھجور ایک ہے اور کھانے والی تین ہیں۔ ایک ماں اور دو بیٹیاں ہیں۔ اس عورت نے کھجور کو دو حصوں میں تقسیم کیا، آدھی کھجور اس بیٹی کو دے دی۔ آدھی کھجور دوسری بیٹی کو دے دی اور گٹھلی اٹھائی اور اپنے منہ میں ڈال کر کے گٹھلی کو چوسنا شروع کر دیا۔ ماں جی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ نظارہ بڑا پیارا لگا۔ دیکھو نہ ماں کی ممتا کا درد کیا ہے؟ ماں کھجور کی گٹھلی چوس رہی ہے اور اپنی بیٹیوں کو کھجوروں کے ٹکڑے دے دیئے ہیں۔ اللہ کی قسم ہے یہ

اس وقت کی ماں کی بات نہیں ہے بلکہ آج کی ماں کے دل میں رب نے درد رکھا ہے تو یہی رکھا ہے۔

آج کی ماں خود بھوکی رہ سکتی ہے، لیکن اپنے بیٹوں کو ماں بھوکا نہیں دیکھ سکتی۔ آج کی ماں خود بھوک برداشت کرسکتی ہے۔ لیکن اپنے بیٹوں کی بھوک والی غش برداشت نہیں کرسکتی۔ ماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ماں کا یہ پیار بڑا پسند آیا، عورت چلی گئی۔ ادھر سے میرے آقا علیہ السلام گھر میں آئے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں، محبوب میں نے تو آج ایک ماں کا بڑا ہی انوکھا پیار دیکھا ہے۔ آج ایک ماں کی ممتا کا درد میں نے عجیب ہی دیکھا ہے۔ فرمایا: بولو! عائشہ رضی اللہ عنہا کیسا درد دیکھا ہے؟ محبوب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چلے جانے کے بعد ایک فقیرنی گھر میں آئی، اس نے مجھ سے سوال کیا اور مجھے گھر میں سے صرف ایک کھجور ملی، سوہنیا! اُس کی دو بیٹیاں تھیں۔ اس نے خود بھوکی رہ کر گزارا کرلیا۔ کھجور کے دو ٹکڑے کر کے دونوں کو آدھی آدھی کھلا دی۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: اے عائشہ! یہی فقیرنی جب دوبارہ تمہارے پاس آئے تو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری اسے دے دینا۔ اس نے اپنی دونوں بیٹیوں کے درمیان انصاف کر کے دکھایا ہے۔ ایک کو آدھی کھجور دی تو دوسری کو بھی آدھی کھجور ہی دی۔ ان میں انصاف کیا ہے۔ کائنات کے رب کو یہ عورت اتنی پسند لگتی ہے اللہ کریم نے اس چلتی پھرتی کو جنت کا داخلہ عطا کردیا ہے۔ اللہ اکبر اللہ

لوگو! عدل کیا کرو، اپنی بیٹیوں کے درمیان انصاف کیا کرو، اپنی بیٹیوں کے درمیان انصاف کیا کرو۔ آج میں نے دنیا پر بڑے بڑے جاگیردار دیکھے ہیں، کہتے ہیں چلو بیٹوں کو تو حق دے دیں، مگر بیٹیوں کو کیا دینا ہے؟ ان کو حق دینے کی کیا ضرورت ہے؟ اے اللہ کے بندے! رب سے ڈرا کرو۔ ان بیٹیوں نے تمہارے گھر سے کیا لے کر کے جانا ہوتا ہے؟ یہ تو صرف پیار کی ہی بھوکی ہوا کرتی ہیں۔ بھلا بیٹیاں بھی کسی گھر میں

ہمیشہ رہنے والی ہوتی ہیں؟ اللہ کی قسم ہے، میں نے کئی ایسے بھی گھرانے دیکھے ہیں۔ بیٹیوں سے تو پیار ہوتا ہے مگر بیٹیوں پر ظلم کیا جاتا ہے۔ یارو! اپنی بیٹیوں پر ظلم نہ کیا کرو۔ آج نہیں تو کل تمہارے گھر سے جانے والی ہیں، آج نہیں تو کل تمہارے دروازے سے اٹھ کر کے چلی جائیں گی۔ ان کی ڈولی اٹھ جائے گی۔ میرے محبوب علیہ السلام نے بھی اپنی بیٹیوں کے درمیان انصاف کر کے دکھایا۔ اللہ کی قسم ہے، میرے آقا علیہ السلام نے پیار بانٹنے میں بھی اپنی بیٹیوں کے ساتھ انصاف کیا۔

جو پیار زینب رضی اللہ عنہا کو ملا، وہی پیار ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو ملا، جو پیار رقیہ رضی اللہ عنہا کو ملا، وہی پیار سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی ملا اور وہ وقت بھی تم جانتے ہو۔ جب میرے محبوب علیہ السلام نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دے دیا۔ اپنی بیٹی کو آقا علیہ السلام نے اس طرح رخصت کیا اور یارو! تم جانتے ہو۔ زندگی میں کچھ موڑ ایسے آتے ہیں، جن موڑوں پر لوگوں کو بچھڑے ہوئے یاد آجایا کرتے ہیں، جن موڑوں پر چلے جانے والوں کی یادیں لوگوں کو ستایا کرتی ہیں۔ آج میرے محبوب علیہ السلام کی لخت جگر کی ڈولی اٹھ رہی ہے۔ میرے محبوب علیہ السلام فرماتے ہیں: فرمایا: جاؤ نہ میری بیٹی کو علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں لے کر کے جاؤ۔ سیدہ عائشہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تیار کیا۔ میرے آقا علیہ السلام خود سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو لینے آئے۔ جب میرے آقا علیہ السلام نے اس طرح اپنی بیٹی کو دیکھا، ادھر سے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے میرے محبوب علیہ السلام کو دیکھا تو رہا نہ گیا۔ منہ سے یہ جملہ نکل گیا۔ کہتی ہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا آج دنیا پر اگر تمہاری ماں زندہ ہوتی تو وہ دیکھتی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی بیٹی کو کتنی عظمتیں عطا کی ہیں؟

ہائے فاطمہ رضی اللہ عنہا! کے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے، میرے محبوب علیہ السلام کی آنکھیں بیٹی کا غم دیکھ کر کے برس پڑیں، میرے آقا علیہ السلام نے اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس طرح سینے سے لگایا۔ فرمایا: فاطمہ رضی اللہ عنہا میں نے آج تک تمہیں باپ والا پیار بھی دیا ہے اور

تمہیں ماں والا پیار بھی دیا ہے، میں نے تم میں پیار بانٹنے میں بھی بے انصافیاں نہیں کیں، اگر تمہاری ماں چلی گئی ہے تو کیا ہوا؟ میں تمہیں ماں والے لاڈ بھی تو لڑاتا رہا ہوں۔ اللہ کی قسم ہے، میرے آقا علیہ السلام نے اپنی بیٹیوں میں بھی انصاف کیا ہے۔ میرے آقا علیہ السلام نے اپنی بیٹیوں سے بھی پیار کیا ہے۔ جس طرح میرے آقا علیہ السلام بیٹوں سے پیار کرتے رہے، اسی طرح میرے آقا علیہ السلام بیٹیوں سے بھی پیار کرتے رہے، آج تم اس نبی ﷺ کے امتی ہو کر کے بیٹیوں کے حق مار لیتے ہو۔ تمہیں رب سے ڈر کیوں نہیں آتا؟ تم کہتے ہو انہوں نے جائیدادیں کیا کرنی ہیں؟ زمینیں ان بیٹیوں کے کیا کام آنی ہیں؟

مانو یا نہ مانو مگر تمہارا حق بنتا ہے، بیٹی کا حق بیٹی کو دینا چاہیے۔ انصاف کیا کرو، انصاف کیا کرو۔ انصاف کرنے والا انسان میرے پروردگار کو پسند ہے۔ آؤ لوگو! ذرا توجہ کرتے جائیں، کہاں مجھے رب کا پیار یاد آ گیا؟ اللہ اکبر اللہ

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کون ہیں؟ یہ وقت کے حکمران ہیں، اس طرح چھوٹی عید جس کو رمضان والی عید کہا جاتا ہے۔ رمضان سے تین چار دن پہلے حکمران کے گھر پر دستک ہوئی ہے۔ آنے والا کہتا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ باہر تو آئیں، باہر کی طرف سے لوگوں نے کپڑے بھیجے ہیں۔ غریبوں میں تقسیم کرنے کے لیے کپڑے آئے ہیں۔ یہ کپڑے لے لیں تاکہ غریبوں میں تقسیم کر دیں۔ سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ گھر سے نکلے ہیں۔

ذرا توجہ کریں، یارو! میں کسی پر اٹیک کرنے کے لیے نہیں آیا۔ میں کسی کا دل دکھانے کے لیے نہیں آیا۔ یارو اگر کوئی لیڈر ہے تو وہ بھی سبق پڑھ لے، اگر کوئی ناظم ہے تو وہ بھی سبق یاد کر کے لے جائے، اگر کوئی حکمران ہے تو وہ بھی سبق دل کی تختیوں پر نوٹ کر کے لے جائے، ادھر سے وقت کا حکمران گھر سے نکل رہا ہے۔ کس لیے؟ غرباء میں کپڑے تقسیم کرنے کے لیے نکل رہا ہے۔ گھر سے نکلے تو پیچھے سے اس طرح بیوی نے پکڑ

لیا اور کہتی ہے۔ اے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ جی جاؤ، ضرور جاؤ، ضرور جاؤ غریبوں میں کپڑے تقسیم کر کے آؤ۔ لیکن میری بات بھی سن لیں۔ آپ کے گھر میں دو بچیاں موجود ہیں، جن کے پاس عید کے دن پہننے کیلئے کپڑے بھی موجود نہیں ہیں۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ گئے، جا کر کے لوگوں میں کپڑا تقسیم کیا اور گھر خالی واپس آ گئے۔ جب بیوی نے دیکھا ہاتھ خالی ہیں، دونوں بیٹیاں اٹھیں اور اٹھ کر کے اپنے کپڑے لا کر کے سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے سامنے رکھ دیئے۔

اللہ کریم کی قسم ہے، یارو! بیٹیوں کا غم والدین سے نہیں دیکھا جاتا، سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ خود بیان کرتے ہیں، کہتے ہیں میں نے خود اس طرح اپنی جوان بیٹیوں کی قمیضوں کو دیکھا۔ جن پر چار چار ٹاکیاں لگی ہوئی تھیں، میری بیٹیاں اس طرح قمیضیں لے کر کے آئیں اور رو کر کے کہتی ہیں۔

بابا حکمران کی بیٹیاں ہوں، تو ان پر کیا عید والے دن بھی نئے سوٹ کا حق نہیں ہے؟ کیا عید والے دن بھی ہمیں نیا سوٹ میسر نہیں ہے؟ بابا جب لوگوں کے بچے جائیں گے، جب لوگ نئے کپڑے پہن کر کے جائیں گے۔ حکمران کی بیٹیاں پیوند والے کپڑے پہن کر کے جائیں گی تو کیا بنے گا؟ فرمایا: میری بیٹیو! مجھے تمہاری باتوں کا پتہ ہے، ان غریبوں میں سے کوئی کپڑا بچا ہی نہیں جو کہ میں تمہارے لیے لے کر کے آتا، وہ میں غریبوں کو دے کر کے آ گیا ہوں۔ تم پرانے پہن کر کے گزارہ کر لو، کل قیامت والے دن اللہ تعالیٰ ریشم کے لباس تمہیں عطا کر دے گا۔

آج گرانٹ آئے تو پہلے تمہاری کوٹھی بن جاتی ہے، آج تمہارے گھر میں دولتوں کے انبار لگ جائیں۔ میرے محبوب علیہ السلام کی بیٹی کے غم کو یاد کرو جب ہاتھوں پر چھالے موجود تھے۔ جب میرے آقا علیہ السلام کی بیٹی نازک بدن لے کر کے اپنے کندھوں پر اٹھا کر کے پانی کی مشکیں لے کر کے آیا کرتی تھیں اور ہاتھ دکھایا کرتی تھی۔ سوہنیا بابا گھر کا کام

کاج کر کر کے ہاتھوں پر زخم بن گئے ہیں، فرمایا: بیٹا زخم اپنے پاس رکھو، میں محمد ﷺ انصاف کرنے والا ہوں، مدینہ کے غریبوں کو دے دوں گا۔ مگر تمہارے لیے میرے پاس کوئی غلام موجود نہیں ہے۔ تمہارا نبی کریم ﷺ تو انصاف کرتا رہا ہے۔ مگر آج تم میں انصاف کیوں نہیں ہے؟ رب کعبہ کی قسم اٹھا کر کے کہتا ہوں۔ یہی انصاف ختم ہوا تو تمہارے ملک میں ایک ایک چیز کی کمی واقع ہوگئی ہے اگر آج بھی تمہارے ملک میں انصاف پیدا ہو جائے تو یقین جانو تمہاری ہر چیز میں برکت پڑ جائے۔

آج تمہارا آٹا ختم ہوگیا۔ پانی بند ہوگیا، بجلی بند ہوگئی۔ مسلمان کی وہ بیٹی جس نے کبھی دہلیز سے باہر قدم رکھ کر کے نہیں دیکھا تھا۔ وہ آج آٹا لینے کے لیے قطاروں میں کھڑی نظر آرہی ہے۔ یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ کیونکہ تم میں انصاف نہیں رہ گیا۔ تم میں عدل نہیں رہ گیا، جب تم میں عدل آجائے گا۔ اس وقت سب کچھ واپس لوٹ آئے گا۔ توجہ کریں۔

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا یہ دور ہے اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، مجھے ایک بار موقع ملا تو میں سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے بیت المال میں گیا، کہتے ہیں، جب میں ان کے بیت المال میں گیا۔ میرے سامنے وہ گندم لے کر کے آئے، میں نے گندم کا دانہ دیکھا۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما قسم اٹھا کر کے کہتے ہیں، لوگو! میں جھوٹ نہیں بول رہا ہوں۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے بیت المال کے گندم کا دانہ اس طرح لگتا تھا، جیسے کھجور کا دانہ ہوتا ہے۔ اتنا بڑا گندم کا دانہ ہے، یہ اس دور کی بات ہے جب حکمران کی بیٹیاں پیوند والے کپڑے پہنا کرتی تھیں۔ یہ اس دور کی بات ہے، جب حکمران چٹیل زمین پر لیٹا کرتا تھا۔

کائنات والو! آؤ آج بھی انصاف پیدا کرو، اگر آج انصاف آگیا تو دنیا پر رحمتیں اور برکتیں دوبارہ لوٹ کر کے آجائیں گی۔ اللہ اکبر اللہ

ذرا توجہ کریں، میرے بھائیو! زندگی کا کیا پتہ ہے؟ کب ختم ہو جائے؟ پتہ نہیں مجھے گھر

جانا بھی نصیب ہونا ہے کہ نہیں ہونا۔ پتہ نہیں تم نے اٹھ کر کے اپنی بیوی بچوں میں جانا ہے کہ نہیں جانا، یارو! اکٹھے ہو ہی گئے ہو تو کیوں نہ کوئی محبت کی باتیں کر جائیں؟ ہاں ہاں میری زبان سے نکلا ہوا کوئی کرخت جملہ تمہارے دل کو تکلیف دے جائے تو مجھے معاف کر دینا۔ لیکن یارو! میری باتوں کو تو سوچو، میں تم سے محبت کی باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ اکبر اللہ

میرے محبوب علیہ السلام نے فرمایا: کائنات والو! جو آدمی انصاف نہیں کرتا، جو آدمی عدل نہیں کرتا، کائنات کے رب کو وہ آدمی اتنا برا لگتا ہے، کل قیامت کا دن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس آدمی کو پکڑ کر کے جہنم کے گڑھوں میں پھینک دے گا، جو آدمی دنیا پر عدل نہیں کرتا، جو آدمی دنیا پر انصاف نہیں کرتا، آؤ لوگو! انصاف کیا کرو، انصاف کا ترازو پکڑ لو! اللہ تعالیٰ کا قرآن بھی اسی بات کا ذکر کر رہا ہے۔ فرمایا:

﴿وَ اَحْسِنُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ۝﴾ (المآئدة: ٤٢)

فرمایا: لوگو! انصاف کرنے والے بن جاؤ۔

میرے محبوب علیہ السلام تشریف فرما ہیں، میرے آقا علیہ السلام کے ایک صحابی آئے، جن کا نام نامی سیدنا بشیر رضی اللہ عنہ ہے، یہ اپنے بیٹے نعمان کو لے کر کے میرے محبوب علیہ السلام کے پاس آئے اور میرے آقا علیہ السلام کے سامنے بیٹھ گئے۔ عرضیں کرتے ہیں، پیارے محبوب علیہ السلام یہ جو میرا بیٹا نعمان ہے، یہ مجھے بہت پیارا لگتا ہے، میں اس سے بہت زیادہ پیار کرتا ہوں۔ میں اس سے بہت زیادہ محبت کرتا ہوں، میرے محبوب علیہ السلام مدینے کی فلاں جگہ پر جو میرا پلاٹ پڑا ہوا ہے، وہ میں نے اپنے اس بیٹے کے نام کر دیا ہے۔ اس کو ہبہ کر دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کی گواہی دے دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات پر گواہ ہو جائیں۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، اے میرے صحابی! تمہارے اور بھی کوئی بیٹے ہیں یا نہیں؟ عرض کرتا ہے، محبوب علیہ السلام جی ہاں! میرے اور بھی بیٹے ہیں۔ فرمایا: کیا ان کو بھی زمین کا حصہ دیا ہے یا نہیں؟ کہتا ہے سوہنیا پیار اس سے کرتا ہوں تو اس کو ہی دیا ہے ان کو

نہیں دیا۔ میرے آقا علیہ السلام نے کیا جملہ کہا ہے؟ وہ اپنے دل کی تختیوں پر نوٹ کر کے لے جاؤ۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: اے میرے صحابی! ایک تو غلط کام کرتے ہو اور غلط کام پر گواہی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی لینا چاہتے ہو۔ ایک تو غلط کام کرتے ہو۔ اوپر سے غلط کام پر تم گواہ مجھے بنانا چاہتے ہو۔ جاؤ قیامت کی دیواروں تک میں تمہاری گواہی کبھی قبول نہیں کرتا، نہ میں تمہارا گواہ بننا چاہتا ہوں، اگر میری گواہی لینا چاہتے ہو تو پھر اپنے سارے بیٹوں کو زمین کا اتنا حصہ دے کر کے آو، پھر میں تمہاری گواہی دوں گا۔ پتہ چلا میرے آقا علیہ السلام نے اولاد میں بھی انصاف کا حکم دیا ہے۔ اپنے بیٹیوں میں تقسیم کرنے کے بارہ میں بھی میرے آقا علیہ السلام نے عدل کا حکم دیا ہے۔ اللہ اکبر اللہ

آگے ذرا غور کرتے جائیں، میرے محبوب علیہ السلام تشریف فرما ہیں۔ میرے آقا علیہ السلام کا بڑا پیارا غلام ہے، جس کو میرے محبوب علیہ السلام کا منہ بولا بیٹا کہا جاتا تھا۔ مگر بعد میں قرآن نے منع کر دیا۔ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ میرے محبوب علیہ السلام کے پاس آئے۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: اسامہ رضی اللہ عنہ بتاؤ، کیسے آنا ہوا؟ عرضیں کرتا ہے: محبوب علیہ السلام وہ جو فاطمہ نامی عورت ہے۔ سوہنیا اس نے چوری کر لی ہے، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سفارشی بن کر کے آیا ہوں، وہ اونچے قبیلے کی عورت ہے، اگر اس کا ہاتھ کٹ گیا تو خاندان کا نام کٹ جائے گا۔ لوگوں میں وہ عزت نہیں رہ جائے گی۔ محبوب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا ہاتھ کاٹنے کے علاوہ کوئی اور سزا اسے دے دیں۔ ادھر سے سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بات کر رہے ہیں۔ ادھر سے میرے آقا علیہ السلام کا چہرہ سرخ ہو رہا ہے، اور احادیث میں آتا ہے، میرے آقا علیہ السلام کو جب غصہ آتا تھا تو میرے آقا علیہ السلام کے یہ دونوں رخسار اس طرح ہو جاتے تھے جس طرح انار کے دانے ہوتے ہیں۔ اللہ کی قسم ہے میں نے کائنات میں پہلا ایسا پیر دیکھا ہے۔ جو غصے میں بھی بڑا پیارا لگتا ہے اور ویسے بھی بڑا پیارا لگتا ہے۔ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے؟ جو غصے میں آئے تو اور پیارا لگتا ہے جو مسکرائے تو اور پیارا لگتا ہے۔

روایات میں آتا ہے۔میرے آقا علیہ السلام بعض دفعہ مسکراتے تو حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ میرے آقا علیہ السلام کی داڑھیں نظر آتیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔جب محبوب علیہ السلام کا منہ کھلتا تھا تو دانت اس طرح لگتے تھے جیسے اندر لائٹیں جل رہی ہیں۔اتنا پیارا میرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔اللہ اکبر اللہ

پھر میں کیوں نہ محبت سے کہوں؟ پھر میں کیوں نہ پیار سے اپنے محبوب علیہ السلام کی محبت کا ترانہ اس طرح کہتا جاؤں کہ ؏

دل کہندا صفت کراں اس پیر دی
جس دی او انگلی یارو چن نوں چیر دی
میرا نبی ایڈا سوہنا با کمال اے
دنیا چہ اوہدی نئیں کوئی مل دی مثال اے
اوہدے جیا سوہنا کوئی دنیا تے آیا نئیں
نہ دنیا تے آیا نہ کوئی رب نے بنایا نئیں
مل دی مثال نئیں بشیر تے نذیر دی
جس دی او انگلی یارو چن نوں چیر دی

اللہ اکبر اللہ! ادھر سے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ بات کر رہے ہیں، ادھر سے میرے آقا علیہ السلام کے رخسار غصے سے متغیر ہوتے نظر آ رہے ہیں۔ادھر سے اسامہ رضی اللہ عنہ کی بات ختم ہوئی۔ادھر سے میرے آقا علیہ السلام نے اپنا فیصلہ سنایا۔

فرمایا: اسامہ! تم بھی کان کھول کر کے سن لو! اور قیامت کی دیواروں تک آنے والے غلط سفارشی بھی اس بات کو نوٹ کر لیں۔فرمایا:

((لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ ﷺ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا))

فرمایا: اسامہ! یہ تو عام فاطمہ ہے، جس نے چوری کی ہے، میں محمد (ﷺ) یہ بات

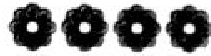
کہہ رہا ہوں اگر میرے دل کا ٹکڑا میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بھی چوری کر لیتی تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا ہاتھ بھی کاٹ کر کے رکھ دیتا۔

پتہ چلا میرے محبوب علیہ السلام نے انصاف کو پسند کیا، آؤ تم بھی انصاف کیا کرو۔ عدل کیا کرو۔ ہر مسئلے میں، ہر موقع پر، ہر جگہ پر، ہر وقت انصاف کیا کرو۔

انصاف کرو گے تو تمہاری روزیوں میں برکتیں نازل ہو جائیں گی۔ انصاف کرو گے تو تمہاری روزیوں میں اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل کر دے گا۔ تمہارے ملک کے حالات درست ہو جائیں گے۔

دعا ہے جو کچھ بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



کامیاب کون؟

﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ (ال عمران: ۱۸۵)

ہر قسم کی حمد وثنا اللہ احکم الحاکمین کی ذات اقدس کے لیے ہے، وہ اللہ، وہ داتا، وہ خالق و مالک جس نے اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ اس دنیا کائنات کو پیدا فرمایا ہے۔ درود وسلام آقائے کائنات، سید الاولین والآخرین، امام اعظم، امام کائنات، امام المرسلین، امام المجاہدین، جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کے لیے ہوں۔

میرے بھائیو! بزرگو، دوستو، ساتھیو اور میری قوم کے مجتہد اور مہذب نوجوانو! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں دعا اور التجا ہے کہ اللہ احکم الحاکمین میرا اور آپ سب کا اس مقام پر جمع ہونا اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے۔ آمین

حضرات! قرآن کریم کی جو آیت اس وقت میں نے تمہارے سامنے تلاوت کی ہے اللہ احکم الحاکمین نے اس آیت میں میری اور تمہاری زندگی کا نتیجہ بیان فرمایا ہے کہ ایک وہ آدمی ہے جو دنیا کائنات پر زندگی بسر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والا، ہر وقت اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کا ڈر رکھنے والا انسان اس کا دل ہر وقت اللہ کریم کی یاد میں لگا رہتا ہے، اس کی زبان ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہتی ہے۔ خوشی میں بھی وہ اللہ کریم کو یاد کرتا ہے، غمی میں بھی اللہ کریم کو یاد کرتا ہے، ایسے نیک انسان کا، ایسے اچھے انسان کا اللہ تعالیٰ نے نتیجہ اس آیت میں بیان فرمایا ہے۔

اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ دنیا کائنات پر زندگی بسر کرنے والو انسانوں یہ بات اپنے دل کی تختیوں پر نوٹ کرلو، یہ دنیا کی سب سے بڑی حقیقت ہے۔ یہ ہر انسان

کی کامیابی کا راز ہے کہ دولت مند آدمی جس کو اللہ پاک نے جائیدادیں بہت دی ہیں۔ مال ودولت بے بہا ہے، عزت وتکریم بے شمار ہے، کھیتیاں اور باغات ان کا شمار کوئی نہیں۔ بیٹوں کے جھتے والا، اپنی بیٹھک والا مجلس والا بندہ اتنا خوش نصیب نہیں ہے کہ جس کے پاس دنیا کی تمام آسائشیں موجود ہیں، یہ اتنا خوش نصیب نہیں ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ خوش نصیب وہ انسان ہے کہ جس کو اگر مرچ کے ساتھ روٹی ملتی ہے، پھر بھی شکر کرتا ہے اگر کھانے کے لیے اچھی چیز مل گئی تو پھر بھی رب کا شکر کرتا ہے، بیڈ پر نیند آ گئی، تب بھی اللہ پاک کا شکر ہے، پھٹے پرانے بستر پر سو گیا پھر بھی اللہ پاک کا شکر ہے، کھانے کو کچھ نہیں ملتا، پہننے کو کچھ نہیں ملتا، خستہ حالت کی زندگی بسر کرتا ہے لیکن خستہ حالت میں بھی رہ کر رب کا شکریہ ادا کرتا ہے، اللہ پاک فرماتے ہیں۔ ایک طرف دولتوں والا، مربعوں والا اپنے آپ کو لین لاٹ کہلوانے والا مجھے اتنا پیارا نہیں لگتا جتنا یہ غریب مجھے اچھا لگتا ہے، میرے سامنے اس غریب کی بڑی قدر وقیمت ہے، میں اس غریب سے بڑی محبت کرتا ہوں، بڑا پیار کرتا ہوں اور صحیح معنوں میں کامیاب ہے تو یہ غریب آدمی کامیاب ہے۔ اللہ اکبر اللہ!

تو قرآن پاک اس بات کو بڑے احسن انداز سے بیان فرما رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے مجھے اور تمہیں سمجھانے کے لیے قرآن کے کئی ایک مقامات پر اس بات کا ذکر کیا ہے کہ دنیا والو دولت جس کے پاس ہو، وہ یہ نہ سمجھے کہ میں کامیاب ہوں، جس کے پاس چوہدراہٹ ہے وہ یہ نہ سمجھے کہ میں کامیاب ہوں، کامیاب کون ہے؟ اور کس چیز کا نام کامیابی ہے؟ یہی چیز قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن اس بات کو بڑے احسن انداز سے بیان فرما رہا ہے، رب کائنات نے فرمایا، اللہ احکم الحاکمین نے اپنی پاک کتاب قرآن کریم میں اس بات کا تذکرہ بڑے احسن انداز سے فرمایا ہے، اللہ پاک فرماتے ہیں، دنیا کائنات کے اندر زندگی بسر کرنے والو انسانو تم نے شاید یہ سمجھا ہے کہ جس آدمی کے پاس دنیا کا مال ودولت زیادہ ہے، وہ آدمی دنیا

میں کامیاب انسان ہے۔فرمایا نہ نہ یہ نہیں ہوسکتا۔اللہ پاک کا قرآن کیا کہہ رہا ہے؟

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى:

﴿اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ الْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ اَمَلًا﴾ (الكهف: ٤٦)

اللہ العالمین فرمارہے ہیں،فرمایا دنیا والو دولتوں والا کامیاب نہیں ہے۔اللہ سوہنیا میں تم سے سوال کرنا چاہتا ہوں۔میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں،جس آدمی کو تو نے دنیا کا مال و دولت زیادہ دیا ہے،کیا وہ کامیاب ہوگا؟ فرمایا نہ نہ یہ دولتوں کی چابیاں تو میرے پاس ہیں، میں جس کو چاہوں زیادہ رزق دے دوں اور جس کو چاہوں تھوڑا دے دوں۔جس کو میں چاہوں لکھ پتی بنا دوں اور جس کو چاہوں ککھ پتی بنا دوں، یہ تو سب میری مرضیاں ہیں۔اللہ پاک جس کو چاہے زیادہ دے دے،جس کو چاہے تھوڑا دے دے،اسی لیے تو میں کہتا ہوں کہ ؏

کئیاں نوں رب اتنا دیوے کہ او بس بس کرن زبانوں

تے کئیاں نوں رب کچھ نہ دیوے تے او خالی جان جہانوں

یہ تو اللہ پاک کی مرضیاں ہیں،جس کو چاہے دولت زیادہ دے دے،اچھا اللہ سوہنیا ایک سوال اور ذہن میں آتا ہے، پھر جس آدمی کے پاس اولاد زیادہ ہوگی،کیا وہ آدمی زیادہ کامیاب ہوگا؟ فرمایا نہ نہ میرا قرآن دیکھو! قرآن اولاد والے کے متعلق کیا کہہ رہا ہے؟ فرمایا: اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا یہ تو دولتیں بھی دنیا پر رہ جانی ہیں، یہ جو بیٹے ہیں، یہ بھی دنیا پر رہ جانے ہیں،اے انسان! تمہارے بیٹے،تمہارا مال و دولت تمہیں دنیا کے اوپر تو بچا سکتے ہیں۔

میرے بھائیو! ایک بات یاد رکھ لو،آج تمہیں دنیا پر کوئی تکلیف آجائے،تم اپنے پیسے خرچ کر کے اپنی تکلیف دور کروالو گے۔

میرے بھائیو! تمہاری دشمنی ہو جائے،تمہارے بیٹے ڈھال کی مانند آ کر تمہاری

مدد تو کریں گے لیکن جب تم چارپائی پر لیٹے ہوگے تو یہ تمہارے بیٹے تمہیں ملک الموت سے نہیں بچا سکتے۔

میرے بھائیو! تمہاری ان دولتوں سے پجارو تو خریدی جا سکتی ہے۔ان دولتوں کے ساتھ ٹرک تو خریدے جا سکتے ہیں، ان دولتوں اور پیسوں کے بنڈلوں کے ساتھ تم دنیا کے مربعے تو خرید سکتے ہو لیکن یاد رکھو ان دولتوں کے ساتھ تمہیں تمہاری زندگی کا ایک سانس بھی نہیں مل سکتا۔

اس دولت کا سارا ڈھیر تم قبر میں اس طرح لگا بھی دو تو فرشتے کہیں گے، ہمیں پیسوں کے ساتھ غرض نہیں، ہم تو تم سے یہ پوچھتے ہیں اگر کوئی نماز پڑھی ہے تو وہ دکھاؤ، کوئی نیک عمل کیا ہے تو وہ دکھاو، معلوم کیا ہوا کہ دولتوں والا بھی کامیاب نہیں ہے، مربعے اور کوٹھیوں والا بھی کامیاب نہیں ہے۔ایک اور مقام اللہ کے قرآن کا ہے، اللہ سوہنیا پھر یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جس کے پاس دنیا کی چوہدراہٹ ہوگی، وہ آدمی کامیاب ہوگا، اس کے بارے میں رب کا قرآن کیا کہہ رہا ہے؟

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی:

﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ (ال عمران: ١٤)

اللہ پاک فرماتے ہیں، یہ جو سرداریاں ہیں، ان کا نام بھی کامیابی نہیں ہے، اللہ سوہنیا پھر ایک اور بات ہے، جس آدمی کے پاس دولت زیادہ ہوگی۔جس آدمی کے پاس دنیا زیادہ ہوگی، وہ کامیاب ہوگا؟

اللہ کریم فرماتے ہیں، دنیا والو! جو آدمی زیادہ دولتوں والا ہے، جس آدمی کے پاس زیادہ مال ہے یا جس آدمی کے پاس زیادہ کوٹھیاں ہیں، جس آدمی کے پاس زیادہ زمینیں ہیں، وہ آدمی بھی کامیاب نہیں ہے، یہ تو دنیا کا مال ہے، دنیا کبھی کسی کی نہیں ہوا کرتی،

دنیا کبھی کسی کا ساتھ نہیں دیا کرتی۔

دنیا نئیوں بن دی بندے دی
ایویں بندہ اے جانی دنیا دا
ایتھے لوگ بنائی پھر دے نے
اے تے اڈہ اے فانی دنیا دا
کل وارث دو وراثت دے
آپس وچ لڑ دے ویکھے میں
گل ہتھوں بھکیں اک دوجے نوں
توتوں پھڑ دے ویکھے میں

بھائی بھائی کو قتل کرنے کے لیے تیار ہے، بھائی بھائی کا خون کرنے کے لیے تیار ہے، زمین کے ایک ایکڑ کی خاطر خاندان قتل ہو جاتے ہیں، زمین کے ایک ایکڑ کی خاطر لاشوں کے کئی ڈھیر اٹھانے پڑتے ہیں۔

لڑائیاں ہو رہی ہیں، عدالتوں میں کیس دیکھو تو ساری دنیا کے کیس موجود ہیں، لڑائیاں کس بات کی ہیں؟

او ٹوئے ٹبے تیرے نے آ پدھر دھرتی میری آ
اک کہے آ دھرتی میری آ دوجا کہے نئیں آ دھرتی میری آ

دھرتی نے جواب دیا:

میاں اے تاں دونویں ای وچ ہنیرے نے
نہ میں ایدی آں نہ میں اوہدی آں
اے تاں دونویں ای بندے میرے نے

آج میرے لیے لڑنے والو! آج میری خاطر ایک دوسرے کے سینوں میں فائر مارنے والو کل ایسا دان ہوگا، سب میرے اندر ہی آ جائیں گے، میں نے مارنے والے کو

بھی اپنے اندر چھپالینا ہے، پھر سمجھ میں کیا آیا؟ کہ دنیا والا بھی کامیاب نہیں ہے، جس کے پاس دنیا ہے وہ بھی کامیاب نہیں ہے، اللہ سوہنیا بات بڑی عجیب ہے، بڑے بڑے معاملات میں اور بڑی مشکل میں ہم پھنس چکے ہیں، سمجھ نہیں آئی کامیاب کون ہے؟ نہ تو دولتوں والا کامیاب ہے، نہ زیادہ پیسوں والا کامیاب ہے، نہ بیٹوں کے گروہ والا کامیاب ہے، نہ جس کے پاس دنیا ہے وہ کامیاب ہے، اللہ سوہنیا پھر کامیاب کون ہے؟ پھر کامیاب کس کو کہنا چاہیے؟ فرمایا:

﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّـةَ فَقَدْ فَازَ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ o﴾ (ال عمران: ۱۸۵)

اللہ پاک فرماتے ہیں، میرے بندو! پریشانی کس بات کی ہے؟ کس لیے پریشان ہوتے ہو؟ قرآن کھولو! تمہارے ایک ایک مسئلے کا حل اللہ تعالیٰ کا قرآن بیان کرتا ہے، تمہاری تکلیفیں اور پریشانیاں رب کریم کا قرآن دور کرتا ہے، تمہارے گھریلو معاملات اللہ رب العزت کا قرآن حل کرتا ہے۔ فرمایا قرآن کھولو، قرآن بتاتا ہے کہ کامیاب کس کو کہا جاتا ہے؟ فرمایا: ﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ﴾ فرمایا: کامیاب وہ آدمی ہے جس کو کل محشر کے میدان میں جہنم کی آگ سے بچا کر جنت میں داخل کر دیا گیا، وہ آدمی سب سے زیادہ کامیاب ہے، کامیاب انسان کون ہے؟ اللہ تعالیٰ کا قرآن کیا کہہ رہا ہے؟ فرمایا:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ o الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ o﴾

(المومنون: ۱۔۲)

فرمایا کامیاب وہ انسان ہے، جو پانچ وقت اپنی جبین نیاز کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکاتا ہے، کامیاب وہ آدمی ہے جو دکھوں میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے، جو مصیبتوں میں بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے، کوئی دکھ آجائے، کوئی پریشانی آجائے تو اللہ تعالیٰ کے سامنے روتا ہے، اللہ کریم کیا فرمارہے ہیں؟ فرمایا:

﴿الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۝﴾ (البقرة: ١٥٦)

اللہ پاک فرماتے ہیں کامیاب وہ انسان ہیں، جب ان پر کوئی دکھ آتا ہے، جب ان پر کوئی پریشانی آ جاتی ہے، تو یہ نہیں کہتے کہ ہم لوٹے گئے، ہم مارے گئے بلکہ صبر سے بیٹھ جاتے ہیں، اپنی زبان سے کہتے ہیں۔ اللہ سوہنیا آج ہم پر دکھ آیا تو کیا ہوا؟ مالک ہم پر پریشانیاں آئی ہیں تو کیا ہوا ہے؟ اللہ سوہنیا دکھ بھی تم دیتے ہو اور سکھ بھی تیری طرف سے ہی ملتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اے میرے بندے تم پر غموں کے پہاڑ ٹوٹ گئے ہیں، تم پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ گئے ہیں لیکن تم نے مصیبتوں میں مجھے یاد رکھا ہے، جاؤ میں نے تمہارا نتیجہ یہ نکالا ہے۔

﴿اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ۝﴾ (البقرة: ١٥٧)

اللہ پاک فرماتے ہیں، مجھے جو یاد کرتے رہے ہو، جاؤ تمہیں میں نے دنیا پر کامیاب قرار دیا ہے۔

میرے سامنے دولتوں والے بھی موجود ہیں، وہ مرغ کھا کر اور ون سونی ڈشیں کھا کر بھی میری ناشکری کرتے ہیں مگر تم مرچ سے روٹی کھا کر میرا شکر کرتے ہو، تمہارا شکر کرنا مجھے اتنا اچھا لگتا ہے، کل قیامت کا دن ہوگا، حشر کا میدان ہوگا، اللہ کریم کی عدالت لگی ہوگی۔ اللہ کریم فرمائیں گے، میرے بندے! تم دنیا پر مجھے یاد کرتے رہے ہو، جاؤ اس وجہ سے میں نے بغیر حساب کے تمہیں جنت کا داخلہ نصیب کر دیا ہے۔ یہ کامیاب انسان ہے، اس کو کامیاب کہا جاتا ہے۔

اور بتاؤں کامیابی کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا قرآن ایک اور مقام پر بیان فرما رہا ہے۔

اللہ کا قرآن کیا کہہ رہا ہے؟

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى:

﴿وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾ (الاحزاب: ۷۱)

اللہ پاک فرماتے ہیں، جس بندے نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکموں کو مان کر دکھایا۔

جس جگہ رب نے بٹھایا بیٹھ گئے، جس جگہ نبی کریم ﷺ نے چلا دیا چل پڑے، جہاں پیارے نبی کریم ﷺ نے لگا دیا لگ گئے، جہاں مصطفیٰ علیہ السلام نے روک دیا رک گئے۔ جان جاتی ہے تو چلی جائے، مگر نبی کریم ﷺ کا فرمان ہاتھ سے نہ جائے، کامیابی بتانا چاہتا ہوں، کامیابی کس چیز کا نام ہے؟

میرے بھائیو! کامیابی اس چیز کا نام ہے کہ جہاں نبی کریم ﷺ نے لگا دیا وہاں لگ جائیں، جب کلمہ مصطفیٰ علیہ السلام کا پڑھا ہے، پھر نبی کریم ﷺ کی حدیث کے پیچھے جان جاتی بھی ہے تو چلی جائے، فرمایا تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْن میرے نبی کریم ﷺ فرما رہے ہیں:

((تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَاتَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ))

آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) سن لو! میرے اور تمہارے پیر و مرشد کے سامنے ایک آنے والا آیا آ کر عرضیں کرتا ہے، سوہنیا یہ تو بتائیں کامیابی کس میں ہے؟ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میرے جانے کے بعد جب میں دنیا چھوڑ کر چلا جاؤں تو تم پر جتنے مرضی دکھوں کے پہاڑ ٹوٹ جائیں، حتیٰ کہ جان جاتی ہے تو چلی جائے، لیکن اللہ رب العزت کے فرمان کو نہیں چھوڑنا، پیارے نبی کریم ﷺ کے فرمان کو نہیں چھوڑنا، ان دو باتوں پر عمل تم کر کے دکھا دو، اللہ تعالیٰ تمہیں کامیابی عطا کر دے گا۔ اللہ اکبر اللہ

اس چیز کا نام کامیاب ہے کہ ؎

جہدا پاک نبی دے سنگ پیار ہوگیا

پانویں لکھ گنہگار بیڑا پار ہوگیا

وہ انسان کامیاب ہے، جس نے میرے نبی کریم ﷺ کی ہتھیلی پر ہاتھ رکھ دیا اور ہاتھ کس طرح رکھنا ہے؟ جس طرح پیارے بلال رضی اللہ عنہ نے ہاتھ رکھ کر دکھایا۔

تو میں یہ بات بیان کر رہا تھا، کامیاب وہ انسان ہے جس نے آقا علیہ السلام کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا، پھر جان تو چلی گئی لیکن نبی کریم ﷺ کے ہاتھ سے ہاتھ نہیں جانے دیا۔ اس کا نام کامیاب انسان ہے، اس کو کامیاب کہا جاتا ہے۔ اللہ اکبر اللہ

میرے بھائیو! کامیاب وہ انسان ہے جس نے میرے آقا علیہ السلام کی بات کو مان کر دکھایا، جس نے میرے پیرومرشد ﷺ کی حدیث پر چل کر دکھایا، حضرات اگر میری بات کا غصہ نہ کرو تو میرے نوجوان ساتھیوں میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں، آج میں تمہیں یہ بتانے کیلئے آیا ہوں کہ کامیاب کس کو کہا جاتا ہے؟ رب کے قرآن نے کامیاب کس کو کہا ہے؟ فرمایا:

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا۝﴾(الاحزاب:۷۱)

اللہ کے قرآن نے کامیاب اس کو کہا ہے، جو محبوب علیہ السلام کے ساتھ پیار کرتا ہے، ذرا دیکھو تو سہی کہ تمہارے دل میں نبی کریم ﷺ کی محبت کتنی ہے؟ کامیاب وہ انسان ہے جو نبی کریم ﷺ کی احادیث کو مانتا ہے، میرے نوجوان ساتھیو تم دیکھو کہ تم نے نبی کریم ﷺ کی کتنی احادیث کو مانا ہے؟ تم دیکھو کہ تم نے نبی اکرم ﷺ کی کون کون سی حدیث پر عمل کر کے دکھایا ہے؟ آج کے بازار میں تو جا کر دیکھو! نبی کریم ﷺ کی حدیث پر عمل کرنے والے کم نظر آئیں گے، یہود ونصاریٰ کے طریقے پر عمل کرنے والے زیادہ نظر آئیں گے۔

میرے بھائیو! پھر کامیابی کہاں سے ملے گی؟ اگر دوستو کامیابی چاہتے ہو تو پھر نبی کریم ﷺ کے ہاتھ کے اوپر ہاتھ رکھ کر دکھاؤ، اگر کامیابی چاہتے ہو تو پھر اس طرح کر کے دکھاؤ، جس طرح پیارے بلال رضی اللہ عنہ نے کر کے دکھایا تھا۔

پتھروں پر لیٹ گئے، ماریں تو کھائی ہیں مگر پیارے رسول اکرم ﷺ کی محبت میں فرق نہیں آنے دیا، اگر محبت کرنا چاہتے ہو تو پھر پیارے بلال رضی اللہ عنہ کی طرح تمہیں فدا ہونا پڑے گا، اگر محشر کے میدان کی کامیابی چاہتے ہو تو پھر اگر تمہیں جلتے انگاروں پر بھی لٹا دیا جائے تو تمہیں لیٹنا پڑے گا، محبوب علیہ السلام سے پیار کرنا پڑے گا۔

جھدا پاک نبی دے سنگ پیار ہوگیا
پانویں لکھ گنہگار بیڑا پار ہوگیا
ہتھ نبی دے پھڑائی جس نتھ اپنی
چھڈی سگ اپنی گل کتھ اپنی
بس پچھے پچھے چلنا وہار ہوگیا
پانویں لکھ گنہگار بیڑا پار ہوگیا

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ o الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ o﴾

(المومنون: ۱۔۲)

میرے دوستو! کامیابی کس چیز کا نام ہے؟ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا نام کامیابی ہے، اور یہ کب ملے گی؟ جب میں اور تم قرآن اور حدیث کو سمجھنے والے ہوئے، جس انسان کو پتہ ہے کہ میری زبان سے نکلنے والا ایک ایک جملہ نوٹ کیا جا رہا ہے، جس آدمی نے قرآن کا مطالعہ کیا ہے، جس آدمی کو علم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرآن یہ کہہ رہا ہے۔

﴿مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ o﴾ (قٓ: ۱۸)

جس آدمی کو یہ علم ہے، اللہ پاک فرما رہے ہیں، انسان تیری زبان سے نکلنے والا ایک ایک جملہ نوٹ کیا جا رہا ہے، انسان کی زبان سے نکلنے والا ایک ایک جملہ لکھا جا رہا ہے، ایک ایک ادا لکھی جا رہی ہے، ایک ایک گناہ لکھا جا رہا ہے۔ رب کائنات نے فرشتوں کی

ڈیوٹیاں لگا دی ہیں، جو انسان کی ایک ایک ادا لکھ رہے ہیں، کل قیامت کا دن ہوگا، اللہ تعالیٰ کے دربار میں ابن آدم علیہ السلام کھڑا ہوگا، آؤ دوستو! کامیابی بتاؤں کس چیز کا نام ہے؟

میرے اور تمہارے پیرو مرشد جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ رضی اللہ عنہم سن لو!

مشکوٰۃ المصابیح کی دوسری جلد میں یہ روایت موجود ہے۔ کتاب الرقاق کے اندر روایت موجود ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی بیان کرتے ہیں، اللہ کے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ کے دربار میں ابن آدم ایک قدم بھی اتنی دیر تک نہیں ہلا سکے گا، جتنی دیر تک اللہ تعالیٰ کے سامنے پانچ سوالوں کا جواب نہیں دے سکے گا، جب پانچ سوالوں کا جواب دے گا، اس وقت اپنی جگہ سے حرکت کر سکے گا، وہ کونسے پانچ سوال ہیں؟ آؤ دیکھو اگر ان پانچ سوالوں میں تم کامیاب ہو، اگر پانچ سوالوں پر تم پختگی کرنے والے ہو تو پھر سمجھو تم جنت میں چلے جاؤ گے، آؤ غور کرو میں تمہیں بتاؤں کہ محشر کے میدان میں تم سے کیا پوچھا جانا ہے؟

حبیب کبریا علیہ السلام فرماتے ہیں، سب سے پہلا سوال جو اللہ کریم بندے سے کریں گے، اس طرح ابن آدم کھڑا ہے، اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

((عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَا اَفْنَاهُ))

اے آدم کے بیٹے! مجھے یہ تو بتاؤ، میں نے تمہیں ساٹھ سالہ زندگی عطا کی، میں نے تمہیں نوے سالہ زندگی عطا کی، مجھے بتاؤ اپنی زندگی کہاں لگا کر آئے ہو؟ اپنے زندگی کے ایام کیسے گزار کر آئے ہو؟ اگر میرے بھائیو دنیا پر ایام اللہ پاک کو راضی کر کے گذارے ہوں گے تو پھر کامیابی ملے گی، اگر اللہ پاک کو ناراض کرتے ہوئے گزارے ہوں گے تو پھر ناکامی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اللہ دوہرا سوال یہ پوچھیں گے، اے میرے بندے بتاؤ اپنی جوانی کیسے گزار کر آئے ہو؟ نوجوانوں اللہ کے لیے اس بات پر غور کریں، آج کا نوجوان جس کو آج کے دور کا ہیرو ہونا چاہیے تھا۔

اللہ کی قسم وہ زیرِ نظر آتا ہے، جاؤ جا کر اپنے اسلاف کی زندگی اٹھا کر دیکھو! وہاں کے نوجوان، میرے اور تمہارے قاعدہ کے نوجوان ان کے ہاتھ میں خنجر اور کسی کے ہاتھ میں تلوار ہے، دشمن سے لڑنے کے لیے اسلامی قوت ہے، ایک آج کا نوجوان ہے، مسلمان کہلوانے والا، مسلمان کے گھر میں پیدا ہونے والا بجائے اس کے کہ ہاتھ میں تلوار پکڑی ہو، لیکن ہاتھ میں انڈیا کی کنجری کی ڈسک پکڑی ہے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس ضیا جاتا رہا

نوجوانو! میں خصوصی طور پر تمہارے سامنے یہ بات پیش کر رہا ہوں، کل قیامت والے دن نوجوانوں کیا جواب دو گے؟ جب الہ العالمین نے پوچھا بتاؤ اے نوجوان اپنی جوانی کی زندگی کیسے گزار کر آئے ہو؟ اے جوان اپنی جوانی کہاں لگا کر کے آئے ہو؟ میرا وہ نوجوان توجہ کرے، جو اپنی جوانی کو بازاروں میں ضائع کر رہا ہے، میرا وہ نوجوان بھائی توجہ کرے جو چوکوں میں کھڑا ہو کر لوگوں کی ماؤں بیٹیوں کو تنگ کر کے اپنی جوانی برباد کر رہا ہے۔ اللہ والے کل قیامت والے دن اللہ پاک کو کیا جواب دو گے؟ جوانی اس طرح گزارو، جس طرح پیارے یوسف علیہ السلام نے جوانی گزاری تھی، اس طرح کی جوانی گزارو کہ جس طرح یوسف علیہ السلام نے جوانی گزاری ہے اور اللہ پاک کی قسم ہے، اللہ کو جوانی گزارنا اتنا پسند آیا قیامت کی دیواروں تک اللہ پاک نے قرآن بنا کر کے محبوب علیہ السلام کے سینہ اطہر پر نازل فرما دیا ہے۔ اللہ اکبر اللہ

اللہ تعالیٰ کا قرآن کیا کہہ رہا ہے؟

﴿وَ رَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَ غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ﴾ (یوسف: ۲۳)

اس طرح پیارے یوسف علیہ السلام موجود ہیں، نوجوان تم اتنے حسین نہیں ہو جتنا مصر کا حسین ہے، تم اتنے جوان نہیں ہو جتنا میرا پیارا یوسف علیہ السلام جوان ہے لیکن میرے بھائیو!

بات توجہ طلب ہے، ایک کمرے میں زلیخا بھی موجود ہے، ساتھ پیارے یوسف علیہ السلام بھی موجود ہیں، جوانی کے ایام ہیں۔ دیکھو جوانی کتنی پیاری ہے؟

ادھر سے عورت کہہ رہی ہے زلیخا کہہ رہی ہے، هَيْتَ لَكَ یوسف آؤ، میری طرف تو آؤ۔ میرا تن من دھن تم پر قربان ہے۔ میں اپنا سارا جسم تم پر فدا کرنے کے لیے کھڑی ہوں، آؤ میرے پاس تو آؤ لیکن پیارے یوسف علیہ السلام پر قربان جاؤں، ایسا جواب دیا۔ آؤ نوجوانو اگر یہ جواب تم اپنے پلّو سے باندھ کر لے جاؤ، ادنیٰ سا فقیر تمہیں جنت کی گارنٹی محبوب علیہ السلام کی زبان میں سے لے کر دیتا ہے۔ دیکھو پیارے یوسف علیہ السلام نے جواب کتنا پیارا دیا؟ فرماتے ہیں: قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ زلیخا میں مانتا ہوں تم حسب ونسب والی ہو، زلیخا میں مانتا ہوں تم بڑی دولتوں والی ہو، میں مانتا ہوں تم بڑے حسن وجمال والی ہو، مگر مجھے میرا رب دیکھ رہا ہے۔ اس زلیخا نے اپنے رب کی آنکھوں پر تو پٹی باندھ دی، کہنے لگی میرا رب تو چھپ گیا ہے۔ جناب یوسف علیہ السلام کہتے ہیں: اے زلیخا! تیرا رب تو وہ ہے جس کی آنکھوں پر پڑی باندھ دیں تو وہ چھپ جاتا ہے، مگر میرے رب کی شانیں یہ ہیں کہ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ یہ تمہارا رب ہے جو اندھیروں میں دیکھ نہیں سکتا، یہ تمہارا پروردگار اور تمہارا خدا ہے جس کے سامنے تم جھکتی ہو، جس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دیں تو اس کو دکھائی دینا بند ہو جاتا ہے، مگر میرا رب اس طرح کا نہیں ہے۔ میرا پروردگار تو وہ ہے، جو عرش بریں پر بیٹھ کر کے پتھر کی تہوں میں موجود کیڑے کو دیکھ بھی رہا ہے اور اس کی روزی بھی پہنچا رہا ہے، یہ میرا پروردگار ہے کہ

پتھر دے وچ کیڑیاں تائیاں تے اوروزی آپے پچاوے
ہر اک دے مولا عیب پچھانے تے او فیروی پردے پاوے

قال الله تعالیٰ:

﴿هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ﴾ (ال عمران: ٦)

زلیخا! تم اپنے رب کی بات کرتی ہو۔ میرا پروردگار تو وہ ہے جو ماں کے رحم میں

جہاں دنیا کی کوئی طاقت نہیں پہنچ سکتی، میرا پروردگار ماں کے رحم میں بچے کی صورتیں بھی بنا رہا ہے، جہاں کوئی جا نہیں سکتا، وہاں روزیاں بھی پہنچا رہا ہے، تم تو اپنے رب سے چھپ سکتی ہو لیکن میں اپنے رب سے نہیں چھپ سکتا۔

دنیا کے جس مرضی کونے پر چلا جاؤں میرا رب مجھے وہاں بھی دیکھ رہا ہے۔ آخر نتیجہ زلیخا ایک ہی نکلتا ہے کہ قَالَ مَعَاذَ اللّٰہِ میری جان تو جا سکتی ہے مگر میں رب کے ساتھ بے وفائیاں نہیں کر سکتا، اللہ پاک فرماتے ہیں: اے پیارے یوسف! تم نے ہمارا خیال کیا ہے، تم نے اتنی بڑی مشکل میں ہمیں یاد کیا ہے، اب اپنا قدم اٹھا کر دوڑنا تمہارا کام ہے، سارے دروازے کھول کر کے تمہیں کامیاب کر دینا میں رب العالمین کا کام ہے۔

میرے نوجوانو! جوانی اس طرح کی گزارو کہ لوگ تمہاری مثال بیان کریں، اللہ کریم ابن آدم سے پوچھ رہے ہیں، اے نوجوان بتاؤ اپنی جوانی کیسی گزار کر آئے ہو؟ اللہ تعالیٰ تیسرا سوال کریں گے۔ ابن آدم سے تیسرا سوال ہوگا۔ اے میرے بندے! مجھے یہ تو بتاؤ، میرے سامنے ذرا اس بات کا جواب تو دو، جو میں نے تمہیں دولت دی تھی۔ وہ کمائی کس طرح تھی اور اسے خرچ کیسے کر کے آئے ہو؟ دو سوال اللہ پاک نے اکٹھے پوچھے اپنی کمائی بتاؤ اسی کو کمایا کیسے اور لگا کر کیسے آئے ہو؟

میرے بھائیو! اگر کامیاب ہونا چاہتے ہو تو پھر کمائی حلال کی کھایا کرو، حلال کی کمائی کھاؤ گے تو تمہارے دل میں اللہ پاک کا ڈر پیدا ہوگا اور اگر حرام کی کمائی کھاؤ گے اس کی سزا بھی ادنیٰ سے فقیر سے سنتے جاؤ۔

میرے اور تمہارے پیر و مرشد جناب محمد ﷺ نے فرمایا صحیح بخاری کی پہلی جلد میں یہ روایت موجود ہے۔ صفحہ نمبر ایک سو پچاسی پر یہ حدیث موجود ہے۔ حبیب کبریا علیہ السلام فرماتے ہیں، مجھے جہنم کی سیر کروائی گئی، میں سیر کرتے کرتے ایک مقام پر پہنچا ہوں میں نے کیا دیکھا؟ ایک فرشتہ اپنے ہاتھ میں آگ کی بہت بڑی قینچی لے کر کھڑا ہے۔ وہ ابن

آدم کی اِس وراچھ سے لے کر گدی تک چیرتا ہے، پھر اِس وراچھ کو گدی تک چیرتا ہے۔ جب یہ وراچھ چیرتا ہے تو اتنی دیر تک دوسری درست ہو جاتی ہے۔ جب اس کو چیرتا ہے تو وہ پہلے والی درست ہو جاتی ہے۔ حبیب کبریا علیہ السلام نے دیکھا تو آپ ﷺ سے دیکھا نہ گیا، یارو کیسے دیکھا جاتا؟ جو نبی کریم ﷺ میرے تمہارے لیے رات کو اٹھ اٹھ کر رونے والا اس سے امت کا غم کیسے برداشت ہوتا؟

جس کے بارے میں رب کا قرآن کہہ رہا ہے کہ:

﴿لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ٥﴾ (التوبۃ: ۱۲۸)

ایسا کریم نبی ہے کہ جس کو ہر وقت یہ فکر رہتی ہے، یہ بھی جنت میں چلا جائے، وہ بھی جنت میں چلا جائے۔ میرے محبوب نے دیکھا، آقا علیہ السلام پوچھتے ہیں، اے جبرائیل! مجھے یہ تو بتاؤ، یہ کون سا آدمی ہے؟ جس پر اتنا سخت عذاب ہو رہا ہے۔ حبیب کبریا علیہ السلام کو جبرائیل علیہ السلام نے بتایا۔ سوہنیا! یہ آپ ﷺ کی امت کا وہ آدمی ہے جو حرام کھاتا تھا، حرام کھانے کی وجہ سے اللہ پاک نے یہ سزائیں دی ہیں۔

میرے بھائیو! اگر کامیابی چاہتے ہو تو پھر حرام کھانا چھوڑ دو، حرام کھانا تم چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں جنت کا داخلہ نصیب کر دیں گے۔ لیکن اگر تمہارے پیٹ میں حرام کا لقمہ گیا تو یاد رکھو! پھر تمہاری کامیابی نہیں ہو سکتی، جب تمہارے پیٹ میں حرام کا لقمہ جائے گا اس وقت تمہاری اپنی تربیت بھی خراب ہو گی، تمہارے بیٹوں کی تربیت بھی خراب ہو گی، تمہاری آل واولاد کی تربیت بھی خراب ہو جائے گی کیونکہ تمہارے پیٹ میں حرام کا لقمہ پہنچ گیا ہے، حلال کا لقمہ کھاؤ اگر کامیابی چاہتے ہو۔ اللہ اکبر اللہ

میں بات بیان کر رہا تھا کامیاب انسان وہ ہے جس کو محشر کے میدان میں اللہ پاک نے کامیاب کہہ دیا، کامیاب وہ انسان ہے جسے اللہ پاک نے کہہ دیا۔ اے میرے بندے! پریشان ہونے کی ضرورت نہیں تم نے دنیا پر مجھے یاد رکھا ہے اور آج میں تمہیں

یادرکھوں گا،تم نے دنیا پر میرا خیال کیا ہے آج میں تمہارا خیال کروں گا۔فرمایا:

﴿يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ فَمَنْ أُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَأُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا٥﴾ (الاسراء: ٧١)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: اس طرح آدمی کھڑا ہے، اس کے کیے ہوئے اعمال اس کے سامنے آجائیں گے، اللہ پاک فرمائیں گے:

﴿اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا٥﴾(الاسراء:١٤)

اے میرے بندے! آج میں نے تمہیں کچھ نہیں کہنا، اپنا اعمال نامہ خود ہی پڑھتے جاؤ، یہ دیکھو جو جو تم نے جرم کیے ہیں وہ سب موجود ہیں۔ انسان دیکھ کر کہے گا۔ اللہ سوہنیا! یہ کیسی کتاب تیار کی ہے جو بھی گناہ میں نے کیا ہے وہ اس میں موجود ہے۔ اوکاڑہ کے جس کونے پر بھی میں نے گناہ کیا ہے وہ اس میں موجود اور صاف نظر آرہا ہے، اپنے گناہوں کو دیکھ کر کے اپنی غلطیوں کو دیکھ کر کے اپنی زبان سے پکار کر کہے گا:

﴿مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا﴾ (الكهف: ٤٩)

اللہ پاک فرماتے ہیں، یہ اس طرح دیکھے گا، اللہ سوہنیا یہ کیسی کتاب تیار کی ہے؟ اس نے نہ کوئی میرا چھوٹا گناہ چھوڑا ہے، نہ کوئی میرا بڑا گناہ چھوڑا ہے۔ ادھر سے عرش بریں سے اللہ پاک کا اعلان ہوجائے گا:

﴿وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهٗ بِشِمَالِهٖ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتَابِيَهْ٥ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ٥ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ٥ مَا اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ٥﴾ (الحاقة: ٢٥-٢٨)

دیکھ کر کہے گا ہائے مجھ پر افسوس اس سے تو میں قبر میں پڑا رہتا وہ اچھا تھا، ہائے آج میرا دولت اور مال مجھے نظر نہیں آرہا، محشر کے میدان میں پکار کر کہے گا، آج میرے وہ بیٹے جن کے لیے میں حرام کما کر لاتا رہا، آج وہ میری اولاد جن کی خاطر میں رشوت

لیتا رہا، آج مجھے وہ میرے بیٹے بھی نظر نہیں آ رہے، آج میری دولتیں کہاں گئیں؟ آج میری جائیدادیں کہاں گئیں؟ آج نہ کوئی مجھے پوچھنے کے لیے آ رہا ہے، نہ کوئی میرا پتہ لینے کے لیے آ رہا ہے۔ ادھر سے اللہ پاک کی طرف سے اعلان ہوگا:

﴿خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ٥ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ٥﴾ (الحاقۃ: ۳۰۔۳۱)

اللہ پاک فرمائیں گے اس ظالم کو پکڑو پکڑ کر کے جہنم کے انگاروں میں پھینک دو۔

میرے بھائیو! مجھے بتاؤ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا؟ آج تم سے آگ کا ایک شعلہ برداشت نہیں ہوتا کل جب تمہیں سنگلوں میں جکڑ کر کے جہنم میں پھینکا گیا تو میرے بھائیو تمہاری جوانیاں اس وقت کام نہیں آئیں گی، تمہاری دولتیں اس وقت کام نہیں آئیں گی، تمہاری جائیدادیں اس وقت کام نہیں آئیں گی۔ ہاں اس وقت کام آئیں گی تو تمہاری نمازیں پڑھی کام آئیں گی، تمہارے جمعے پڑھے تمہارے کام آئیں گے اور اگر تم نیک عمل کرو گے تو پھر اللہ پاک کا قرآن کیا کہہ رہا ہے؟ یہ تو وہ آدمی تھا جو ناکام ہوگیا جو جہنم میں چلا گیا، اس سے بڑھ کر اور ناکامی کیا ہے؟ جو جہنم کے انگاروں میں پھینک دیا گیا، آؤ اب میں تمہیں کامیاب انسان دکھاؤں؟ جہاں اللہ پاک نے گناہوں کا تذکرہ کیا، جہاں میرے رب کائنات نے ناکامی کا ذکر کیا۔ وہاں کامیابی کا بھی ذکر کیا ہے۔ اللہ پاک کا قرآن کیا کہہ رہا ہے؟

﴿فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتَابَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَیَقُوْلُ هَاؤُمُ اقْرَءُوْا کِتَابِیَهْ ٥
اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلَاقٍ حِسَابِیَهْ ٥ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ٥﴾

(الحاقۃ: ۱۹۔۲۱)

اس طریقے سے دنیا پر اللہ پاک کو راضی کرنے والا، دنیا پر اللہ پاک سے محبت کرنے والا، اللہ پاک سے پیار کرنے والا، غموں میں اللہ پاک کو یاد رکھنے والا، خوشیوں میں اللہ پاک کو یاد رکھنے والا جب اس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا۔ دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ پکڑ کر کہے گا: هَاؤُمُ اقْرَءُوْا کِتَابِیَهْ محشر کے میدان میں آوازیں لگا

لگا کر کہے گا۔ آؤ دنیا والو! میرا اعمال نامہ تو پڑھ کر دیکھو، آؤ نہ ذرا میرا اعمال نامہ دیکھو، میں دنیا پر اللہ پاک کو راضی کرتا رہا، میں دنیا پر نماز تہجد ادا کرتا رہا، میں دنیا پر نماز پنجگانہ ادا کرتا رہا، آج رب کائنات نے میرا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں پکڑا دیا ہے۔ ادھر سے اللہ پاک کی طرف سے اعلان ہوگا۔

﴿ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةًo فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْo وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْo﴾ (الفجر: ۲۸۔۳۰)

اللہ پاک فرمائیں گے میرے بندے تم دنیا پر مجھے یاد کرتے رہے ہو، دنیا میں میرے سامنے جھکتے اور ڈرتے رہے ہو، جاؤ میں نے آج تمہیں کامیابیاں عطا کی ہیں، جاؤ بغیر حساب کے میں نے تمہیں جنت کا داخلہ نصیب کر دیا ہے۔

میرے بھائیو! کامیاب انسان یہ ہے، میری اور تمہاری بات اس وقت بن جائے گی، جب اللہ پاک نے مجھے اور تمہیں کامیاب کہہ دیا۔ میری اور تمہاری کامیابی کا سبب اس وقت نکل آئے گا، جب اللہ پاک نے کہہ دیا، اے بندے تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں ؏

چمک اٹھا میری قسمت کا ستارا ساقی
جب کہا تو نے کہ اب میں ہوں تمہارا ساقی
اور تیرے دیوانے کو دیوانہ کہیں دیوانے
تیرے دیوانے کو یہ بھی ہے گوارا ساقی

اللہ سوہنیا دنیا پر میں داڑھی رکھتا تھا، لوگ کہتے تھے مولوی بن گیا ہے، میں نمازیں پڑھتا تھا، لوگ کہتے تھے بڑا حاجی اور نمازی بن گیا ہے۔

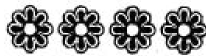
لیکن اللہ سوہنیا! میں نے تمہیں راضی کرنے کے لیے سارے طعنے اور معنے برداشت کیے ہیں، اللہ پاک فرماتے ہیں، اگر تم نے میرے لیے طعنے اور معنے برداشت کیے ہیں۔ تو جاؤ حوض کوثر سے ہوتے ہوئے جنت الفردوس میں چلے جاؤ، اس کا نام کامیابی ہے۔ اس چیز کا نام اصل کامیابی ہے اور یہ کامیابی اس وقت ملتی ہے جب انسان قرآن اور

حدیث پر عمل کرنے والا ہو، جو آدمی قرآن اور حدیث کو چھوڑ کر کے اور طرف کو جانے والا ہے، وہ کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔

آؤ دوستو! اگر کامیابی چاہتے ہو، میرے نواجون بھائیو اگر کامیابی چاہتے ہو، اللہ کریم کے قرآن سے محبت کرنے والے بن جاؤ، پیارے نبی کریم ﷺ کے فرمان سے محبت کرنے والے بن جاؤ۔ ان شاء اللہ پھر ہم کامیاب ہو جائیں گے۔

دعا ہے جو کچھ بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



مثالی مسلمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓی اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ وَ لٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ۝﴾ (الاعراف:۹۶)

ہر قسم کی حمد وثنا اللہ جل شانہ کی ذات اقدس کے لیے ہے، وہ اللہ، وہ داتا، وہ خالق ومالک جس رب کائنات نے اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ اس دنیا کائنات کو پیدا فرمایا ہے۔ حضرات قرآن کریم کی جو آیت مبارکہ میں نے اس وقت تم دوستوں کے سامنے تلاوت کی ہے، اللہ کریم نے اس آیت مبارکہ میں کچھ ان لوگوں کا تذکرہ فرمایا کہ جو لوگ اللہ کریم کی نعمتیں کھا کر، اللہ کریم کی زمین کے اوپر رہ کر رب تعالیٰ کی ناشکریاں کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کو کھلانے والا اللہ تعالیٰ ہے، ان کو پلانے والا اللہ تعالیٰ ہے، ان کو روزیاں عطا کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ذات ہے لیکن اس کے باوجود بھی رب کا کھا کر بھی لوگ اللہ کریم کی ناشکریاں کرتے ہیں۔

فرمایا: ایسے لوگ کاش مجھ پر ایمان لے کر آئیں تو میں ان کو اتنی برکتیں عطا کر دوں، اتنی رحمتیں عطا کر دوں کہ نہ ان کا رزق ختم ہو، نہ ان کی تکلیفیں ان کے نزدیک آئیں۔ نہ پریشانیوں کا ان کو سامنا کرنا پڑے، فرمایا:

﴿وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓی اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا﴾

اگر پاکستان میں رہنے والے، اگر ہندوستان میں رہنے والے، اگر مکہ اور مدینہ میں رہنے والے اللہ پاک سے ڈرنے والے بن جائیں، فرمایا:

﴿لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ﴾ (الاعراف: ۹۶)

ہم آسمانوں سے ان کے لیے رزق کے ایسے انبار نازل کر دیں کہ کبھی ان کے رزق میں کمی ہی نہ آئے۔ اس آیت سے پتہ یہ چلا کہ جب کوئی بھی انسان اللہ کریم کے اوپر ایمان لے کر آئے گا، جب کوئی انسان حقیقی معنوں میں مومن بن جائے گا تو اس کو کبھی رزق کی کمی نہیں آسکتی، جو انسان اللہ کریم سے ڈرنے والا بن جائے اس کو کبھی رزق میں کمی نہیں آیا کرتی، یہ میں نہیں کہہ رہا، بلکہ اللہ تعالیٰ کے قرآن نے اس بات کا تذکرہ فرمایا ہے، آؤ ذرا توجہ کرتے جاؤ! اللہ کریم کا قرآن کیا کہہ رہا ہے؟ الٰہ العالمین نے فرمایا، اللہ کریم کا قرآن بیان کرتا ہے۔ فرمایا:

﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ (الطلاق: ۲۔۳)

فرمایا: دنیا والو! جو انسان حقیقی معنوں میں ہم سے ڈرنے والا بن جائے، جس کے دل میں عرش والے اللہ کا ڈر پیدا ہو جائے، جو انسان اپنے دل میں اللہ کریم کا ڈر پیدا کر لے فرمایا: میں اس آدمی کے لیے رزق کے انتظام وہاں سے کرتا ہوں، جہاں سے آدمی کا وہم وگمان بھی نہیں ہوتا، آدمی کا خیال بھی نہیں ہوتا وہاں سے میں آدمی کو رزق عطا کر دیتا ہوں۔ وہاں سے میں اسے دولتیں عطا کر دیتا ہوں، فرمایا:

﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝﴾ (الطلاق: ۲)

فرمایا: میں اس آدمی کے لیے روزیوں کا انتظام کرتا ہوں۔ پتہ یہ چلا جو آدمی اللہ کریم سے ڈر کر کے زندگی گزارنے والا بن جائے، اس آدمی کو کبھی رزق میں کمی نہیں آیا کرتی، وہ آدمی کبھی دولت کے حوالے سے کمزور نہیں ہوا کرتا، چاہے کھانے کو تھوڑا ہی کیوں نہ ملے، اللہ کریم تھوڑے میں ہی برکتیں ڈال دیا کرتے ہیں، تمہیں میرے آقا علیہ السلام کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیاں یاد کوئی نہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خود بیان کرتے ہیں، کئی کئی دن ہمارے گھر کے چولہوں میں آگ

نہیں جلتی تھی لیکن ہم اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کے اپنے منہ میں کھجور کی گٹھلی ڈالتے تھے، باہر نکال کر الحمد للہ کہہ دیتے تھے، اللہ کریم ہماری ساری بھوک ہی دور کر دیتا تھا، اللہ کریم ہماری پیاس ہی دور کر دیتا تھا۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اس طرح باغیوں نے حراست میں لیا ہوا ہے، میرے عثمان رضی اللہ عنہ حراست میں ہیں۔ چالیس دن گزر گئے، آج تک سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تک پانی کا قطرہ تک نہیں پہنچا، گھر میں سے دانہ کھانا ختم ہوگیا ہے۔ مظلوم مدینہ عثمان رضی اللہ عنہ بغیر کھانے کے رہ رہے ہیں، بغیر پینے کے رہ رہے ہیں۔ ایک آدمی ملاقات کرنے کے لیے آیا، آکر کہتا ہے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ مجھے آپ پر بڑا ترس آتا ہے، مجھے آپ رضی اللہ عنہ پر بڑا ترس آرہا ہے، آج چالیس دن گزر گئے ہیں اور آپ کو کھانے کے لیے کچھ نہیں ملا، آج چالیس دن گزر گئے ہیں اور آپ کو پینے کو کچھ نہیں ملا، اے عثمان! مجھے یہ تو بتاؤ آپ کا گزارہ کیسے ہوتا ہے؟ بغیر کھانے کے تو آدمی زندہ نہیں رہ سکتا، بغیر پینے کے تو آدمی زندہ نہیں رہ سکتا۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، یار کیا پوچھتے ہو؟ میں صبح اٹھ کر کے نماز فجر ادا کرتا ہوں، فجر کی نماز سے پہلے میں تہجد پڑھتا ہوں، تہجد پڑھتے پڑھتے سحری کا وقت ہو جاتا ہے، میں سحری کے وقت اٹھ کر کے روزے کی نیت کر لیتا ہوں، اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ میرے دل کو قرار پہنچا دیتے ہیں اور سارا دن جب مجھے بھوک لگتی ہے، جب مجھے پیاس لگتی ہے تو میں اللہ کریم کا قرآن پڑھنا شروع کر دیتا ہوں۔ اللہ کریم میری بھوک بھی دور کر دیتے ہیں۔ اللہ کریم پیاس بھی دور کر دیتے ہیں۔ فرمایا:

﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًاۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ (الطلاق: ۲۔۳)

اے بندے! مجھ سے ڈر کر تو دیکھو، دنیا کا کوئی آدمی تمہارے سامنے ہاتھ نہیں اٹھائے گا۔

مشکوٰۃ المصابیح میں یہ روایت موجود ہے، طبرانی میں بھی یہ روایت موجود ہے۔
میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، تین آنکھیں اللہ کریم کو بڑی پیاری لگتی ہیں۔ فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ لَا تَرٰی اَعْیُنُهُمُ النَّارُ))

فرمایا: دنیا والو! تین آنکھیں ایسی ہیں، اللہ کریم کو ان تین آنکھوں سے اتنا پیار ہے، یہ تین آنکھیں کبھی جہنم کی آگ نہیں دیکھیں گی۔ ان تین آنکھوں کو جہنم کی گرمی نہیں لگیں گی۔ کونسی کونسی آنکھیں ہیں؟ آؤ غور کرتے جاؤ، ذرا دیکھو کہ تم میں یہ صفات پائی جاتی ہیں کہ نہیں پائی جاتیں؟ فرمایا:

((عَیْنٌ حَرَسَتْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ))

سب سے پہلی آنکھ جو اللہ کریم کے راستے میں پہرہ دینے والی ہے، اللہ تعالیٰ اس آنکھ کو جہنم کی آگ سے بچائے گا، دوسری وہ آنکھ ہے، فرمایا:

((عَیْنٌ كَفَّتْ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ))

فرمایا: وہ آنکھ جو اللہ کریم سے ڈر کر کے غیروں کی طرف نظریں نہیں اٹھاتی، وہ آنکھ جو اللہ کریم سے ڈر کر کے کسی کی بچیوں کی طرف نہیں اٹھتی، وہ آنکھ اللہ تعالیٰ سے ڈر کر جس میں حیا پیدا ہو جاتا ہے۔ فرمایا: ایسی آنکھ کو اللہ کریم جہنم کی آگ سے بچائے گا۔ تیسری آنکھ کونسی ہے؟ فرمایا:

((عَیْنٌ بِكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ))

تیسری آنکھ وہ ہے، جو اللہ کریم سے ڈر گئی، آدھی رات کا ٹائم ہے، سب سوئے ہوئے ہیں، یہ آنکھوں والا نوجوان اٹھا ہے، آ کر مصلّے پر کھڑا ہو گیا ہے۔

فرمایا:

((عَیْنٌ بِكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ))

اللہ تعالیٰ سے ڈر کر کے اس کی آنکھ سے آنسو کا قطرہ نکلا ہے، عرش بریں سے آواز آتی ہے۔ اے میرے بندے! آج تمہاری آنکھ سے نکلنے والا آنسو کا قطرہ مجھے اتنا اچھا

لگتا ہے۔ جاؤ اس قطرے کی وجہ کر کے میں نے تم پر جہنم کی آگ کو حرام کر دیا ہے۔ فرمایا:

﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ (الطلاق: ٢۔٣)

فرمایا: اللہ کریم سے ڈرنے والا اللہ تعالیٰ سے ڈر کر کے زندگی گزارنے والے انسان کے ساتھ عرش والا رب بڑا پیار کرتا ہے۔

اے میرے دوستو! نہ تمہیں تو تم اپنی ماں سے ڈر لگتا ہے، اپنی ماں سے چھپ کر کے گناہ کر لیتے ہو، تمہیں اپنے باپ سے ڈر لگتا ہو تو اپنے باپ سے چھپ کر کے گناہ کر لیتے ہو۔ مگر یاد رکھو کب تک باپ سے چھپتے رہو گے؟ کب تک ماں سے چھپتے رہو گے؟ یہ دنیا والوں سے ڈرنے سے تمہیں فائدہ نہیں ہوگا، جہاں مرضی چھپ کر کے چلے جاؤ، مگر جہاں جاؤ گے عرش والا الٰہ تمہیں وہاں ہی دیکھتا ہوگا۔ عرش والا الٰہ العالمین تمہیں وہاں ہی برائیاں کرتا دیکھتا ہوگا اور فرمایا: دنیا والو! جب کوئی آدمی کسی غار میں چھپ کر کے، دنیا والوں سے الگ تھلگ ہو کر کے برائیاں کرتا ہے، اللہ کریم کا عرش کانپ جاتا ہے۔ اللہ کریم فرماتے ہیں: اے ظالمو! اس دنیا والوں سے ڈر رہے ہو، جنہوں نے تمہیں کچھ بھی نہیں دیا۔ مگر جس مالک نے تمہیں آنکھیں عطا کی ہیں، اس سے تمہیں ڈر ہی نہیں لگتا ہے، جس مالک نے تمہیں جوانیاں دی ہیں۔ اس سے تمہیں ڈر ہی نہیں لگتا، اللہ کریم فرماتے ہیں: میں نے تمہارے ساتھ اتنی وفائیں کی تھیں، میں نے شجر بنائے تو کُنْ کہہ کر، میں نے حجر بنائے تو کُنْ کہہ کر لیکن بندے جب تیرا نمبر آیا تو میں نے اپنے ہاتھ سے تمہیں گوندھ گوندھ کر تیار کیا ہے۔

آج تم میری نافرمانیوں پر لگ گئے ہو۔ لیکن یاد رکھو اس زمین کے جس خطے پر کھڑے ہو کر برائیاں کر رہے ہو، کل جب قیامت کا دن ہوگا، یہی جگہ بول کر کہے گی اللہ اس فلاں کو پکڑو، اس جگہ پر کھڑے ہو کر اس نے زنا کیا تھا، جاؤ سورہ یٰسٓ کھول کر کے دیکھ لو!

اللہ کریم کا قرآن بتا رہا ہے، فرمایا: اس طرح جب انسان محشر کے میدان میں جائے گا، اس طرح کھڑا ہوگا، فرمایا:

﴿يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ﴾ (النور: ٢٤)

فرمایا: جب انسان اللہ پاک کی عدالت میں جائے گا، انسان سوچے گا ایسا نہ ہو کہیں میری برائیاں ظاہر ہو جائیں۔ اچانک اس کے ہاتھوں نے بولنا شروع کر دیا، انسان اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھے گا۔ یہ آوازیں کہاں سے آ رہی ہیں؟ پھر بول کر کے کہے گا:

﴿لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا﴾

اے میرے ہاتھو! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ دنیا پر میں پکڑتا تو تم پکڑتے تھے، میرے حکم کے ساتھ چلا کرتے تھے، آج میرے پوچھنے کے بغیر، آج میرے کرنے کے بغیر تم چلے جا رہے ہو، آج میرے کہنے کے بغیر تم عمل کیے جا رہے ہو، ہاتھ بول کر کے کہیں گے۔ اے نافرمان! آج ہمیں وہ بلا رہا ہے جس نے ہمیں آج سے کئی سال پہلے گوندھ گوندھ کر تیار کیا تھا، آج ہم نہ بولیں تو اور کیا کریں؟

﴿وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا قَالُوا أَنطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنطَقَ كُلَّ شَيْءٍ﴾ (حم السجدة: ٢١)

آج ہمیں وہ پروردگار بلا رہا ہے، جس نے اپنے ہاتھوں سے ہمیں تیار کیا ہے۔ فرمایا: انسان کی آنکھیں بول بول کر کے باتیں کریں گی، انسان کے پاؤں بول بول کر کے اس کی برائیاں ظاہر کریں گے، یہ میری بات نہیں قرآن کی باتیں ہیں، قرآن بتا رہا ہے۔

اس طرح انسان جا کر کے اللہ کریم کے دربار میں کھڑا ہوگا، اللہ تعالیٰ اتنا بڑا رجسٹر اس کی برائیوں کا لا کر کے اس کے سامنے رکھ دیں گے، یہ انسان کتاب کی طرف دیکھے گا۔ اللہ کریم فرمائیں گے۔

﴿اِقْرَأْ كِتٰبَكَ﴾

اے بندے میں نے تمہیں کچھ نہیں کہنا،

﴿اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا﴾(بنی اسرائیل:۱۴)

آج میں نے تمہیں کچھ نہیں کہنا یہ کتاب پڑھتے اور دیکھتے جاؤ، دنیا پر تم کیا کیا کر کے آئے ہو؟ انسان پڑھے گا یہ وہ گناہ ہے، جو میں نے اکبر چک کے فلاں چوک میں کھڑے ہو کر کیا تھا، یہ تو وہ غلطی لکھی ہوئی ہے، جب میں گھر میں کھڑے ہو کر کے اپنے باپ کو گالیاں دیتا رہا ہوں، میں نے تو سوچا کہ مجھے اکبر چک کا کوئی آدمی نہیں دیکھ رہا، مگر آج یہاں تو سب کچھ لکھا ہوا ہے۔ اللہ سوہنیا! وہ گناہ کہاں سے آ گئے؟ جو میں چھپ چھپ کر کرتا رہا ہوں، ڈیروں میں اپنے یاروں سے مل کر کے کرتا رہا ہوں۔

اللہ کریم فرماتے ہیں: اے ظالمو! تم اپنے باپ سے تو ڈر رہے ہو، مگر عرش بریں کے اللہ سے تمہیں ڈر کیوں نہیں لگتا؟ انسان اپنی برائیاں دیکھ دیکھ کر کے، اپنی غلطیاں دیکھ دیکھ کر کے کہے گا۔

﴿مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا﴾

(الکھف: ۴۹)

اللہ کریم فرماتے ہیں: اس طرح غلطیوں کی لائنیں دیکھ کر کے کہے گا، عرش والے مالک یہ کس طرح کی کتاب تیار کی ہے؟ اللہ یہ کس طرح کا رجسٹر بنایا ہے؟ اس نے نہ کوئی میری چھوٹی غلطی چھوڑی ہے، نہ کوئی بڑی غلطی چھوڑی ہے۔ سارے گناہ لکھ دیئے گئے ہیں۔ ساری برائیاں نوٹ کر دی گئی ہیں۔ اللہ کریم فرماتے ہیں: بندے میں نے تو تمہیں دنیا پر یہ بات سمجھائی تھی، اے بندے زندگی اس طرح کی گزارو اگر تم چھپ کر کے بھی گناہ کرو تو تم سمجھتے ہو میرے پاس کوئی نہیں لیکن میرے دو فرشتے تمہارے پاس موجود ہیں، اگر وہ دو فرشتے نہیں تو میں خود عرش بریں پر بیٹھ کر کے دیکھ رہا ہوں۔ تم کیا کر رہے ہو؟

اے مرد زنا کار خدا دیکھ رہا ہے
اے قلب فسوں کار خدا دیکھ رہا ہے
جلوت میں تو کچھ پاس رہا خلق خدا کا

خلوت میں بھی سرکار خدا دیکھ رہا ہے
اور دنیا تیرے کرتوت کو دیکھے کہ نہ دیکھے
اے مرد ریا کار خدا دیکھ رہا ہے

فرمایا:

﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ (الطلاق: ۲۔۳)

اے بندے غور کرو! کاش تم مجھ سے ڈرنے والے ہوتے، آج یہود ونصاریٰ کا قانون تمہاری گلیوں میں نہ آتا، اے بندے اگر مجھ سے ڈرنے والے ہوتے تو تمہارے وقت کا حکمران تمہاری بچیوں کو لا کر کے بازاروں میں کھڑا نہ کرتا، اگر مجھ سے ڈرنے والے ہوتے، اے بندے اگر تیرے دل میں میرا ڈر ہوتا تو زمانے کا کفر تمہاری شہ رگ پر چڑھ کر کے نہ بیٹھتا، تم نے مجھے چھوڑ دیا، میں نے تمہیں چھوڑ دیا۔ بلکہ نہیں نہیں بندے تم نے مجھے چھوڑا اور میں نے تمہیں پھر بھی نہیں چھوڑا ہے۔

تم نے مجھے چھوڑ دیا، ادھر سے جوانی کو پہنچے ہو تو میری مسجد کو چھوڑ گئے ہو، جوانی کا شباب آیا تو میرا ذکر چھوڑ گئے ہو، جوانی کا شباب آیا ہے تو نمازیں چھوڑ گئے ہو۔ لیکن بندے تم نے نمازیں چھوڑی ہیں، مگر میں نے تمہاری روٹیاں بند نہیں کیں۔ اے بندے تم نے میرے در پر آنا چھوڑ دیا مگر میں نے تمہارا کھانا دانا بند نہ کیا۔ اے بندے تم نے میری نافرمانیاں کیں، مگر میں نے تمہارے پاؤں کے نیچے سے اپنی زمین کو نہ نکالا، تم میری برائیاں کرتے رہے، تم میری نافرمانیاں کرتے رہے، مگر میں تھپکیاں دے دے کر سلاتا رہا، خواب گاہوں میں تمہیں سلا دیا، نیند میرے عرش کے پاس آتی ہے۔ اللہ میں حاضر ہوں، اللہ میں حاضر ہوں۔ اللہ کریم فرماتے ہیں: جاؤ اکبر چک کے مسلمانوں کو سلا دو، میں سونا نہیں چاہتا، اے بندے تم سو گئے مگر میں تمہاری روٹیوں کے بندوبست کرتا رہا، حالانکہ تمہاری ماں تم پر قربان ہو جانے والی، تمہاری ماں تم پر صدقے ہونے والی

لیکن رات کے وقت تمہاری ماں بھی سوگئی، مگر میں نہ سویا۔ میں پھر بھی تمہاری روٹیوں کا انتظام کرتا رہا، بندے میں تمہارے کھانوں کا انتظام کرتا رہا۔

تم صبح اٹھے ہو تو اس طرح کر کے تمہاری آنکھوں کے سامنے میرا تیار کیا ہوا سیب آ گیا، میری نعمت کھالی ہے۔تمہارے سامنے میرا تیار کیا ہوا دودھ آ گیا۔

﴿لَبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ۝﴾ (النحل: ٦٦)

بڑی محبت سے دودھ پیا ہے، ادھر سے دودھ پی کر کے اٹھے ہو، جس زبان سے میری نعمتیں کھائی ہیں، ابھی گھر کا دروازہ باہر نہیں نکلے ہو اور اسی زبان سے گالیاں شروع کر دیں، اسی زبان سے میری نافرمانیاں کرنے لگ گئے۔لیکن میں نے پھر بھی کہا جاؤ، بندے میں تمہاری برائیاں ہنس کر کے دیکھتا رہا، میں تمہاری غلطیاں مسکرا کر کے دیکھتا رہا، میں نے کہا چلو کوئی بات نہیں ہے۔ میرا ہی بندہ ہے، میں نے ہی تو ا... ہے، کب تک برائیاں کرتے رہو گے؟ کب تک زنا کاریاں کرتے رہو گے؟ کب تک آلاؤڈ سپیکر میں سے نکلنے والی آوازوں کو مذاق کرتے رہو گے، ایک وقت آئے گا، اس آلاؤڈ سپیکر میں سے میں تمہارے جنازے کا اعلان کرواؤں گا۔

کب تک مسجد میں نہیں آؤ گے، ایک وقت آئے گا لوگ تمہیں لٹا کر کے صفیں بنا کر کے کھڑے ہو جائیں گے۔ مسجد کی صفیں تمہیں اچھی نہیں لگتیں۔ ایک وقت آئے گا لوگ تمہاری صفیں بنا کر کے کھڑے ہو جائیں گے۔ اے بندے آخر کب تک نافرمانیاں کرتے رہو گے؟ کب تک برائیاں کرتے رہو گے؟

میں صدقے اور قربان جاؤں۔ فرمایا:

﴿اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا﴾ (بنی اسرائیل: ١٤)

مسند احمد کی روایت ہے۔ میرے آقا جناب محمد ﷺ ایک دن ایک قافلے میں چلتے ہوئے جا رہے ہیں، چلتے چلتے میرے محبوب علیہ السلام ایک مقام پر پہنچے ہیں۔ سامنے دیکھا ایک عورت اپنے بچے کو دودھ پلا رہی ہے، لوگو اس کو اپنی چھاتی سے لگایا ہے۔ بیٹا دودھ

پیئے جا رہا ہے، جب دودھ پلانے سے فارغ ہوئی تو میرے آقا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی، عرض کرتی ہے۔ محبوب علیہ السلام میں آپ سے آج ایک سوال پوچھنا چاہتی ہوں۔

اللہ تعالیٰ انسان سے کیا ماں سے بھی زیادہ پیار کرتا ہے؟ فرمایا: ہاں ہاں! اے بی بی اللہ تعالیٰ ماں سے بڑھ کر کے بندے سے محبت کرتا ہے، ماں سے بڑھ کر کے بندے سے پیار کرتا ہے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ تو بندے سے اتنی محبتیں کرتا ہے، اس کی مثال اس طرح ہے، جس طرح کوئی آدمی جنگل میں جا رہا ہو، اس کی روٹی اور کھانا دانہ اس طرح اس کی سواری پر باندھا ہو۔ جنگل بیاباں کے درمیان میں جا کر کے وہ ایک درخت کے نیچے لیٹ جاتا ہے، سو جاتا ہے۔ اٹھتا ہے تو اس کی سواری بھی غائب ہوگئی، اس کا کھانا دانہ بھی غائب ہوگیا، اس کے پینے کا سامان بھی غائب ہوگیا۔ اب اسے بھوک بھی لگی ہے، پیاس بھی لگی ہے، اس کو کھانے کو کچھ نہیں ملتا، اس کی سواری پتہ نہیں کون لے کر کے چلا گیا ہے؟ حلق میں اس کی جان پھنس گئی ہے۔ اس کے ہونٹ خشک ہو گئے ہیں۔ یہ بڑا پریشان ہو رہا ہے، کہتا ہے اللہ سوہنیا! میرا کھانا کون لے کر کے چلا گیا ہے؟ اچانک یہ ایک طرف دیکھتا ہے، اس کی سواری بھی آ گئی، اس کا کھانا دانہ بھی آ گیا۔ یہ اتنا خوشی میں آیا، خوشی میں آ کر کہتا ہے، واہ اللہ تم میرے بندے اور میں تمہارا رب ہوں، خوشی میں آ کر اپنے رب کو اپنا بندہ کہہ بیٹھتا ہے۔

اللہ کریم فرماتے ہیں: اے دنیا والو سن لو! آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: اے بی بی اللہ تعالیٰ تو اپنے بندے سے اتنا پیار کرتا ہے، جب کوئی نمازوں کو چھوڑنے والا اللہ کریم کی نافرمانیاں کرنے والا بھولا ہوا اللہ کریم کے در پر آتا ہے تو اللہ کریم کو اتنی خوشیاں ہوتی ہیں، واہ آج میرا بندہ میرے سامنے آ گیا میرا بندہ فلمیں دیکھنے والا، آج میرے سامنے آ گیا۔ میرا بندہ برائیاں کرنے والا میرے سامنے آ گیا، شرابیں پینے والا میرے در پر آ گیا۔ اللہ کریم کو اتنی خوشیاں ہوتی ہیں، جس طرح وہ انسان خوشی میں آ کر کے اپنے رب کو اپنا بندہ کہہ بیٹھتا ہے۔ اللہ کریم کو بھی اتنی زیادہ خوشیاں ہوتی ہیں۔ اللہ اکبر اللہ

یہ بی بی کہتی ہے، سوہنیا! پھر پتہ یہ چلا کہ اللہ کریم ماں سے بھی بڑھ کر کے بندے سے پیار کرتا ہے، فرمایا: ہاں ہاں بالکل اسی طرح ہے، وہ میرا اللہ تو بڑا مہربان ہے وہ تو سب کی سننے والا ہے۔

آؤنہ میرے بھائیو! غور کرتے جاؤ:

جناب موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں لوگ جمع ہیں، دعائیں ہو رہی ہیں۔ اللہ بارش نازل کر دے، اے میرے پروردگار بارش نازل کر دے، عرش بریں سے وحی آتی ہے، اے میرے موسیٰ میں بارش تو ضرور نازل کروں، مگر آج تمہاری مجلس میں ایک اس طرح کا آدمی بیٹھا ہے، جس پر میں ناراض ہوں، وہ مجھے اچھا نہیں لگتا، وہ مجلس میں سے اٹھ کر کے چلا جائے، میں پھر بارش کا نزول کر دوں گا۔ جناب موسیٰ علیہ السلام بڑی جلالی طبیعت کے نبی تھے، اس طرح اپنا عصا اٹھا کر کے کہتے ہیں، تم میں ایک بڑا گندا آدمی بیٹھا ہے۔ بڑا برا آدمی بیٹھا ہے۔ عرش والا اللہ اس پر ناراض ہے، مہربانی کر کے وہ آدمی یہاں سے اٹھ کر کے چلا جائے۔

آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: اس آدمی کے کان میں یہ آوازیں پڑی ہیں، اس طرح اس نے نظریں زمین کی طرف جھکا لیں، رو کر کہتا ہے، اللہ آج میں مجلس میں سے اٹھ کر کے گیا تو میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہوں گا، لوگ مجھے کیا کہیں گے؟ اے میرے پروردگار میں دل ہی دل میں تم سے معافیاں مانگ رہا ہوں۔ اے اللہ آج معاف کر دے، آج کے بعد میں برائیاں نہیں کروں گا۔ جناب موسیٰ علیہ السلام دیکھتے ہیں، ابھی تک آدمی کوئی بھی اٹھا نہیں، یہ آدمی اللہ کریم سے باتیں کیے جا رہا ہے۔ تھوڑی دیر گزری، آسمانوں سے رحمت کی بارش کا نزول ہو گیا۔

جناب موسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں: اللہ سوہنیا! ایسے ہی میرے منہ سے کہلوانا تھا کیا؟ فرمایا نہ نہ میرے موسیٰ ایسی بات نہ کرو، ابھی جو آدمی مجھے گندا لگ رہا تھا، ابھی اس نے دل ہی دل میں مجھے اس طرح یاد کیا ہے، پہلے مجھے پوری مجلس میں سب سے گندا وہ لگتا تھا،

اب سب سے اچھا مجھے وہی لگ رہا ہے، سب سے پیارا مجھے وہی لگ رہا ہے۔ دیکھو تو سہی کہ رب کتنا غفور رحیم ہے؟ اللہ تعالیٰ کتنا مہربان ہے؟

جناب موسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں: اللہ جی پھر مجھے وہ آدمی تو دکھاؤ، اللہ جی میں دیکھوں تو سہی کہ وہ کون ہے؟

آؤ دوستو! یاریاں اسے کہتے ہیں، محبتیں اسے کہتے ہیں، اے دوست تم سے جنرل مشرف پیار کرے تو تم کہتے ہو، میں بڑی عزتوں والا ہوں، تم سے راؤ سکندر پیار کرے تو تم کہتے ہو، میں بڑی شانوں والا ہوں، اس آدمی کی عظمتیں کتنی اعلیٰ ہیں؟ جس سے پیار کرتا ہے تو عرش والا اللہ کریم کرتا ہے۔ اللہ اکبر اللہ

جناب موسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں اللہ مجھے وہ بندہ دکھاؤ، اللہ کریم فرماتے ہیں: موسیٰ کیسی باتیں کرتے ہو؟ پہلے تو وہ میرا دشمن تھا، میں نے اس وقت اس کے عیب ظاہر نہیں کیے، اب تو وہ میرا اپنا بن گیا ہے، اب میں کیوں اس کے عیب ظاہر کروں؟ اگر میں اس کے عیب ظاہر کر دوں تو مجھے ستار کس نے کہنا ہے؟ مجھے غفار کس نے کہنا ہے؟ مجھے قہار اور جبار کس نے کہنا ہے؟ اے موسیٰ! میں نے اس کے بارے میں نہیں بتانا، کیونکہ وہ اب میرا دوست بن گیا ہے۔ اللہ اکبر اللہ

میرے دوستو! پتہ یہ چلا کہ آدمی چاہے جتنا مرضی خطا کار ہو، آدمی چاہے جتنا مرضی گنہگار ہو، جب اللہ کریم کے در پر آ کر ڈرنے والا بن جائے، اس طرح اللہ کریم کے آگے ہاتھ اٹھالے اور رو کر کے کہے کہ ؎

میرے کول عیباں دے انبار اللہ
تیرا نام غفار ستار اللہ
میں گنہگار عاجز بے کس بیچارہ
مگر تیری رحمت کا مولا سہارا
میں ہر ویلے تیرے در توں ہی منگاں

تُوں دیندا نہ تھکیں میں لیندا نہ سنگاں

فرمایا:

﴿وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ وَ لٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ٥﴾ (الاعراف: ۹۶)

فرمایا: کائنات والو! تم بھول گئے ہو، میں نے تو اپنے عرش پر یہ بات لکھ دی ہے کہ میری رحمت میرے غصے پر غالب ہے، مجھے غصہ آیا ہو تو غصے میں میری تھوڑی سی رحمت آجائے تو میرا سارا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے، آؤ تمہیں یقین نہیں تو میں تمہیں بتاؤں۔

مشکوٰۃ المصابیح کی دوسری جلد میں یہ روایت موجود ہے، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ کے سامنے قیامت والے دن ایک اس طرح کا آدمی لا کر کے کھڑا کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی برائیاں دیکھیں گے، اس کی خطائیں دیکھیں گے، اللہ تعالیٰ اس کو اٹھا کر کے جہنم میں پھینک دیں گے۔ یہ آدمی جہنم میں چلا جائے گا۔ روئے گا، چیخے گا، پکار کرے گا، کتاب الرقاق میں یہ روایت موجود ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس آدمی کی چیخیں جہنم میں اتنی بلند ہوں گی کہ اس کی آوازیں اللہ تعالیٰ تک پہنچیں گی، یہ تو ایک ہے، اس کو دیکھ کر کے ایک اور آدمی بھی جہنم میں رونے لگ پڑے گا، اب دو آدمیوں کی آوازیں بلند ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ تک آوازیں پہنچیں۔ اللہ اکبر اللہ

اللہ کریم پوچھتے ہیں، میرے بندے مجھے بتاؤ، کیوں اتنا روئے جا رہے ہو؟ اے بندے مجھے بتاؤ، اتنے آنسو کیوں بہا رہے ہو؟ یہ کہے گا مالک میں اس لیے رو رہا ہوں، مجھ سے جہنم کی آگ برداشت نہیں کیے جا رہی، اللہ جہنم کی شدت مجھ سے برداشت نہیں کی جا رہی، فرمایا: ہاں میرے بندے مجھے بتاؤ، پھر کیا چاہتے ہو؟ اللہ جی! میں چاہتا ہوں۔ کہا: اللہ زیادہ کچھ نہیں صرف اتنا کر دیں کہ مجھے جہنم سے نکال کر کے جہنم کے

کنارے پر بٹھا دو۔ اللہ کریم اس آدمی کو بٹھا دیں گے۔ دوسرا آدمی بھی اپلیں کرے گا، اللہ مجھے بھی جہنم کے کنارے پر بٹھا دے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں آدمیوں کو جہنم کے کنارے پر بٹھا دے گا، اب جہنم کے کنارے پر بھی بیٹھ کر کے دونوں چیخیں مار رہے ہیں، دونوں روئے جا رہے ہیں کہتے ہیں اللہ سوہنیا یہاں بھی بڑی شدتیں لگتی ہیں، اللہ کریم مسکرا کر کے فرمائیں گے، میرے بندو مجھے بتاؤ تو سہی کہ تمہیں مجھ سے کتنا پیار ہے؟ تمہیں مجھ سے کتنی محبت ہے؟ یہ کہیں گے اللہ ہم تم سے بڑا پیار کرتے ہیں، اللہ تم سے بڑی محبت کرتے ہیں۔ اللہ کریم فرماتے ہیں، اگر مجھ سے پیار کرتے ہو، اگر مجھ سے محبت کرتے ہو تو پھر میرا حکم بھی مانو گے کہ نہیں؟ ہاں ہمارے اللہ آرڈر کرو، تمہارا حکم ہونا چاہیے جس طرح کہو گے۔ اسی طرح کر دیں گے۔ اللہ کریم فرمائیں گے، اگر مجھ سے پیار کرتے ہو تو پھر میرا حکم مان کر کے پھر جہنم میں چھلانگیں لگا دو، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، ایک آدمی اللہ تعالیٰ کا حکم سنتے ہی فوراً جہنم میں چھلانگ لگا دے گا، اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں سے نکال کر کے جنت میں بھیج دیں گے۔

مگر دوسرا آدمی ابھی کنارے پر ہی بیٹھا ہے، اس نے چھلانگیں نہیں لگائیں ہیں' اللہ کریم نے اس کو بلایا، اللہ کریم پوچھتے ہیں: بتاؤ تم نے میرا حکم مان کر کے جہنم میں چھلانگیں کیوں نہیں لگائیں؟ جب یہاں بات آئی تو میرے آقا علیہ السلام مسکرانے لگے۔ نبی کریم، سرور کائنات ﷺ نے تبسم فرمایا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں، سوہنیا مسکرا کیوں رہے ہو؟ فرمایا: اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کیونکہ یہاں اللہ کریم بھی اس آدمی کی طرف دیکھ کر کے مسکراتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسکرا کر کے پوچھتے ہیں۔ بتاؤ میرا حکم کیوں نہیں مانا؟ یہ آدمی کہتا ہے اللہ مجھے تمہاری رحمت پر بھروسہ تھا، اللہ کریم فرماتے ہیں: جاؤ چاہے میرے احکام کی نافرمانیاں ہی کی ہیں مگر میری رحمت پر توکل کیا ہے، جاؤ میں نے تمہیں بھی جنت کا داخلہ نصیب کر دیا ہے۔ آ وبندے کبھی رب کے در پر بھی تو آ کر دیکھو۔

تمہارے سوئے ہوئے تمہارے ملک میں یہود ونصاریٰ کا قانون آ گیا، تمہارے

سوئے ہوئے ماؤں کی ممتا لٹ گئی، تمہارے سوئے ہوئے تمہارے بیڈ روم میں یہود ونصاریٰ کا لٹریچر آ گیا۔ تمہارے سوئے ہوئے مسلمان ماؤں، بہنوں تک گندی فلمیں پہنچ گئیں۔ مگر تم سوئے ہی رہ گئے۔

عرش بریں سے آوازیں آتی ہیں۔ اے بندے ابھی بھی کچھ نہیں بگڑا چاہے تمہارا سارا دامن غلطیوں سے پُر ہے۔ آؤ! میرے در پر آ کر کے ایک بار رو کر کے کہہ دے، اللہ میری توبہ، مجھے تمہارا یہ جملہ اتنا اچھا لگتا ہے، میں تمہارے سارے گناہ ہی معاف کر دوں گا۔

آؤ میرے بھائیو! جو میں بات تم سے کرنا چاہتا ہوں، فرمایا:

﴿وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ﴾ (الاعراف: ۹۶)

اے دنیا والو! کاش تم نے مجھے سمجھا ہوتا، کاش کہیں میری رحمتوں پر غور کیا ہوتا، میں تو اتنا غفور رحیم ہوں، میرے در پر کوئی سو آدمی بھی مار کر کے آ جائے تو میں اس کو بھی بخش دیا کرتا ہوں۔

صحیح بخاری میں یہ روایت موجود ہے، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: بنی اسرائیل کا ایک آدمی اس نے اپنی پوری زندگی میں ننانوے آدمیوں کو قتل کیا، ننانوے آدمی مار کر کے ایک آدمی کے پاس آ گیا، ایک راہب کے پاس آ کر کے کہتا ہے۔ جناب آج میرا دل ڈر گیا ہے، آج مجھے اللہ کریم سے ڈر لگ رہا ہے۔ میں نے ننانوے آدمی مارے ہیں تو میں توبہ کرنے کے لیے آیا ہوں، وہ کہنے لگا اس طرح کرو، جوتا پہنو اور یہاں سے نکل جاؤ، تم میرے پاس نہ بیٹھو، اتنا بڑا قاتل، اتنا بڑا گنہگار ہو کر میرے پاس آ کر کے بیٹھے ہو۔ جاؤ چلے جاؤ، اس نے کہا چلو جہنم میں تو جانا ہی ہے۔ آج تمہارا گھونٹ بھی بھر کر کے ہی جاؤں گا۔ اس نے اس کو بھی مار دیا۔ سو آدمی پورے ہو گئے۔ سو آدمی مارنے کے بعد پھر دل میں خیال آیا، گنہگار تو میں بہت بڑا ہوں لیکن پھر بھی دل کرتا ہے، میں توبہ کر

لوں۔ میں صدقے اور قربان جاؤں۔

ایک اور آدمی کے پاس گیا، ایک اور راہب کے پاس گیا۔ صحیح بخاری میں یہ روایت موجود ہے۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: جب اس کے پاس گیا، جا کر کے کہتا ہے، جناب میں سو آدمی قتل کر کے آ گیا ہوں، سو آدمی کا خون کر کے آ گیا ہوں۔ بھلا میرے لیے بھی معافیاں ہیں کہ نہیں؟ وہ کہتا ہے، تمہارے لیے معافیاں تو ضرور ہیں لیکن اس طرح کرو، اس ماحول کو چھوڑ کر کے اچھے ماحول میں چلے جاؤ۔

میرے بھائیو! ماحول کا بھی بہت زیادہ فرق ہوتا ہے، اس میری مجلس میں کئی ایسے آدمی بیٹھے ہیں، جن کی اولادیں جوان ہیں، جن کی بیٹیاں جوان ہیں، جن کے بیٹے جوان ہیں۔

میں تمہیں بطور بھائی ہونے کے، خطیب ہونے کے مشورہ دوں گا، اگر تمہارا بیٹا جوان ہے، اس کو اچھی محفلوں میں بٹھایا کرو، اس کو اچھا ماحول دیا کرو، اگر تمہارا بیٹا اچھوں میں بیٹھے گا تو تمہارا بیٹا اچھا ہو جائے گا، کل کو تمہارا بیٹا اچھا کام کرے گا تو لوگ کہیں گے فلاں کا بیٹا ہے۔ لوگ کہیں گے، اس کا باپ بھی بڑا اچھا ہے، یہ خود بھی بڑا اچھا ہے۔ اگر اپنے بیٹے کو بری محفلوں میں بٹھاؤ گے تو تمہارا بیٹا بھی گندا ہو جائے گا، کل کو اگر وہ کہیں جا کر کے برائی کرے گا تو لوگ اس کو برا بعد میں کہیں گے، تمہیں برا پہلے کہیں گے۔ لوگ کہیں گے یہ ہے ہی گندوں کی اولاد ہے، اس کے ماں باپ نے پتہ نہیں ان کی کیسی تربیتیں کی ہیں؟

لیکن دوستو یاد رکھو! یہ دنیا کے لوگ تو تمہیں کہیں ہی کہیں گے مگر جو آخرت کو تمہیں ماریں پڑیں گی، ان کا تو حساب و کتاب ہی کوئی نہیں، اگر دنیا پر اپنے بیٹے کی تربیتیں گندی کر کے چلے گئے، ادھر سے اکبر چک کے بازاروں میں جنازہ گزر گیا، تم قبر میں پڑے ہو گئے، تمہارا بیٹا چوریاں کرے گا، سزائیں تمہیں وہاں ملیں گی، تمہارا بیٹا لعنت کا اڈہ ڈیش انٹینا چلائے گا، سزائیں تمہیں وہاں ملیں گی۔

اگر تمہارا بیٹا اچھا ہوا، تو تم دنیا چھوڑ کر کے چلے گئے۔ تمہارا بیٹا اکبر چک کی مسجد میں آ کر کے بیٹھ گیا ہے۔ نماز پڑھی ہے، نماز پڑھ کر کے ہاتھ اٹھا کر کہتا ہے:

﴿رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيۡ صَغِيۡرًا ؀﴾ (الاسراء: ٢٤)

اللہ سوہنیا! میرا باپ دنیا چھوڑ کر کے چلا گیا، اللہ سوہنیا! میری ماں مجھے جدائیاں دے کر کے چلی گئی۔ اے میرے مالک! مجھے اپنا گھر ویران سا نظر آ رہا ہے، مجھے گھر میں رونقیں نظر نہیں آتیں۔ لیکن اللہ سوہنیا! جب میں بچہ ہوتا تھا، تو میں کبھی پیار میں آ کر اپنی ماں کے منہ پر طمانچہ بھی مارتا تو میری ماں ہنس کر کے میرے طمانچے برداشت کر لیتی، میں اپنے باپ کو گالیاں بھی نکال لیتا تو ایک گالی پر میرا باپ میرا ماتھا چومتا تھا، اللہ سوہنیا! آج میرا ابو دنیا چھوڑ کر کے چلا گیا ہے۔ اب میں دعائیں کرتا ہوں۔

﴿وَ رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيۡ صَغِيۡرًا ؀﴾ (بنی اسرائیل: ٢٤)

اللہ میرے باپ پر رحمتیں فرما، ادھر سے تمہارا بیٹا یہاں بیٹھ کر کے دعائیں کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری قبر کو وہاں جنت کے باغوں میں سے باغ بنا دے گا۔ تربیتیں نیک کیا کرو، اچھی محفلوں میں بٹھایا کرو، پھر فائدہ ہوگا۔ اللہ اکبر اللہ

وہ کہنے لگا، اس طرح کرو اس ماحول کو چھوڑ کر کسی اچھے ماحول میں چلے جاؤ، فلاں بستی میں جاؤ۔ اس آدمی نے یہاں سے چلنا شروع کر دیا۔ صحیح بخاری میں یہ روایت موجود ہے، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم یہ آدمی چلتا جا رہا ہے:

﴿اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ لَوۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ؀﴾ (نوح: ٤)

جب آسمان سے بلاوا آ جائے تو پھر آدمی نہ آگے جا سکتا ہے، نہ پیچھے جا سکتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو موت آ گئی۔ یہ آدمی فوت ہوگیا، جہاں جانا تھا، ابھی وہ کافی دور ہے۔ ادھر سے ابھی تھوڑا سا سفر طے کیا تھا، آسمانوں سے فرشتے جنت کے بھی آ گئے، جہنم کے بھی آ گئے۔ وہ کہتے ہیں ہم نے لے کر کے جانا ہے۔ یہ کہتے ہیں ہم نے لے کر کے جانا ہے۔ وہ کہتے ہیں اس نے توبہ کا ارادہ کیا ہے، یہ کہتے ہیں توبہ کا ارادہ تو

کیا ہے لیکن ابھی تک وہاں پہنچا تو نہیں، اس لیے ہم نے لے کر کے جانا ہے۔ اللہ سوہنیا! ہم کس طرف لے کر جائیں؟ فرمایا: اس طرح کرو، فیصلہ میں تمہیں بتا دیتا ہوں، اس کا سفر ناپ لو اگر آگے سفر تھوڑا ہے تو پھر جنت والے لے جائیں، اگر پیچھے سفر تھوڑا ہے تو پھر جہنم والے لے جائیں۔

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم اگلا سفر ابھی اس کا بہت زیادہ ہے، اللہ کریم نے زمین کو حکم دیا سکڑ جاؤ، زمین سکڑ جا کہیں میرا بندہ جہنم میں نہ چلا جائے، کیا ہوا؟ جو یہ سو قتل کر کے آیا ہے مگر آیا تو میرے در پر ہی ہے۔ یہ مجھے بڑا ہی پیارا لگ رہا ہے۔ آج میرا بندہ جہنم میں نہ جائے۔ اللہ کریم نے آگے سے زمین کو سکڑنے کا حکم دے دیا، زمین سکڑ گئی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنتیوں کے حق میں فیصلہ ہو گیا، دوستو پتہ چلا میرے اور تمہارے آنے میں دیر ہو سکتی ہے مگر رب تعالیٰ کے معاف کرنے میں کوئی دیر نہیں، میرے اور تمہارے ڈرنے میں دیر ہو سکتی ہے مگر پروردگار کے کرم کرنے میں کوئی دیر نہیں۔

آؤ! اس کے در پر آ کر کے معافیاں مانگ لو! آؤ سچے مومن بن جاؤ، آؤ مثالی مسلمان بن جاؤ، جو مثالی مسلمان ہو۔ اس کی مثالیں دنیا پر باقی رہ جاتی ہیں۔ جو آدمی صحیح مومن ہو وہ دنیا چھوڑ کر کے بھی چلا جائے تو لوگ پھر بھی اس کی مثالیں دیتے ہیں۔ یہ آخری حدیث صحیح بخاری کی سن لو!

میرے اور تمہارے پیرومرشد جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم دو آدمی ہیں اور دونوں ہی مثالی مسلمان ہیں، مثالی جن کو حقیقت میں مسلمان کہا جاتا ہے۔ مثالی تھے تو صحیح بخاری میں مثال موجود ہے۔ مثالی تھے تو آج تک باتیں ہو رہی ہیں۔ اگر مثالی نہ ہوتے تو ابوجہل کی طرح مر جاتے، ابولہب کی طرح دنیا چھوڑ کر کے چلے جاتے، اخنس بن شریک کی طرح کائنات کی صفحہ ہستی سے مٹ جاتے، ان کا کوئی تذکرہ نہ کرتا، اگر کوئی کرتا تو ان پر لعنتیں بھیجتا۔ آج وہ مثالی مسلمان بن کر کے گئے ہیں، تو

لوگ یاد کرتے ہیں۔لوگ کیا یاد کرتے ہیں؟ آمنہ کا در یتیم یاد کر رہا ہے، فرمایا: ایک آدمی تجارت کی غرض سے سفر کرتے کرتے ایک دوسرے شہر دریا سے پار پہنچ گیا، وہاں جا کر کے اس کو کچھ پیسوں کی ضرورت پڑ گئی۔ کچھ دیناروں کی ضرورت پڑ گئی۔اب وہاں اس کا واقف کوئی نہیں، ایک مسلمان آدمی اس کو ملا، اس سے کہنے لگا جناب مجھے کچھ دینار ادھار دے دو، فلاں دن آ کر کے میں تمہارے پیسے واپس کر دوں گا۔ وہ کہنے لگا یار! تیری بات تو ٹھیک ہے مگر یہاں تمہیں نہ کوئی جاننے والا موجود ہے، نہ میں تمہیں جانتا ہوں۔کوئی آدمی ضامن ہوتو پھر بات بنتی ہے۔اس آدمی نے اشارہ آسمانوں کی طرف کیا، کہنے لگا بھروسہ مجھ پر کرو، میرا اور تمہارا ضامن عرش والا الہ العالمین ہے۔

اس نے کہا ٹھیک ہے، اگر تم نے اللہ کریم کو ضامن بنا دیا ہے تو مجھے تم پر اعتماد آ گیا ہے۔آج ہم قسمیں اٹھائی جاتے ہیں۔خربوزوں کی ریڑھی پر کھڑے ہو کر کہتے ہیں۔ اللہ کریم کی قسم شرطیہ میٹھے ہیں، چاہے گھر جا کر دیکھیں تو سارے پھیکے ہی ہوں۔اللہ اکبر الله! یہ مسلمان ہے۔

میرے آقا علیہ السلام کا فرمان ہے، فرمایا: کائنات والو! جو آدمی قسم اٹھا کر کے سودا بیچتا ہے، عرشاں والا رب اس پر لعنت کرتا ہے اور اس آدمی کی کمائی میں برکت آ ہی نہیں سکتی، جو جھوٹی قسم اٹھا کر کے سودا بیچتا ہے۔ جاؤ شہر میں جا کر کے دیکھ لو! کئی فقیر ہیں، کہتے پھرتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے اٹھائے ہیں، کہتے ہیں اللہ کی قسم ہے، ہمارا فلاں مر گیا ہے، ہمارا فلاں مر گیا ہے۔ایسے ہی اپنے پاس سے جھوٹ بنائے ہیں۔کئی ایک فقیر ایسے پھرتے ہیں۔ حقیقت میں جا کر کے دیکھیں تو کچھ بھی نہیں ہوتا، اچھے بھلے نوجوان اس کام پر لگے ہوئے ہیں۔

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم جو آدمی بغیر کسی تکلیف کے مانگتا ہے، سوال کرتا ہے۔کل وہ اللہ کریم کی عدالت میں آئے گا تو اس کے جسم پر کھال نہیں ہوگی۔ یہ مثالی مسلمان تھے وہ کہنے لگا اگر تم نے اللہ کریم کی مجھے ضمانت دی ہے۔ جاؤ پھر

جتنے مرضی دینار لے کر کے چلے جاؤ، مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اس نے دینار لیے اور دینار لے کر کے اپنے گھر واپس آ گیا، دریا سے پار اس کا گھر ہے۔ اب دوسرا دن آیا، جو وعدے کا دن تھا۔ غور کرتے جائیں! جب اپنے ہر کام میں اپنے پروردگار کو آگے رکھو گے، اللہ تعالیٰ تمہارے کام خود ہی درست کرتے جائیں گے۔ وہ دن آیا، ادھر سے یہ پیسہ لینے والا یہ بھی دریا کے کنارے پر پہنچ گیا۔ ادھر سے وہ آدمی جس نے پیسے دینے تھے۔ یہ بھی دریا کے کنارے پر پہنچ گیا۔

صحیح بخاری کی روایت ہے۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، کسی وجہ سے جہاز یا کشتی لیٹ ہوگئی۔ یہ بندہ اب سوچ رہا ہے۔ اللہ سوہنیا! میں نے تمہیں ضامن بنایا ہے۔ میں نے دریا سے پار جا کر کے اپنے بھائی تک پیسے پہنچانے ہیں، دینار پہنچانے ہیں۔ اللہ سوہنیا! اب میں کیا کروں؟ میں نے تمہیں ضامن بنایا ہے۔ شام تک انتظار کیا لیکن شام تک اس کو کوئی سواری نہ ملی، اس طرح جب شام کا ٹائم ہوا، یہ اپنے گھر اب واپس جانے لگا، اس طرح لکڑی لے کر کے اس میں سوراخ کر کے تھیلی میں دینار ڈال کر اس میں ڈال دیئے ہیں، ساتھ خط بھی ڈال دیا ہے۔

اے اللہ کے بندے! میں تم تک پہنچنا تو چاہتا تھا میں نے اللہ کریم کو ضمانتی بنایا تھا لیکن اس وجہ سے میں تم تک نہیں پہنچ سکا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے میں تمہاری طرف دینار بھیج رہا ہوں۔ اگر پہنچ جائیں تو میری خطائیں معاف کر دینا۔ اگر پہنچ جائیں تو مجھے معاف کر دینا۔ کیونکہ میں لیٹ ہو گیا ہوں، اس نے دریا میں لکڑی پھینک دی، ادھر سے دوسرا مثالی مسلمان کھڑا انتظار کرتا ہے، اللہ کریم کی ضمانتیں دینے والا میرا بھائی ابھی تک پیسے لے کر کے نہیں آیا۔ پتہ نہیں، کیا مسئلہ بن گیا ہے؟ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: جب شام ہوگئی یہ واپس جانے لگا تو وہ لکڑی چلتے چلتے اس کے پاس سے گزری۔ کہتا ہے: یار چلو گھر تو جانا ہی ہے، یہ لکڑی اٹھا کر کے لے جاتا ہوں، جلانے کے کام آئے گی۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: یہ لے کر کے اپنے گھر گیا، اس طرح زور سے کلہاڑا مارا تو چھن چھن کرتے

دینار باہر آ کر کے گر گئے۔ اس طرح خط دیکھا، اب یہ خط پڑھ رہا ہے۔ اے اللہ کے بندے! میں آنا تو چاہتا تھا، اللہ تعالیٰ کو ضامن بنایا تھا لیکن کسی مجبوری کی وجہ سے میں نہیں پہنچ سکا، اگر خط مل جائے تو مجھے معاف کر دینا، کیونکہ میں نے تمہیں پریشان کیا ہے، اس نے خط بھی سنبھال کر کے رکھ لیا۔

دوسرا دن ہوا اس آدمی کو وہاں سے بیڑا (کشتی) ملا۔ اس نے اتنے دینار دوبارہ پھر تھیلی میں ڈالے ہیں۔ لے کر کے اس کے دروازے پر پہنچ گیا ہے، کہتا ہے یار میں کل نہیں آ سکا تھا۔ آج میں تمہارے دینار لے کر کے آیا ہوں۔ وہ مثالی مسلمان بول کر کے کہتا ہے، اپنے دینار گھر لے جاؤ، جس کو تم نے ضامن بنایا تھا، اس نے تمہاری امانتیں مجھ تک پہنچا دی ہیں۔ اللہ اکبر اللہ

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ٥ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ (الطلاق: ۲-۳)

اللہ کریم کو ضمانتی بنایا کرو، جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ مل کر چلو گے، پھر دنیا کے کسی مقام پر بھی تمہاری ہار نہیں ہوگی۔

اول حمد خدا دے تائیں
آ تے جو مالک ہر ہر دا
اس دا نام پکارن والا
کسے میدان نئیں ہر دا

((مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ))

جو بندہ اللہ کریم کا بن جاتا ہے۔ اللہ کریم اس کا بن جاتا ہے۔ آؤ میرے بھائیو! اپنے پروردگار کو راضی کرلو، آؤ میرے بھائیو! اس کے در پر آؤ وہ تمہاری خطائیں معاف کر دے گا۔ اللہ کریم فرماتے ہیں: میرے بندے جب تم میرے در پر آ کر کے معافیاں مانگو گے تو میں اکیلے تمہارے گناہ نہیں معاف کروں گا۔ بلکہ میں تمہارے گناہوں کو

نیکیوں میں تبدیل کر دوں گا۔ اتنا غفور رحیم تو دیکھا ہی نہیں ہے۔ جو گناہوں کو بھی نیکیوں میں بدل دیتا ہے۔ ایک ذات ہے۔ وہ آسمانوں والے رب تعالیٰ کی ذات ہے۔

آؤ اس کے در پر آئیں۔ سب جھگڑے چھوڑو، بریلویوں کے، اہلحدیثوں کے، وہابیوں کے سب کے چھوڑو، ایک پروردگار کے در پر آ کر کے معافیاں مانگ لو، اس کے در پر جھک جاؤ، میں پیغام دیتا ہوں تو اس پروردگار کا دیتا ہوں۔ کالی کملی والی سرکار کا دیتا ہوں۔ اللہ کی قسم مجھے کسی کا دل دکھانا مقصود نہیں، باوضو مسجد میں کھڑے ہو کر کہتا ہوں۔ نہ کسی کی دل آزاری کرنے کے لیے آیا ہوں، نہ کسی کا دل برا کرنے کے لیے آیا ہوں۔ میں تمہیں ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے لیے آیا ہوں، میں تمہیں گلے سے ملانے کے لیے آیا ہوں، میں تمہیں کالی کملی والے کے جھنڈے کے نیچے لے کر کے آنا چاہتا ہوں۔ آؤ مجھ سے حسد نہ کرو، مجھ سے بغض نہ کرو بلکہ مجھ سے پیار کرو، اللہ کی قسم اٹھا کر کے کہتا ہوں۔ جو میں دعوت پیش کرتا ہوں۔ اگر اس پر عمل کر کے دکھاؤ گے، میں ضمانت سے کہتا ہوں، تم دنیا پر بھی کامیاب ہو، تم اگلے جہان بھی کامیاب ہو۔

دعا ہے جو کچھ بیان کیا ہے، اللہ کریم عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



خیر خواہی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ (الحجرات: ۱۰)

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ.

چار دن کے ہیں یہ رنگ وغل اور حقیقت میں خوار ہے دنیا
ایک پل میں ادھر سے ادھر چار دن کی بہار ہے دنیا
اور زندگی نام رکھ دیا ہے کس نے یہ تو موت کا انتظار ہے دنیا
اور موت سے غافل نہ ہوا بے خبر رہے گا ایک ساتھ تو دنیا پر
موت ٹھہری آنے والی آئے گی جان ٹھہری جانے والی جائے گی
اور روح رگ رگ سے نکالی جائے گی ایک دن تجھ پر خاک ڈالی جائے گی
پہلوانوں کو پچھاڑا موت نے کھیل کتنوں کا بگاڑا موت نے
اور قبر میں میت اترتی ہے ضرور جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور

ہر قسم کی حمد وثناء اللہ جل شانہ کی ذات اقدس کے لیے ہے، درود وسلام آقائے کائنات، سید الاولین والآخرین، امام اعظم، امام کائنات، امام المرسلین، امام المجاہدین، جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس، اطہر، اعلیٰ وبالا کے لیے ہوں۔

حضرات ذی وقار اللہ رب العزت کا نہایت ہی فضل وکرم ہے، اسی کی توفیق خاص سے آج ہم اس مقام پر جمع ہوئے ہیں، دعا کرو اللہ تعالیٰ میرا اور تمہارا یہاں مل بیٹھنا اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے۔ آمین

حضرات ذی وقار انسانیت حقیقت میں خیر خواہی کا نام ہے، انسان وہ نہیں ہوتا جو اپنا پیٹ آگے رکھ کر کے دنیا کی دولتیں چھین کر کے کھا جائے، انسان وہ نہیں ہوتا جس کو بس اپنے حق کی فکر ہو۔ جس کو بس اپنے لقمے کی فکر ہو اور اپنے لقمے کی خاطر تمام تر دنیا کے حقوق کو اپنے پاؤں کے نیچے روند دے۔ وہ انسان نہیں ہوتا بلکہ انسان کی شکل میں وہ سراپا نخوت ہوا کرتا ہے، وہ تکبر کا مجسمہ ہوا کرتا ہے، جس کو صرف اپنا خیال ہے اور کسی کا خیال ہی نہیں ہے۔

انسان کون ہے؟ مسلمان کون ہے؟ مسلمان وہ ہے جو کسی کے درد کو اپنا درد سمجھنے والا ہو، کسی کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا ہو، کسی کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھنے والا ہو، وہ مسلمان ہوتا ہے۔ آج ہم نے یہ فیصلہ کر کے اٹھنا ہے کہ ہم مسلمان کس طرح کے ہیں؟ مسلمان تو وہ ہوتا ہے جو کسی کو دکھ نہ دے۔ آیئے! ذرا سوچیں کہ ہم کتنوں کو دکھ دیتے ہیں؟ ہم کتنا اپنے آپ کو مسلمان کہلواتے ہیں؟ یقین جانیں میں ایمان داری سے یہ بات کہتا ہوں، وہ مسلمان کیسا ہے؟ جو گن پوائنٹ پر لوگوں کی دولتیں چھین کر کے چلا جاتا ہے، اس کو تو صرف اپنے گھر کا فکر ہے اور اس کو کسی کا فکری ہی نہیں۔ یہ پچھلے دنوں میں ہمارے علاقہ میں ایک ڈاکہ ہوا، اس ڈاکے میں انہوں نے روڈ بلاک کر لیا، روڈ بلاک کر کے انہوں نے گاڑیوں کو لوٹنا شروع کر دیا، ایک بڑی بس آئی اس کو لوٹا، اس میں ایک آدمی بیٹھا تھا، کہتا ہے یقین جانیں میں دو سال باہر رہا ہوں، دو سال اپنے ماں باپ سے دور رہ کر کے کمائی کی اور میرے ماں باپ مجھ پر ناراض تھے، ہماری رضامندی ہوگئی اور میں نے سوچا کہ میں نے خالی ہاتھ گھر نہیں جانا بلکہ اپنے ماں باپ کو کچھ روپے کما کر دینے ہیں۔ دو اڑھائی تین ماہ لگا کر کے یہ تیس ہزار روپے کمایا تھا، جو مجھ سے آج ڈاکو لے کر کے جا رہے ہیں۔ اپنا پیٹ آگے رکھا ہے، کوئی مرتا ہے تو مر جائے۔

اللہ کی قسم ہے تم مسلمان نہیں بلکہ تم سراپا نخوت اور تکبر کا پتلا ہو، تمہیں صرف اپنا فکر ہے اور کسی کا فکر ہی نہیں ہے۔

کیسا مسلمان ہے؟ جو ایک کے منہ سے چھین کر کے اپنے منہ میں ڈال لیتا ہے یہ مسلمان نہیں ہوسکتا۔ مسلمان وہ ہوتا ہے:

﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (الحشر: ۹)

جو اپنی ضرورت کے باوجود بھی دوسروں سے نیکی کرے، اس کو مسلمان کہتے ہیں اور کائنات کے رب کو ایسا انسان جو کسی کے ساتھ نیکی کرتا ہے، وہ بڑا ہی پیارا لگتا ہے۔ یارو! انسان کی بات تو دور رہ گئی۔ اللہ تعالیٰ کو وہ جانور بھی بڑا پیارا لگتا ہے جو کسی کے ساتھ نیکی کرنے والا ہو، جو کسی کی خیر خواہی کرنے والا ہو۔ یہ قرآن پاک کا ذرا ترجمہ پڑھا کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں سمجھ دے۔ آمین

اللہ تعالیٰ کے قرآن میں ایک چھوٹے سے جانور کا ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس جانور کو مقام کتنا عطا فرمایا؟ قرآن پاک میں ایک سورت ہے، جس کا نام النمل ہے اور النمل عربی میں چیونٹی کو کہتے ہیں۔ جانتے ہو اللہ تعالیٰ نے اس چیونٹی کا ذکر قرآن پاک میں کیوں کیا؟ اللہ تعالیٰ نے اسی چیونٹی کے نام پر قرآن کی ایک سورت بنا دی ہے۔ کیوں؟ کس لیے؟ آیئے توجہ کیجیے، میں دعا کرتا ہوں، میں جو کچھ بیان کروں، اللہ تعالیٰ سن سنا کر اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

الہ العالمین نے فرمایا: پروردگار عالم کا قرآن بیان کر رہا ہے، فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾ (النمل: ۱۸)

کائنات کے رب نے ایک چیونٹی کا ذکر قرآن پاک میں فرمایا، وہ چیونٹی ہے، جب تم چلتے ہو تو کبھی دیکھا ہی نہیں، تمہارے پاؤں میں یہ روند دی جاتی ہے۔ جس کے وجود کا تم اندازہ بھی نہیں لگا سکتے، بالکل چھوٹا سا چیونٹی کا بدن ہے لیکن یارو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ایک سورت کا نام ہی اس چیونٹی کے نام پر رکھ دیا ہے، کبھی غور کیا ہے کس لیے؟ آؤ میں بتاؤں:

جناب سلیمان علیہ السلام ایک دن اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کرنے کے لیے نکلے ہیں، اپنی قوم کے لوگوں کو ساتھ لے لیا ایک چٹیل میدان میں جانے کا ارادہ کیا، جب اس میدان کا رخ کیا، اس میدان میں چیونٹیاں رہتی تھیں۔ جب ایک چیونٹی کی نظر سلیمان علیہ السلام کے لشکر پر پڑی تو دل میں سوچا کیا بنے گا؟ اب یہ لشکر آئے گا، ہم تو ان کے پاؤں کے نیچے روند دی جائیں گی، کیوں نہ اپنے ساتھ والوں کے ساتھ نیکی کروں، ان کا بھلا کروں۔ چیونٹی نے اس طرح اپنے کنبہ میں آواز لگائی، چیونٹی نے اپنے قبیلے میں آواز لگائی۔ کائنات کے رب کو اس کی آواز اتنی پیاری لگی، اللہ تعالیٰ نے چیونٹی کی باتوں کا قرآن بنا دیا چیونٹی کیا کہہ رہی ہے؟

﴿يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ﴾ (النمل: ۱۸)

اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ کا قرآن میٹھا کتنا ہے؟ کائنات والو رب کے قرآن میں تاثیریں کتنی ہیں؟ اگر انسان کو قرآن کا ترجمہ آتا ہو، اللہ کی قسم پھر اس طرح لگتا ہے، جس طرح قرآن انسان سے باتیں کر رہا ہے، جس طرح قرآن انسان سے بول بول کر کے گفتگو کر رہا ہے۔ اللہ والو! قرآن ترجمہ کے ساتھ یاد کرو، اگر کوئی بڑھاپے میں ہے تو وہ بھی قرآن ترجمہ کے ساتھ یاد کرے، نوجوان بیٹھے ہو تم بھی قرآن پاک کا ترجمہ یاد کرو۔ میری مائیں بہنیں سن رہی ہیں، تم بھی قرآن پاک کا ترجمہ یاد کرو۔ اللہ کی قسم جب تمہیں قرآن کا ترجمہ آ جائے گا، پھر قرآن پڑھنے کا مزہ بھی الگ ہی آیا کرے گا، پھر قرآن پڑھنے کی تاثیریں بھی الگ ہی ہوا کریں گی۔ سنو کائنات والو قرآن کیا کہہ رہا ہے؟ فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ﴾ (النمل: ۱۸)

اللہ اکبر اللہ! چیونٹی کیا کہتی ہے؟ اے میرے ساتھ والو بات سنو، وہ دیکھو

سامنے جناب سلیمان علیہ السلام کا لشکر آ رہا ہے، ان کے پاؤں کے نیچے آ کر کے ہم روند دی جائیں گی، اُدْخُلُوْا مَسَاكِنَكُمْ اپنے اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ، جناب سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جانوروں کی بولیاں بھی سکھا دی تھیں۔ جناب سلیمان علیہ السلام نے اس چیونٹی کی بات سن لی، اس طرح چیونٹی کو پکڑا اور اپنی ہتھیلی پر بٹھا لیا، توجہ کریں! چیونٹی کا عقیدہ بھی آج اپنی دل کی تختیوں پر نوٹ کر کے لے جاؤ، میں تو کہوں گا آج سے کئی سال پہلے جو عقیدہ اس چیونٹی کا ہے، آج وہی عقیدہ اہل حدیث کا ہے۔ جناب سلیمان علیہ السلام چیونٹی سے کہتے ہیں، تمہیں اپنے ساتھ والوں کا کتنا خیال ہے؟ تمہاری یہ بات مجھے بہت اچھی لگی ہے۔ مانگو کیا مانگتی ہو؟ جو مانگو گی میں وہ عطا کر دوں گا، چیونٹی کہتی ہے، میں نے آپ سے کچھ بھی نہیں مانگنا، دینے والی ذات تو رب کی ذات ہے۔ میں نے جو کچھ مانگنا ہے، رب سے مانگنا ہے۔ کہا نہیں نہیں کچھ تو مانگو، کوئی تحفہ ہی مانگ لو جو میں تمہیں عطا کر دوں۔ اچھا سلیمان نبی جی! اگر کچھ دینا ہی چاہتے ہو تو پھر کچھ میرا رزق بڑھا دو اور کچھ میری زندگی لمبی کر دو۔ جناب سلیمان علیہ السلام مسکرا پڑے کہتے ہیں، اے چیونٹی! تم کتنی عقلمند ہو، میں تو اپنا رزق بھی نہیں بڑھا سکتا، میں تو اپنی زندگی بھی نہیں بڑھا سکتا۔

فرمایا اگر آپ کچھ نہیں کر سکتے تو پھر میں اس رب سے مانگتی ہوں، جو پوری کائنات کے سارے کام کر رہا ہے، میں آپ سے کیوں مانگوں؟ میں تو رب سے مانگوں گی، ایک چیونٹی جانتی ہے کہ دینے والا کون ہے؟ اللہ دینے والا ہے۔ اولادیں مانگنی ہوں تو رب سے مانگا کرو، بیٹے مانگنے ہوں تو رب سے مانگا کرو کائنات کا رب تو تمہیں بلا بلا کر کہتا ہے۔ آ جاؤ، آ جاؤ ؎

آجا منگ لے جو کچھ چاہنا ایں
تیرا رب ہاں کیوں شرمانا ایں
بوہے غیراں دے کیوں جانا ایں
پڑھو لا الٰہ الا اللہ

جو جو توحید پرست ہے وہ پڑھے باقی بے شک چپ کر جائیں:

پڑھو لا الہ الا اللہ، پڑھو لا الہ الا اللہ

عقیدہ بناؤ کہ دینے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اہل حدیث کا عقیدہ یہ ہے کہ رب کے علاوہ کوئی نہیں دے سکتا، مگر تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ فلاں دربار پر جاؤں تو وہاں سے بیٹا مل جائے گا، تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ فلاں قبر والا بیٹے دیتا ہے، فلاں قبر والا اور مزار والا مشکلات حل کرتا ہے، اے بے وقوف تم غلط سمجھ رہے ہو۔ یہ تو مٹی کی قبر بنی ہوئی ہے۔ اس قبر کے اوپر تم نے پتھر لگا دیئے ہیں، مجھے بتاؤ ذرا فیصلہ تو کرو، اپنی آنکھوں سے ذرا تعصب کا چشمہ تو اتارو۔ ایک ہی بات میری سمجھ کر کے لے جاؤ، تمہیں توحید سمجھ میں آ جائے گی، یہ جس قبر پر سجدہ کرتے ہو، یہ پتھر کی بنی ہوئی ہے، اس پر چپس لگی ہوئی ہے، ایک طرف قبر پتھر کی بنی ہو، دوسری طرف اس پتھر کا ایک بت بنا ہو۔ اس بت کے سامنے ہندو جھکے تو وہ جنت سے نکل جائے، اے اللہ کے بندے اسی پتھر کی قبر کے آگے تم جھکو تو تم جنت میں کیسے چلے جاؤ گے؟ ایک مٹی کی قبر کے آگے تم سجدہ کرو تو تم جنت میں چلے جاؤ، اس مٹی سے ہندو گوکر کے رب بنا کر کے اس کو سجدہ کرے تو وہ جنت میں نہ جائے، نہ نہ یہ نہیں ہوسکتا، جنت میں وہ جائے گا جو فقط اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرتا ہے، کیوں؟ دینے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اللہ پاک کیا فرماتے ہیں ؎

خالی ہتھ آویں جھولی بھر دیواں

تینوں مال اولاد تے زر دیواں

رب کے در سے کوئی خالی جاتا ہی نہیں، یہ تم آ کر کے بیٹھے ہو جب سے تم بیٹھے ہو، ابھی تک معلوم نہیں تم نے کتنی بار سبحان اللہ کہی ہوگی، جانتے ہو سبحان اللہ کا کیا معنی ہے؟ سبحان اللہ کا معنی یہ ہے کہ اللہ کریم ہے، اللہ تم پاک ہو، تم بار بار جو سبحان اللہ کہتے ہو۔ اس کا معنیٰ کیا ہے؟ اللہ تو پاک ہے، اللہ تو پاک ہے، میاں باقر چوک والو کے! ایک دن جناب اس طرح عصر کی نماز پڑھی ہے، نماز کے بعد اسی طرح اس جگہ پر بیٹھ گئے اور

بیٹھ کر کے کہنے لگ پڑے، اللہ تو پاک ہے، اللہ تو پاک ہے۔ اللہ تو پاک ہے۔ اس طرح کہتے کہتے مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا، نماز سے فارغ ہوئے ایک آدمی کہنے لگا بزرگو! آج تو بڑا ہی عجیب کام کیا ہے، عصر سے لے کر کے مغرب تک ایک ہی جملہ بولتے رہے ہو، اللہ تو پاک ہے، اللہ تو پاک ہے، فرمایا اے اللہ کے بندے بات سنو! جس رب کو میں نے اتنی بار کہا کہ تو پاک ہے، اگر اس رب نے ایک بار ہی کہہ دیا، جاؤ میں نے تمہیں بھی گناہوں سے پاک کر دیا ہے تو میرا بیڑا ہی پار ہو جائے گا، میری زندگی کا مقصد ہی ادا ہو جائے گا۔

کون کہتا ہے؟ رب نہیں دیتا، اللہ کی قسم ہے، کائنات کا رب میری اور تمہاری غلطیوں کو معاف کرنے والا ہے، اللہ پاک کیا فرماتے ہیں ؎

خالی ہتھ آویں جھولی بھر دیواں
تینوں مال اولاد تے زر دیواں
تیری ہر مشکل حل کر دیواں
پڑھو لا الٰہ الا اللہ

میں صدقے اور قربان جاؤں، میرے پیرو مرشد جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا؟ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں:

((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ)) (بخاری)

اس سے پہلے ایک اور بات سنو! میرے اور تمہارے پیرو مرشد جناب محمد ﷺ نے فرمایا، سنو کائنات والو! دنیا والو! بنی اسرائیل کے دور میں ایک عورت ہے، سوہنیا کس طرح کی عورت ہے؟ فرمایا: وہ ساری زندگی اپنے وجود کا ٹیکس کھاتی رہی، ساری زندگی اپنے بدن کی کمائی کھاتی رہی، ساری زندگی بدکاریاں کیں، طوائفہ عورت ہے۔ ایک دن اس طرح گھر سے باہر نکلی ہے، سخت گرمی ہے، دھوپ سر پر ہے، اس طرح باہر نکلی تو کیا دیکھا؟ ایک کنویں کے قریب ایک چھوٹا سا کتیا کا بچہ پانی کی وجہ سے بلک رہا ہے۔

اس عورت نے دل میں سوچا کیوں نہ نیکی کروں؟ کیوں نہ بھلائی کروں؟ یہ تو بیچارہ پیاس کی وجہ سے مر رہا ہے، کیوں نہ اسے پانی پلا دوں؟ اس طرح گلے میں سے اپنا کپڑا اتارا اور اس کو اپنے جوتے کے ساتھ باندھا، اس کو کنویں میں لٹکایا، پانی نکالا اور نکال کر کے اس کتیا کے بچے کو پلا دیا۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، کائنات کے رب کو اس عورت کا یہ کام اتنا پسند آیا، کل قیامت کا دن ہوگا، اللہ پاک فرمائیں گے۔ اے بی بی بات سنو تم برائیاں تو بہت کر کے آئی ہو لیکن جاؤ اگر تمہیں کتیا کے بچے پر ترس آ گیا ہے تو میں کائنات کے رب کو تم پر ترس آ گیا ہے۔ اللہ اکبر اللہ

نیکی کرو نیکی کیا کرو، اپنی زبان سے کسی کو دکھ نہ دیا کرو، انسان ہوتا ہی وہ ہے جو نیکیاں کرنے والا ہو، انسان ہوتا ہی وہی ہے جو محبت سے پیش آنے والا ہو، میرے اور تمہارے پیر و مرشد جناب محمد ﷺ نے فرمایا، کس نبی نے فرمایا: جن کے بارہ میں، میں محبت سے کہا کرتا ہوں کہ ؎

جگ سارے دا محبوب مدنی مٹھا
جتھوں لنگدا گیا رنگ لاندا گیا
او جہڑے آندے گئے نیڑے بٹھاندے گئے
سینے لا کے محمدؐ بٹھاندا گیا
جگ سارے دا محبوب مدنی مٹھا
جتھوں لنگدا گیا رنگ لاندا گیا

توجہ کریں، میرے اور تمہارے پیر و مرشد جناب محمد ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ)) (بخاری)

انسان کا دماغ اتنی باتیں یاد نہیں رکھ سکتا، ہوسکتا ہے میری سب باتیں تمہیں یاد نہ رہیں۔ یہ ایک حدیث ہی یاد کر کے لے جاؤ۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، آؤ لوگو! میں تمہیں بتاؤں مسلمان کون ہوتا ہے؟ آج کوئی مجھ سے پوچھ لے تو میں کہوں گا، میں مسلمان

ہوں، آج تم سے کوئی پوچھ لے تو تم کہو گے ہم مسلمان ہیں۔ لیکن میرے پیرومرشد ﷺ نے مسلمان کس کو کہا ہے؟ فرمایا: اگر مسلمان دیکھنا چاہتے ہو، فرمایا دو چیزیں جس میں موجود ہوں وہ آدمی مسلمان ہوگا، وہ صرف دو باتیں کون کون سی ہیں؟ فرمایا: مِنْ لِسَانِہٖ وَيَدِہٖ، فرمایا: جو مسلمان انسان ہوتا ہے وہ زبان سے کسی کو دکھ دینے والا نہیں ہوتا، وہ زبان سے کسی کو برا کہنے والا نہیں ہوتا، مسلمان زبان سے گالیاں نکالنے والا نہیں ہوتا، آج ذرا سوچو تم نے صبح سے لے کر کے شام تک کتنی گالیاں دی ہیں؟

صبح سے لے کر کے اب تک کس کس کا دل دکھایا ہے؟ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں' آؤ میں تمہیں منافق آدمی بتاؤں، فرمایا: کائنات والو! جو منافق آدمی ہوگا، فرمایا: اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، فرمایا منافق آدمی جب بھی بات کرے گا، بات بات پر جھوٹ ہی بولتے جائے گا، بات بات پر جھوٹ بولے گا۔ آج ذرا سوچو تم نے صبح سے لے کر اب تک زبان سے کتنے جھوٹ بولے ہیں؟ زبان سے کتنی غلط باتیں کی ہیں؟ آگے میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ، فرمایا: جب منافق آدمی غصے میں آتا ہے تو گالیاں دینے لگ پڑتا ہے، کبھی ماں کی گالی دیتا ہے، کبھی بہن کی گالی دیتا ہے۔ میں نے اپنے گنہگار کانوں سے کئی باپوں سے سنا ہے، ایک دن سگا باپ غصے میں آ گیا، اپنے سگے بیٹے کو گالی دیتا ہے تو اس کو بہن کی گالی نکالتا ہے، کبھی یہ تو سوچا کرو کہ تمہاری زبان سے نکلنے والا جملہ کہاں جا رہا ہے؟ تمہاری زبان سے چلنے والا تیر جا کر کے کہاں لگ رہا ہے؟ اس ناگن سے جو ڈنگ مار رہے ہو وہ ڈنگ کہاں جا کر کے لگ رہا ہے؟ ذرا سوچو!

فرمایا: وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ، فرمایا: منافق آدمی گالیاں نکالانے والا ہوتا ہے۔ یارو غصے میں گالی نکالنا تو دور کی بات ہے، آج ہر آدمی نے اپنی اپنی بات میں ایک گالی سلیکٹ کر لی ہے وہ بات کرتا جاتا ہے، ساتھ ساتھ وہ گالی ڈریکٹ نکالے جاتا ہے، آج ہر آدمی نے اپنی اپنی گفتگو میں ایک گالی کو پکا کیا ہے، ادھر بات کر رہا ہے، ساتھ درمیان میں گالی نکال رہا ہے، پھر بات کی اور پھر گالی دی۔ یارو! تم کیسے مسلمان ہو؟ اس طرح کا

مسلمان نہیں ہوتا، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، منافق آدمی گالیاں نکالتا ہے، مسلمان آدمی گالیاں نہیں نکالتا۔

آگے میرے آقا علیہ السلام نے کیا فرمایا؟ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ فرمایا منافق آدمی جب بھی وعدہ کرتا ہے، وعدہ جھوٹا ہی کرتا ہے، کبھی وعدے پر پورا نہیں اترتا، وعدہ کر کے مکر جاتا ہے، وعدہ کر کے وعدے کی خلاف ورزی کرتا ہے، یہ منافق ہے اور جو مسلمان آدمی ہے وہ مر جاتا ہے مگر اپنا وعدہ پورا کرتا ہے۔

میرے پیرو مرشد جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے ایک بڑی پیاری بات سنائی۔ صحیح مسلم میں یہ روایت موجود ہے، میرے اور تمہارے پیرو مرشد جناب محمد ﷺ نے فرمایا ایک تاجر آدمی تجارت کرنے کے لیے کسی دور کے علاقے میں چلا گیا، فرمایا: جب وہاں گیا تو تجارت کا جو سامان ہے وہ سامان زیادہ ہے اور پاس روپے کم ہیں، رقم کم اور وہ سامان زیادہ ہے اب دل میں سوچا کیا کروں؟ کونسا ایسا آدمی ملے؟ جس سے روپے ادھار لے لوں، ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک آدمی ڈھونڈا، اسے جا کر کے کہنے لگا: یار! مجھ پر یہ مشکل آ گئی ہے، تو تم مجھے کچھ روپے ادھار دے دو۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں، فلاں دن تمہارے روپے تمہیں لوٹا دوں گا۔ وہ کہنے لگا: یار! ٹھیک ہے، میں تمہیں پیسے دے دوں گا مگر کوئی ضمانت لے کر آؤ، کوئی ضامن ہو تو پھر ہی بات بنے گی، یہ کہتا ہے یار! مجھے تو اس علاقے میں کوئی جانتا نہیں، میں تو پردیسی ہوں۔ اللہ اکبر اللہ

ذرا توجہ کریں، دل کی تختیوں پر آج کی یہ باتیں نوٹ کر کے لے جاؤ۔ پھر اپنے گریبان میں نظر ڈال کر سوچو کہ تم مسلمان کس طرح کے ہو؟ ذرا توجہ کریں، میرے اور تمہارے پیرو مرشد جناب محمد ﷺ فرماتے ہیں، یہ کہنے لگا: یار! مجھے یہاں کوئی آدمی تو جانتا نہیں اگر تم میری بات پر اعتبار کرو تو میں تمہیں ضمانتیں رب کی دے دیتا ہوں۔ میرے اور تمہارے وعدے کے درمیان ضامن اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، اس نے کہا کوئی بات نہیں رب سے بڑھ کر کے بڑا ضامن اور کون ہو سکتا ہے؟ یہ روپے لے لو، روپے

اس کو دے دیئے۔ ایک دن وعدے کا مقرر ہو گیا فلاں دن میں دریا پار کر کے آؤں گا تم کنارے پر کھڑے ہو جانا، تو میں تمہاری رقم تمہیں واپس کر دوں گا۔ اللہ اکبر اللہ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، چلتے چلتے وہ دن آ گیا، جس دن پیسے واپس کرنے تھے، اس دن اس آدمی نے دیناروں کو اس طرح تھیلی میں ڈال لیا اور چلتے چلتے دریا کے کنارے پر آ کر کے کھڑا ہو گیا، انتظار کیا کافی دیر تک انتظار کرتا رہا مگر کوئی کشتی نہ آئی۔ کوئی ملاح کشتی لے کر کے نہ آیا۔ یہ پریشان ہو گیا کہ اے اللہ! جاؤں تو کس طرف جاؤں؟ ایک طرف ضمانتیں تمہارے نام کی دے دی ہیں اگر آج وعدہ پورا نہ کیا تو کائنات کے رب وہ آدمی دل میں کیا سوچے گا؟ سوچ رہا ہے آخر ذہن میں ایک ترکیب آئی، اس نے اس طرح ایک لکڑی کو لیا، اس لکڑی کے ایک طرف سے سوراخ کیا اور سوراخ کر کے وہ دیناروں والی تھیلی اس میں رکھ دی، باہر سے اچھی طرح لکڑی کو بند کر دیا ایک خط لکھ کر اندر رکھ دیا کہ اے میرے مسلمان بھائی! میری بات سنو۔

آج میں صبح کا تمہارا انتظار کر رہا ہوں، لیکن یار کوئی کشتی، کوئی بیڑا نہیں آیا۔ جس میں بیٹھ کر کے میں تمہارے روپے تم تک پہنچاتا۔ لیکن یار میں نے یہ ایک طریقہ اپنایا ہے اگر تم تک یہ رقم پہنچ جائے تب بھی ٹھیک ہے اگر رقم نہ پہنچے تو پریشان نہ ہونا کل میں تمہارے لیے نئی رقم لے کر کے آ جاؤں گا۔ اس نے لکڑی کو اٹھایا اور دریا میں پھینک دیا، لکڑی تیرتی جا رہی ہے، خود یہ اپنے گھر چلا گیا، ادھر سے دوسرا مسلمان ساحل پر، کنارے پر کھڑا ہو کر کے سوچ رہا ہے، معلوم نہیں میرے بھائی کو کیا ہو گیا ہے؟ معلوم نہیں میرے بھائی کو کیا مجبوری بن گئی ہے؟

ایک دن ہمیں کسی کا انتظار کرنا پڑ جائے تو ہم نے یہ کبھی نہیں کہا کہ معلوم نہیں اس بیچارے کو کیا مجبوری ہے؟ بلکہ ہم ساتھ اسے گالیاں نکالیں گے، اور ساتھ اس کی بدکاریاں اور خامیاں بیان کریں گے، کہتے ہیں یار چھوڑو اس کو وہ تو اسی طرح کا ہی ہے۔ اس نے فلاں جگہ پر بھی اس طرح کیا، اس نے فلاں جگہ پر بھی اس طرح کیا، نہ نہ

اس طرح نہ کیا کرو۔

یہ کہتا ہے خیر ہو معلوم نہیں، میرے مسلمان بھائی کو کیا ہو گیا ہے؟ شام تک انتظار کیا، کوئی نہ آیا، آخر اس نے واپس جانے کا ارادہ کیا، عین اسی وقت اس طرح نظر گھمائی تو وہ لکڑی تیرتی ہوئی نظر آئی، دل میں سوچا یار روپے تو ملے نہیں، کیوں نہ یہ لکڑی لے کر، چلا جاؤں، جلانے کے کام آئے گی۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، اس نے لکڑی کو اٹھایا، اپنے کندھوں پر رکھا اور چلتا چلتا اپنے گھر پہنچ گیا، جا کر کے اس طرح جب لکڑی کو زور سے کلہاڑا مارا تو دینار چھن چھن کر کے باہر صحن میں بکھر گئے، اس طرح دینار ہی دینار ہو گئے، ساتھ وہ خط بھی نکلا ہے، اے میرے مسلمان بھائی! مجھے معاف کر دینا، میں صبح کا تمہارے پیسے واپس کرنے کے لیے کھڑا ہوں لیکن کیا کروں؟ کوئی کشتی نہیں آئی، یہ طریقہ میں نے اپنایا ہے، اگر تم تک یہ رقم پہنچ جائے تو تب بھی ٹھیک ہے اگر نہ پہنچے تو میں کل اور دینار لے کر کے آجاؤں گا، ادھر اس نے رقم کو سنبھال کر کے رکھ لیا۔

آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: دوسرا دن ہوا، اس نے ایک نئی دیناروں کی تھیلی تیار کر لی اور چلتا چلتا دریا کے کنارے پر آیا، کشتی میں بیٹھا اور پار چلا گیا، پار جا کر کے اپنے مسلمان بھائی کے گھر گیا۔ جا کر کے دروازہ کھٹکھٹایا، وہ باہر آیا۔ کہنے لگا یار مجھے اللہ کے لیے معاف کر دو میں کل تمہارا وعدہ پورا نہیں کر سکا ہوں، ادھر سے میں نے ضمانتیں رب کی دی تھی۔ یار میں بہت پریشان ہوں، ادھر سے یہ بات کر رہا ہے۔ ادھر سے وہ مسکرائے جا رہا ہے۔ کہا اللہ کے بندے تم ہنس کیوں رہے ہو؟ یار! تم مسکرا کیوں رہے ہو؟ یہ کہتا ہے مجھے بتاؤ تم نے ضمانتیں کس کی دی تھیں؟ یہ کہتا ہے ضمانتیں تو رب کی دی تھیں۔ فرمایا جس رب کی ضمانتیں دی تھیں، اسی رب نے تمہاری رقم کو کل ہی مجھ تک پہنچا دیا تھا۔

اللہ اکبر اللہ!

یہ کون ہے؟ اس کو مسلمان کہا جاتا ہے، یہ بھی مسلمان ہے۔ وہ بھی مسلمان ہے، وعدے کو پورا کرنے والا مسلمان ہوا کرتا ہے، آج ذرا تم سوچو تم کتنے وعدے پورے

کرتے ہو۔ آج تمہارے ہاتھ میں پیسے آجائیں تو تمہارا دل کرتا ہے سارے کھا جاؤں۔

دو چار سال پہلے لاہور کا میرا ایک دوست ہے، اس نے بات سنائی، کہنے لگا جناب ہمارے پڑوس میں ایک آدمی رہتا ہے، دو لاکھ روپے اس کے پاس تھا، وہ کہیں باہر جانے لگا، اس نے کوئی اعتماد والا آدمی ڈھونڈا کہ اس کو پکڑا کر کے جاتا ہوں، اس کو وہ پیسے دے کر کے چلا گیا، کہ یار یہ پیسے رکھ لو، جب میں آؤں گا واپس لے لوں گا۔ جب باہر سے اپنا کام کر کے واپس آیا، آکر اس نے کہا یار تمہاری بڑی مہربانی تم نے میرا دو لاکھ روپے سنبھال کر رکھا ہے، چلو اب واپس کر دو، وہ آگے سے کہتا ہے کونسے پیسے؟ اس نے کہا جو میں تمہیں دے کر کے گیا تھا۔ وہ کہنے لگا تم تو مجھے کچھ بھی نہیں دے کر گئے۔ وہ کہنے لگا پیسے دے دو۔ نہیں دو گے تو میں تم پر کیس کر دوں گا، اس نے کہا کیس کر دو گے تو پھر کیا ہوگا؟ تم اپنے گھر سے روپے لگاتے جاؤ گے اور میں تمہارے دو لاکھ میں سے لگاتا جاؤں گا۔ یہ بھی مسلمان ہے، چند روپیوں کی خاطر جس کا ایمان پھر جائے وہ مسلمان کیسے ہو سکتا ہے؟ چند روپیوں کی خاطر خون کر دیا جاتا ہے، بھاگ کر کے گھر میں آگئے۔ سب کو اڑا کر کے رکھ دیا، چند روپے کی خاطر سب کو مار دیا، مرنے والے کو معلوم نہیں کہ میں کیوں مرا ہوں؟ مارنے والے کو علم نہیں کہ میں نے اس کو کیوں مارا ہے؟

حضرات محترم یہ مسلمان کا شیوہ نہیں، مسلمان وہ ہوتا ہے جو کسی کو دکھ دینے والا نہ ہو۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کا قرآن بیان کر رہا ہے؟ فرمایا:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾

فرمایا: لوگو! مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہوا کرتے ہیں، ایک دوسرے کے دکھ کو بانٹنے والے ہوا کرتے ہیں، ایک دوسرے کا مصیبت میں ساتھ دینے والے ہوا کرتے ہیں۔ آج چیچہ وطنی کی عدالت میں چلے جاؤں، ساہیوال چلے جاؤ، جا کر کے عدالتوں میں کیس کھول کر کے دیکھو، تمہیں سب سے زیادہ کیس ملیں گے تو قتل کے ملیں گے۔

جب ان کے بیک گراؤنڈ دیکھو گے تو معلوم ہوگا، فلاں جگہ ایک ایکڑ زمین کا جھگڑا ہوا اور سات قتل ہو گئے، فلاں جگہ مرلہ زمین کا جھگڑا ہوا اور پانچ قتل ہو گئے، جو قوم ایک مرلہ زمین کی خاطر انسان کا خون کر دے، وہ قوم کس طرح ترقی کر سکتی ہے؟ جو قوم چند روپے کی خاطر بک جائے، اپنا ایمان بیچ دے وہ قوم کس طرح مسلمان ہو سکتی ہے؟ رب کعبہ کی قسم اٹھا کر کے کہتا ہوں، مسجد میں بیٹھ کر کے کہتا ہوں وہ مسلمان نہیں ہو سکتا جو روپوں کے پیچھے لگ کر کے کسی کا خون کر دے، جو دولتوں کی خاطر کسی کی عزتیں برباد کر دے، وہ مسلمان نہیں ہوا کرتا۔ میرے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمان وہ انسان ہے جس میں دو چیزیں موجود ہوں، فرمایا مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ فرمایا، مسلمان انسان اپنی زبان میں سے کسی کو دکھ نہیں دیتا، اپنی زبان میں سے کسی کو برا نہیں کہتا اور فرمایا مسلمان انسان اپنے ہاتھ سے بھی کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا۔ اللہ اکبر اللہ

آج جھوٹے سائن کر کے پلاٹوں کو اپنے نام لگواتا ہے، ساتھ کہتا ہے میں مسلمان ہوں، تم کیسے مسلمان ہو؟ جو غریبوں کا حق چھین چھین کر کے اپنے پیٹ میں داخل کر رہے ہو، اس طرح کا مسلمان نہیں ہوا کرتا۔ اللہ اکبر اللہ

میرے اور تمہارے پیر و مرشد جناب محمد ﷺ نے فرمایا: دنیا والو! کائنات والو، مسلمان ایک دوسرے کے درد کو بانٹنے والے ہوا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا قرآن فیصلہ کیا دیتا ہے؟ فرمایا:

﴿وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۝﴾ (ال عمران: ۱۳۹)

فرمایا: لوگو مسلمان تم بن جاؤ، میں پوری دنیا پر تمہیں ترقی دے دوں گا، آج کسی بھی ملک کا اخبار اٹھا کر کے دیکھ لو، آج پاکستان سے ہٹ کر کے کسی بھی ملک کے نمائندے سے بات کر کے دیکھ لو وہ بھی کہے گا، اس وقت سب سے زیادہ پریشان قوم ہے تو پاکستانی قوم ہے، اس وقت سب سے زیادہ ذلت میں کوئی قوم ہے تو پاکستانی قوم ہے، اس وقت سب سے زیادہ بھوکی قوم ہے تو پاکستانی قوم ہے اور یارو! ہمیں کیا بن گیا ہے؟ ہم تو وہ

لوگ تھے جنہوں نے جنگیں لڑ لڑ کے یہ ملک حاصل کیا، اٹھاؤ اپنی تاریخ کی کتابیں جب تحریک آزادی کے موقع پر سفید داڑھیوں والوں نے اپنی گردنیں کٹوا کر کے اس ملک کو حاصل کیا، جب اس ملک کی خاطر ماؤں کے سروں سے دوپٹوں کو اتار دیا گیا، نعرہ کیا لگایا؟ لا الـه الا الـلـه، لا اله الا الله، ہمیں وہ ملک چاہیے جس میں نماز پڑھنے سے ہمیں کوئی نہ روکے، ہمیں وہ ملک چاہیے جس میں توحید بیان کرنے سے ہمیں کوئی نہ روکے، ہمیں وہ ملک چاہیے جس میں مجرے، گانے اور گند نہ ہو۔ اللہ اکبر اللہ

آج تمہارے اس ملک میں رب کو سجدہ کرنے والے کم اور قبروں کو سجدہ کرنے والے زیادہ ہیں، آج تمہارے ملک میں نمازیں پڑھنے والے کم اور گانے سننے والے زیادہ ہیں، آج تمہارے ملک میں قرآن پڑھنے والے کم اور مجرہ دیکھنے والے زیادہ ہیں، اوئے پاکستان کی پاک زمین کو اپنے جرائم سے تو تم نے ناپاک کر کے رکھ دیا ہے۔

آسمانوں والا رب کہتا ہے: اے لوگو! تم مسلمان نہیں ہو، اللہ کی قسم مسلمان سجدے میں گر کر کے ایک چیخ مارے تو کائنات کا رب تقدیریں بدل دیتا ہے، آسمانوں کا رب اس کی ایک چیخ سن کر کے آسمانوں سے فرشتوں کو بھیج دیتا ہے، اٹھاؤ نہ شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کا دور اٹھا کر کے دیکھو، خواجہ محمد قاسم رحمہ اللہ کا دور اٹھا کر کے دیکھو، محمود غزنوی رحمہ اللہ کا دور اٹھا کر کے دیکھو، اٹھا کر تو دیکھو مگر آج کے نوجونوں کو کیا بن گیا ہے؟ وہ بھی تو جوان تھا، طارق بن زیاد بھی تو جوان تھا، جس کی داڑھی ابھی نئی نئی نکل رہی تھی، جو ابھی جوانی کی منزلوں کی طرف چڑھ رہا تھا، اس نے دریا سے پار جا کر کے کشتیوں کو آگ لگا دی، آج تمہارے جناب میٹرک کے سبجیکٹ میں واقعہ ہے، آج جگہ جگہ طارق بن زیاد رحمہ اللہ کی تاریخ سے کون واقف نہیں؟ ان نوجوانوں کو سکول میں پڑھایا جاتا ہے لیکن یارو اس کا کردار تو دیکھو!

کشتیوں کو آگ لگا دی، ساتھ والوں نے کہا یہ کیا کر دیا ہے؟ واپس کس پر جانا ہے؟ وہ کہتا ہے: واپس اب کیا لینے جانا ہے؟ کہا اپنا گھر تو وہاں ہے، فرمایا نہ نہ مسلمان جہاں

بھی کھڑا ہو جائے وہی اس کا گھر ہوا کرتا ہے، یہ زمین میرے رب کی زمین ہے، جس زمین کا مالک رب ہے، اسی زمین کا مالک طارق بن زیاد رحمۃ اللہ ہے، آج وہ جذبہ کہاں گیا؟ میں کہوں گا وہ مسلمان تھا۔ ہم مسلمان نہیں، وہ مومن تھا، ہم مومن نہیں، ہم میں ایمان نہیں ہے۔ ہم تو روپوں کی خاطر بک جانے والی قوم بن گئے، ہم تو دولت کے لیے خون کرنے والی قوم بن گئے۔ اللہ اکبر اللہ

ان گاؤں دیہاتوں کے علاقوں میں سب سے بڑا جھگڑا ہی زمینوں کا ہوتا ہے، بس زمینیں چھین لو، قبضے جھوٹے کر لو، میرے پیارے نبی کریم ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، لوگو! دو مسلمان آدمی تھے ایک نے زمین بیچ دی، دوسرے نے زمین خرید لی، وہ بیچنے والا پیسے لے کر کے گھر چلا گیا، ادھر سے جس نے زمین خریدی ہے اس نے اس طرح کاشت کاری کے لیے ہل چلائے، اس ہل کے ساتھ سونے کا بھرا ہو مٹکا نکل آیا، اس نے اس طرح سونے کا مٹکا ہاتھ میں پکڑا ہوا ہے، اور حیران و پریشان ہے، میں نے تو ہل چلائے ہیں، مگر یہ سونے کا مٹکا کہاں سے آ گیا ہے؟ اس نے سونے کا مٹکا اٹھایا اور اپنے کندھوں پر رکھا اور چلتے چلتے اپنے اس دوسرے مسلمان کے گھر پہنچ گیا جا کر کے دروازہ کھٹکھٹایا، وہ باہر آیا یہ کہنے لگا: یار! تم مجھے گنہگار کیوں کرنا چاہتے ہو؟ تم مجھے قصور وار کیوں ٹھہرانا چاہتے ہو؟ وہ کہنے لگا اللہ کے بندے میں تمہیں گنہگار کرنے والا کون ہوتا ہوں؟ یہ کہتا ہے یہ پکڑو پھر سونے کا مٹکا اور اپنے گھر لے جاؤ، تم تو مجھے گنہگار کرنا چاہتے ہو، کل رب کی عدالت میں جا کر کے میں کیا جواب دوں گا؟ میں نے روپے زمین کے دیئے ہیں، میں نے سونے کے روپے تو نہیں دیئے۔ زمین میرے پاس آ گئی، یہ سونا اپنا لے لو، آگے سے وہ کہنے لگا، نہ نہ میں نے تو سونا نہیں رکھنا، تم مجھے کیوں گنہگار کرنا چاہتے ہو؟ میں نے تمہیں زمین دے دی، اس میں سے سونا نکلے وہ بھی تمہارا ہے، اس میں سے کوئی کاشت کاری نکلے تو وہ بھی تمہاری ہے۔ وہ کہتا ہے نہ نہ میں نے نہیں رکھنا ہے، یہ کہتا ہے، میں نے بھی نہیں رکھنا ہے، وہ کہتا ہے سونے کا مٹکا تمہارا ہے،

یہ کہتا ہے سونے کا مٹکا تمہارا ہے، کون ہیں؟ یہ دونوں مسلمان ہیں، وہ بھی مسلمان ہے۔ یہ بھی مسلمان ہے۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، ایک تیسرا آدمی پاس سے گزر رہا تھا، وہ بھی پاس آ گیا، کہنے لگا یار! کس لیے جھگڑا کر رہے ہو؟ بات کیا ہے؟ کہا یار! آؤ بات سنو، بات یہ ہے میں نے اس آدمی سے زمین لی ہے اور جب میں نے کاشت کاری کی تو اس زمین میں سے سونے کا مٹکا نکل آیا، یار تم خود ہی فیصلہ کرو، میں نے پیسے زمین کے دیئے ہیں، سونے کے پیسے نہیں دیئے۔ اس سونے پر میرا حق نہیں بنتا۔ دوسرا کہتا ہے: یار! میری بھی بات سنو، یار میں نے اس کو زمین بیچ دی ہے، اب اس میں سے سونا نکلے وہ بھی اس کا ہے، اس میں سے کوئی اور چیز نکلے وہ بھی اس کی ہے۔ وہ تیسرا کہنے لگا یار! تم جھگڑا نہ کرو، اگر تم اجازت دو تو میں تم میں فیصلہ کر دیتا ہوں، ثالث تم مجھے بنا لو میں فیصلہ کر دیتا ہوں، کہا چلو یار تم ہی ہمارا فیصلہ کر دو۔

یہ کہنے لگا، تمہارے پاس اولاد ہے کہ نہیں؟ ایک نے کہا جی ہاں میرے پاس ایک بیٹی ہے، دوسرے سے پوچھا ہاں بھئی تمہارے پاس اولاد ہے کہ نہیں؟ دوسرے نے کہا جی ہاں میرے پاس ایک بیٹا ہے۔ فرمایا: دونوں کا نکاح کر دو اور یہ سونے کا مٹکا ان کو دے دو۔

یہ کون ہیں؟ یہ مسلمان ہیں۔ اگر آج کا مسلمان ہوتا تو اس نے کہنا تھا، دونوں آنکھیں بند کرو، دو کلومیٹر تک پہنچ جاؤں تو کھول دینا۔ یہ آج کا مسلمان ہے جس کا ایمان پانچ روپے پر پھر جاتا ہے، وہ سونے کا مٹکا ہاتھ میں پکڑ کر کے بھی ایمان کا دعویٰ کرتا ہے، یہ مسلمان ہے۔ ہاں ہاں تم کیسے مسلمان ہو؟ تمہاری زبان سے دوسرا مسلمان محفوظ نہیں، یار مسلمان محفوظ ہو یہ بات تو دور کی ہے تم سے تو تمہارا سگا بیٹا بھی محفوظ نہیں ہے، اس کو بھی نکالنے پر آؤ تو کبھی ماں کی گالی نکالتے ہو، نکالنے پر آؤ تو کبھی بہن کی گالی نکالتے ہو، ہاں ہاں تم کیسے مسلمان ہو؟ اللہ اکبر اللہ

کاش تمہارے دل میں اسلام بیٹھ جائے، کاش کہ تم مومن بن جاؤ، اللہ کی قسم اٹھا کر

کے کہتا ہوں، میں نے دعویٰ کبھی جھوٹا نہیں کیا، سچا دعویٰ کرتا ہوں، آج تم مسلمان بن کر دکھاؤ تو تمہارے ملک کو رب خود ہی ترقیاں عطا فرمائے گا، زرداری بدلنے سے ترقی نہیں ہوگی، میاں برادران بدلنے سے ترقی نہیں ہوگی۔

ترقی اس وقت آئے گی جب تمہارا ایمان کامل ہو جائے گا، جب تم مسلمان بن جاؤ گے۔ اس وقت کائنات کا رب ترقی دے گا، لیکن آج ہمارا ایمان ہی اتنا خراب ہو گیا۔

ایک دن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس طرح باہر نکلے، چلتے چلتے ایک جگہ ٹیلوں پر ایک چھوٹا سا بچہ بکریاں چرا رہا ہے، کہنے لگے یہ بکریاں کس کی ہیں؟ بچہ کہنے لگا جناب بکریاں میرے مالک کی ہیں، میں چرانے کے لیے آیا ہوں، اس بچے کو پتہ نہیں کہ یہ حکمران ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا تمہیں بھوک لگی ہے؟ کہنے لگا جی ہاں بھوک تو بہت زیادہ لگی ہے۔ فرمایا: پھر کیا بات ہے؟ بھوک تو مجھے بھی لگی ہے، ایک بکری کو پکڑ کر ذبح کر لیتے ہیں اور وہ ہم کھا لیتے ہیں، وہ کہنے لگا جناب آپ کی بات تو صحیح ہے لیکن میرا مالک پوچھے گا تو اسے میں کیا جواب دوں گا؟ فرمایا: مالک سے کہہ دینا کہ ایک بکری بھیڑیا کھا گیا ہے، اس بچے نے جو جواب دیا وہ سنو اللہ کی قسم اٹھا کر کے کہتا ہوں، اس بچے کے جواب کے سامنے ہمیں ڈوب مرنا چاہیے۔ اللہ کی قسم! آج ہمارے چھبیس اور ستر سالہ بزرگ کا عقیدہ بھی اتنا پختہ نہیں جتنا عقیدہ اس چھوٹے سے بچے کا پختہ ہے۔

بچے نے کہا میری بات سنیں، میں آپ کو جانتا نہیں، میں شام کو اپنے اس مالک کو تو اس طرح کہہ کر گزارہ کر لوں گا، لیکن اپنے حقیقی مالک کو میں کیا جواب دوں گا؟ اپنے اس رب کو کل کیا جواب دوں گا؟ یہ وہ بچے تھے جن کے دل میں ایمان تھا، آج ہمارے کسی چھوٹے سے بچے کو اٹھاؤ، اس کو آیۃ الکرسی تک نہیں آتی ہے، کسی جوان کو اٹھاؤ اس سے پوچھو تو اس کو نماز کا ترجمہ تک نہیں آتا، اوپر سے ہمیں دین سے اتنا دور کر دیا گیا ہے، جو داڑھی رکھ لے، سر پر ٹوپی پہن لے، ٹخنوں سے شلوار اوپر کر لے تو لوگوں کی نظروں میں وہ پکا دہشت گرد بن گیا، یہ پکا دہشت گرد ہے، روشن خیالی کس کا نام ہے؟

داڑھی منڈوادو، پینٹ شرٹ پہن لو، اور جناب سب کچھ کرو، یہ بہترین مسلمان ہے۔ یہ ٹھیک ہے مگر جو داڑھی رکھے وہ دہشت گرد ہے۔ جو نمازیں پڑھے وہ دہشت گرد ہے۔ تم نے دین کو کیا سمجھا ہے؟ تم تو دین سے اتنا دور ہو چکے ہو، اللہ کی قسم! میں نے کئی نوجوانوں کو دیکھا ہے یہ ممی ڈیڈی جو آج کل کے نوجوان ہیں، نئے دور کے نیو جنریشن جو ہے، ان کے پاس سے کوئی داڑھی والا نوجوان گزر جائے تو اس کو مذاق کرنے لگ جاتے ہیں۔ کہتے ہیں وہ مولوی جا رہا ہے، وہ نمازی جا رہا ہے۔ اللہ کے بندے ذرا سوچو، غور کرو۔

اپنے ہی من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

کچھ سوچو کہ کہاں تک پہنچ گئے ہو اور کیا کرو گے؟ اگر تم میں ایمان موجود نہ ہوا تو تمہیں پھر کامیابی نہیں مل سکتی، تم ترقی نہیں کر سکتے، ترقی کائنات کا رب تمہیں اس وقت دے گا جب تمہارے دل میں ایمان ہوگا، تمہارے سینے میں توحید کی شمع روشن ہوگی۔

آئیے! حضرات محترم مسلمان بن جائیے، ایمان دار بن جائیے، ایسے مسلمان بنیے کہ لوگ ہماری مثال پیش کریں، مثالی مسلمان بن کر دکھایئے، میری دعا ہے میں نے جو کچھ بیان کیا ہے، اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

